امام احمد رضا

کی

حاشیہ نگاری

جائزہ نگار

علّامہ شمس الحسن شمس بریلوی

مرتّبہ

سید محمد ریاست علی قادری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

کراچی

فہرست

کتاب	امام احمد رضاؒ کے حواشی
ترتیب و تدوین	سیّد محمد ریاست علی قادری
مقدمہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
کتابت	حافظ محمود احمد ناصر
ناشر	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
طباعت	۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء
اشاعت	اوّل
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۱۲؍ روپے
مطبع	آر۔ آئی پرنٹرز اردو بازار کراچی

ملنے کے پتے

۱۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

۲۔ تاجدارِ حرم پبلیکیشنز۔ سپر مارکیٹ۔ لیاقت آباد۔ کراچی

۳۔ مکتبہ رضویہ۔ آرام باغ۔ کراچی۔

۴۔ رضا پبلیکیشنز۔ داتا دربار۔ لاہور

۵۔ مکتبہ غوثیہ، لوہاری گیٹ۔ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اظہارِ تشکر

میں اپنی اس پیش کش کو جناب حاجی ایّوب احمدانی صاحب کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ سے بھرپور مالی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور دوسروں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیّد ریاست علی قادری

مشمولات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصانیف کا جب ذکر آتا ہے تو بیشتر محققین اور دانشوروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہوتا ہے کہ علوم متنوعہ پر دسترس اور کثرت تصانیف میں وہ وحید دہر اور فرید عصر تھے حضرت امام احمد رضا ایک کثیر التصانیف عالم تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد شمار کی گئی ہیں۔ اور اس قول کی صحت پر ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ امام احمد رضاؒ کا اگر ہم ان کے معاصر مصنفین و مؤلفین سے موازنہ کریں تو یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ نہ صرف اُن کے دور میں بلکہ ان سے پہلے کے ادوار میں بھی علومِ منقول و معقول پر جو دسترس آپ کو حاصل تھی اور علومِ مختلفہ میں تصانیف کا جو ذخیرہ آپ نے یادگار چھوڑا ہے اس میں ان کا کوئی ہمسر نظر نہیں آتا۔ بے شک امام احمد رضا اپنے دور کے ایک کثیر التصانیف بزرگ متبحر عالم اور بے نظیر و نابغۂ فقیہ و محدّث تھے۔ اسی لیئے یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاتی ہے کہ ان کی تصانیف کی تعداد ایکہزار سے بھی زیادہ ہو گی۔ اب تک جو تفصیل مختلف و معتبر ذرائع سے معرض بیان میں آئی ہے اور جو شمار آپ کی تصانیف کا پیش کیا گیا ہے اس سے ہمارے اس دعوے کی صحت پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے امام احمد رضا قدس سرہٗ کے شاگرد اور ممتاز خلیفہ ملک العلماء

حضرت مولانا ظفر الدّین بہاری نے ۱۳۲۷ھ تک آپ کی توالیف و تصانیف کی فہرست کو ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دے کر "المجمّل المعدّد لتالیفات المجدّد" کے نام سے شائع کرایا۔ اس کتاب میں ۳۵۰ کتابوں کا تعارف کرایا گیا۔ اس فہرست کی اشاعت کے بعد ۹۶ رسائل و کتب اور دستیاب ہوئے۔ جس کی مولانا ظفر الدّین بہاری نے اس طرح تصریح فرمائی ہے کہ یہ فہرست ۱۳۲۷ھ تک کے مؤلفات و مصنفات کی بھی مکمل نہیں ہے بلکہ اس وقت تک معتبر و مستند ذرائع سے جن کتب کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ امام احمد رضا ۱۳۲۷ھ کے بعد ۱۳ سال تک مزید اسا دہ و افادات پر متمکن رہے۔ اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی زندگی کے آخری دور کی علمی اور قلمی مصروفیات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور آپ کی نگارش اور قلمی کاوشوں کا مصروف ترین دور تھا۔ سرعت نگارش کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک، دو دو دن میں ایک پورا رسالہ قلم بند کر دیتے تھے۔ صاحب نزہتہ الخواطر[۲] نے جلد ہشتم میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حیات بے ثبات کے آخری ایام تک آپ کی تصانیف کی تعداد یقیناً ایک ہزار سے تجاوز کر گئی ہو گی۔ انوارِ رضا[۳] لاہور اور المیزان[۴] بمبئی (بھارت) میں آپ کی تالیف و تصنیفات کے تحت ۵۴۸ کتب کے نام درج ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ڈاکٹر حسن رضا صاحب نے اپنے تحقیقی مقالہ موسومہ "فقیہہ اسلام[۵]" میں امام احمد رضا کے ۶۶۲ کتب و حواشی کی تفصیلی فہرست دی ہے۔ صاحب موصوف نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیئے یہ مقالہ تحریر کیا تھا جو ۶۰۰ صفحات پر محیط ہے اور بھارت سے کتابی صورت میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ ڈگری سائنس کالج ٹھٹھہ (سندھ) نے اپنی تصنیف "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی[۶]" میں ۴۸۴ کتب و حواشی کا تذکرہ کیا ہے۔ موصوف

Bibliographical Encyclopaedia
OF IMAM AHMAD RIDA KHAN

ترتیب دے رہے ہیں۔ جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس میں ۱۰۴۸ توالیف و تصانیف اور حواشی کی فہرست دی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ گراں بہا تالیف انشاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہے جس کی طباعت و اشاعت کا اہتمام ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کر رہا ہے۔

---

[۱] مولانا ظفر الدین بہاری: المجمل المعدد لتالیفات المجدّد۔ مطبوعہ پٹنہ (بھارت)

[۲] نزہتہ الخواطر، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی۔ ناظم ندوۃ العلماء لکھنو (مولانا ابوالحسن علی ندوی میاں کے والد)

[۳] انوارِ رضا: مطبوعہ ۱۹۷۷ء شرکت حنفیہ لمیٹڈ۔ گنج بخش روڈ لاہور

[۴] المیزان: مطبوعہ ۱۹۷۶ء بمبئی (بھارت)

[۵] فقیہہ اسلام: مطبوعہ ۱۹۸۱ء الہ آباد (بھارت) مصنفہ ڈاکٹر حسن رضا صاحب

[۶] حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی: مطبوعہ ۱۹۸۱ء سیالکوٹ۔ مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

[۷] By:- Prof. Mohammad Masud AHMAD Phd.,

زیر طبع

اس سلسلہ میں یہ نکتہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے فرزند اصغر حضرت مولانا مصطفٰے رضا خان مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید مفتی محمد اعجاز ولی خان مرحوم نے اپنی تحقیق کی بناء پر امام احمد رضا کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ لکھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا ایسا جامع علوم اور صاحب تصانیفِ کثیرہ سرزمینِ پاک و ہند کو کوئی دوسرا میسّر نہیں آسکا۔ حضرت مولانا مفتی وقارالدین صاحب ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی، مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی کی تحقیق کو اگر سامنے رکھا جائے تو ہمارے اس دعویٰ کو تقویت ملتی ہے کہ امام احمد رضا جامع علوم ہونے کے ساتھ ایک کثیر التصانیف عالم تھے۔ حضرت مولانا مفتی وقارالدین[9] صاحب فرماتے ہیں کہ "وہ بریلی شریف میں نو سال تک مشہور درس گاہ منظرِ اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور معقولات و منقولات کی نہایت اہم اور بلند پایہ کتابوں کی تدریس میرے ذمّہ تھی۔ جب مجھے کسی کتاب میں کوئی مشکل پیش آتی تو اس کا حل یہ ہوتا کہ امام احمد رضا کے کتب خانہ سے اس کا نسخہ حاصل کر لیتا تھا۔ اس نسخہ پر حضرت امام احمد رضا قدس سرّہٗ کا قلمی حاشیہ تحریر پاتا۔ جس کے مطالعہ سے میں ان مشکل مقامات کی تفہیم سے عہدہ برآ ہو جاتا اور میری تدریسی دشواریاں حل ہو جاتی تھیں۔ عموماً یہ مشکل مقامات ایسے ہوتے تھے جن کو عام طور پر محشی حضرات چھوڑ جاتے ہیں لیکن امام رضا کا حاشیہ وہاں موجود ہوتا تھا۔"

---

[9] حضرت مفتی اعجاز ولی خان مرحوم، ضمیمہ المعتقد المنتقد۔ مطبوعہ لاہور

حضرت مولانا ابوصالح محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری[10] نے "معارفِ رضا" میں امام احمد رضا کے چند حواشی پر روشنی ڈالی ہے۔ مولانا کا یہ مضمون تحقیقی نقطۂ نگاہ سے بڑی قدر و منزلت کا حامل ہے۔ موصوف نے اپنے مضمون میں فنِ حدیث پر امام احمد رضا کے تقریباً ۴۸ حواشی کا ذکر کیا ہے اور فقہ پر ۳۲ حواشی کے نام تحریر کیئے ہیں۔

امام احمد رضا نے نہ صرف تفسیر، حدیث اور فقہ پر حواشی تحریر فرمائے ہیں بلکہ سیر و سوانح، تصوّف اور بیشتر علوم و فنون کی مشہور و معروف کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے ہیں جس سے ان کی خداداد ذہانت، دقّتِ نظر اور تبحّرِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے مگر افسوس کہ یہ گنجِ گرانمایہ ہماری دسترس سے بہت دُور ہے

امام احمد رضا کی صدہا مصنفات و رسائل کی طرح ان کے غیر مطبوعہ قلمی حواشی تک رسائی بھی ایک بڑی کٹھن منزل اور دشوار گذار مرحلہ تھا لیکن بفضلہٖ تعالےٰ ۱۹۷۸ء میں راقم الحروف بریلی شریف سے ۴۲ مطبوعہ و غیر مطبوعہ حواشی پاکستان لانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان حواشی میں ۴۲ غیر مطبوعہ حواشی متنوع الموضوع تھے جن کی تفصیل "رسالہ درعلم لوگارثم"[11] میں موجود ہے۔

---

[9] اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کے علمی کارنامے، معارفِ رضا مطبوعہ ۱۹۸۲ء کراچی۔

[10] اعلیحضرت فاضل بریلوی "معارفِ رضا" مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء

[11] رسالہ درعلم لوگارثم (فارسی) محشّی مولانا احمد رضا خان۔ مرتبہ سید ریاست علی قادری۔ مطبوعہ ۱۹۸۰ء کراچی۔

۱۹۷۹ء میں حضرت مولانا خالد علیخاں صاحب نبیرۂ مفتی اعظم ہند نے تقریباً ڈھائی سو مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب و رسائل حضرت مولانا تقدس علی خانصاحب مدظلہ کی زیرِ نگرانی راقم الحروف کو بھجوائے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جناب مولانا محمد ابراہیم صدیقی صاحب کو جنہوں نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا اور اس متاعِ بے بہا کو اپنے ساتھ بریلی شریف سے لائے۔ یہ قیمتی خزانہ راقم الحروف کے پاس محفوظ و موجود ہے۔ ان رسائل و کتب میں بیشتر منقولات و معقولات کی مشہور کتب پر حواشی ہیں۔ اب تک جو حواشی کی فہرست سامنے آئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تعداد ایک سو پچاس سے زیادہ ہے۔ میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر امام احمد رضا کے حواشی کو ان دوسری تصنیفات کی طرح جو ان کے اخلاف کی دسترس میں ہیں تلاش کیا جائے تو ایک عظیم ذخیرہ ہاتھ لگ سکتا ہے۔ میں نے جو ۱۵۰ حواشی کی فہرست مختلف کتب و رسائل سے تیار کی ہے اور جس میں سے ۱۰۲ حواشی میرے پاس موجود ہیں ان کے نام انشاء اللہ ایک فہرست کی صورت میں کسی اور موقع پر قارئین کو پیش کروں گا۔

راقم الحروف نے اپنے بعض کرم فرماؤں کے تعاون سے مذکورہ حواشی کی عکسی نقول بنوا کر پاکستان میں مختلف مقامات پر اربابِ علم و فضل کو بھیجدی ہیں تاکہ محققین ان پر تحقیقی کام کر سکیں متنوع الموضوع حواشی میں کثرت ایسے حواشی کی ہے جن کا تعلق علومِ عقلیہ سے ہے۔ مثلاً بہت سے حواشی علمِ ریاضی، فلکیات، ہیئت، نجوم، جفر، ہندسہ، جبر و مقابلہ، مثلث، توقیت، ارثما طیقی، ردِّ فلسفہ قدیمہ، ردّ فلسفہ جدیدہ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ ان کے مطالعے سے امام احمد رضا کی علمیت، تبحر، ذکاوت اور وسعت نظری کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ منقولات میں تفسیر، حدیث، فقہ، سیر و سوانح اور تصوّف کی مشہور کتابوں پر آپ کے بہت سے حواشی موجود ہیں۔ یہ کثیر حواشی اس بات کے غمّاض ہیں کہ امام احمد رضا جیسا عالمِ دین اور فقیہ کہیں صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔

جب ایک طرف مالی مجبوریاں حائل ہوں اور دوسری طرف بے حسی کا یہ عالم کہ کسی نے ان حواشی کو دیکھنے تک کی زحمت گوارا نہ کی۔ (سوائے معدود چند حضرات کے) اس لیئے یہ ایک بہت ہی مشکل مرحلہ تھا کہ امام احمد رضاؒ کے تمام حواشی کو منظرِ عام پر لایا جاتا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ تمام حواشی کو کتابی صورت میں شائع کر کے اربابِ علم و فضل کی خدمت میں پیش کر دیا جائے لیکن اپنی کوتاہ دستی اور خواجہ کاشانِ رضویت کی سرد مہری آڑے آئی۔ ہم بجائے اس کے کہ امام احمد رضا کے علمی تبرکات جو آپ نے بطورِ امانت ہمارے پاس چھوڑے ہیں انہیں منظرِ عام پر لاتے ان کی یاد سے بھی غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہماری دینی مصروفیات اور عقیدت مندی محض چند رسوم تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ کاش ہم اندازہ کر سکتے کہ جس محسن نے اپنی پوری زندگی علم کی خدمت میں صرف کر دی اور ہم کو وہ علمی خزانہ عطا کیا کہ اگر ہم اس سے استفادہ کرتے تو ثریا پر کمندیں ڈال سکتے تھے۔ لیکن افسوس کہ ہم امام

احمد رضاؒ سے عقیدت مندی کا تو دم بھرتے ہیں اور سوادِ اعظم کے کھوکھلے نعروں سے دل کو خوش کر لیتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ آج اغیار ہم پر طعنہ زن ہیں کہ جس امام احمد رضاؒ کے شیدائی خود کو سگِ بارگاہِ رضوی کہلانے میں تو فخر محسوس کرتے ہیں لیکن ان کی علمی کاوشیں متاعِ کم‌پرسی کی طرح اپنوں کی بے توجہی پر نوحہ کناں ہیں۔ اور یہ بھی یہ بات صحیح کہ جس محسن کے خوشہ چینوں میں شمار ہونا ہم اپنے لیئے باعث سعادت سمجھتے ہیں اس کی فراموشی کے لیئے ہمارا ایک ایک عمل گواہ ہے۔

ایک مخلص عقیدت مند وہ ہیں کہ اپنے اکابر و عماد کی قلیل تصانیف کی تعداد میں اس طرح اضافہ کر رہے ہیں کہ ان کے بعد ان کے عقیدت مند قلم جنبش میں لا کر ان کے نام سے کتب تالیف و تصنیف کر کے ان کی شہرت اور وقارِ علمی میں اضافہ کر رہے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ کثرتِ تصانیف میں کسی نہ کسی طرح ان کو امام احمد رضاؒ کے بالمقابل لا سکیں اور امام احمد رضاؒ کی عظمت کے بلند مقام کی انفرادیت کو ختم کر دیں۔ دوسری طرف وہ ہیں جن کی نگارش کے نتائج حقیقت میں مایۂ فخر تو نہیں تھے صرف چند کتب ان کی تالیف کے دائرے میں آتی ہیں لیکن ان کے عقیدت مندوں نے اس کو ایک عظیم کارنامہ قرار دے کر اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا کہ ان کی شہرت کی بلندی آسمان کو چھونے لگی۔ گویا وہ ہزاروں کتابوں کے مولف و مصنف ہیں۔ اور ایک ہم ہیں کہ خوانِ نعمت ہمارے سامنے بچھا ہے۔ لیکن ہم میں اتنی سکت ہی نہیں کہ الوانِ نعمت سے لذت آشنا ہو سکیں۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاں ہر بات تحقیق کے معیار پر پرکھی جاتی ہے اور درائیت کی کسوٹی پر کسی جاتی ہے دنیائے رضویت نے اپنے عظیم محسن کے علمی کارناموں کو اس طرح بھلا دیا ہے جیسے وہ اور اس کے علمی کارنامے نہ قابلِ ذکر تھے اور نہ قابلِ ذکر ہیں۔ اس سے بڑا اور کون سا المیہ ہو سکتا ہے کہ ہم علمی دولت کا ایک گنجِ گرانمایہ رکھتے ہوئے بھی خالی ہاتھ ہیں۔ حیف صد حیف۔ امام احمد رضا کے مخالفین کا تو ذکر ہی کیا خود ان کے عقیدت مندوں نے ان کو سب سے زبردست نقصان پہنچایا۔ اور اس تاریخ ساز ہستی کے ساتھ وہ ظلم کیا کہ بیگانے بھی تڑپ گئے۔

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند

سعدیؔ از دستِ خویشتن فریاد

اگر اس عظیم ہستی نے علم و آگہی کا یہ گراں بہا گنجینہ دوسروں کے سپرد کیا ہوتا تو عقیدت کیش اس کی وہ قدر افزائی کرتے کہ اس کی شہرت کے غلغلہ سے زمین و آسمان گونجتے اٹھتے۔ یہ تو اللہ تعالٰے کا کرم، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل اور غوث الاعظمؓ کی شفقت ہے کہ ہماری اس بے اعتنائی کے باوجود امام احمد رضاؒ کو وہ عظمت و شہرت عطا ہوئی کہ دنیا حیران و ششدر ہے۔

امام احمد رضا کے وصال کے بعد آپ کے مکتبِ فکر اور مسلکِ حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو طریقے رہ گئے تھے۔ ایک تو وعظ و تقریر کے ذریعے آپ کے فرمودات کو عام کیا جاتا۔ دوسرے آپ کی تصانیف و تالیف، رسائل و حواشی کو جلد سے جلد منظرِ عام

پر لانے کی کوشش کی جاتی۔ مگر ہوا یوں کہ شقِ آخری سے ہم بالکل بے تعلق ہو کر بیٹھ رہے۔ اس بے اعتنائی اور احسان ناشناسی کے سب سے بڑے مجرم وہ ہیں جو اس کے اہل تھے۔ جو نشر و اشاعت کے میدان میں تجربہ بھی رکھتے تھے اور سرمایہ بھی لیکن بقول "فرصت کسے کہ تیری تمنا کرے کوئی"۔

آج جدید رجحانات سے متاثر ذہن اور تحقیق و دلائل کی تڑپ رکھنے والے نکتہ سنج حضرات کو ٹھوس علمی طریقے، حقائق، شواہد اور دلائل ہی سے متاثر کیا جا سکتا ہے۔ وعظ و تقریر اور زبانی دعوے ان کو متاثر نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ ماننا پڑے گا اور ان حقائق کے پیشِ نظر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اب ہم وعظ و تقریر کی ڈگر سے ہٹ کر اس راہ پر قدم رکھیں جہاں علمی حقائق کو صفحۂ قرطاس پر پیش کر کے اپنے دعوے کی صداقت کو منوائیں۔ تحریری ذرائع ابلاغ یعنی وسائل نشر و اشاعت کی ہمارے پاس کمی ہے۔ یہ کمی وقت کی ایک دردناک خلش ہے۔ ہماری انہی کمزوریوں کے باعث باطل ہم پر خندہ زن ہے کہ جس کی علمی فضیلت اور تبحر کے ہم گُن گاتے ہیں اور جس کی تصانیف کی گراں مائیگی کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں جب عصری تقاضوں کے تحت ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو ہم بالکل تہی دامان نظر آتے ہیں۔

پچھلے دس پندرہ برسوں میں علمی سطح پر کچھ اشاعتی کام ضرور ہوا ہے ہر چند کہ نہ ہونے کے برابر، پھر بھی اپنی افادیت و اثر کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اب مخالفین بھی معترف

نظر آتے ہیں کہ امام احمد رضا جیسی جامع العلوم شخصیت کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جب تک امام احمد رضا کی تصانیف منظرِ عام پر نہیں آتی تھیں محققین امام احمد رضا کے کثیر التصانیف مصنف ہونے کے بارے میں تذبذب کا شکار تھے۔ لیکن آج جبکہ ان کی تصانیف کا عشرِ عشیر بھی ہم پیش نہیں کر سکے وہ کھل کر ان کے تبحرِ علمی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ محققین و مخالفین کے خیالات میں اس تبدیلی کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ انھوں نے امام احمد رضا کی تصانیف کے مطالعہ سے بہرہ اندوز و مستفید ہو کر اپنی شرافتِ علمی کے باعث ایک حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور اپنی محققانہ دیانت کو تعصب کا شکار نہیں ہونے دیا اور وہی کچھ کہا جس کے ٹھوس شواہد و حقائق ان کی نگاہوں کے سامنے تھے۔ اگر ان حقائق کی روشنی نے اب بھی ہماری نگاہوں کے سامنے سے بے اعتنائی کی تیرگی دور نہیں کی تو یہ ایک عظیم سانحہ ہوگا۔ جو حقائق اور نتائج ہمارے سامنے ہیں اور پچھلے پندرہ سالوں میں جو کچھ تھوڑا بہت اشاعتی کام ہوا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم نے اس میں تیز رفتاری پیدا نہ کی تو اس دوڑ میں ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ دوسروں نے ہم سے بہت بعد میں اس راہ میں قدم رکھا تھا لیکن آج وہ اس دوڑ میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی تیز رفتاری ہماری سست گامی سے بازی لے جائے گی۔

یارانِ تیز گام نے منزل کو پا لیا
ہم بیٹھے منتظر جرس کارواں رہے

ایک ہزار سے زائد تصانیف میں امام احمد رضا کے اب تک تقریباً تین سو رسائل و کتب شائع ہوئے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد ان کی ہے جن کا موضوع "خلاف وجدل" ہے۔ اس لیئے علمی حلقوں میں امام احمد رضا کا وہ تعارف نہ ہو سکا جس کے وہ مستحق تھے۔ شروع میں ان کتابوں کو دیکھ کر اہلِ علم یہی سمجھتے تھے کہ خلاف وجدل پر مشتمل تصانیف کے علاوہ ان کے علمی خزانے میں کچھ اور نہیں۔ لیکن اب جبکہ منقولات و معقولات کے موضوعات پر چند ہی کتابیں سامنے آئی ہیں اور محققین نے ان کتب کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے تو بعض تو صرف نادرِ روزگار حواشی ہی دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

امام احمد رضا کے معتقدین و متوسلین کی اکثریت اس احساس و اعتراف کے باوصف کہ اعلیٰحضرت کی شخصیت اور علمی کارناموں کو روشناس کرانے کے لیئے خاطر خواہ کام نہیں ہوا، میدانِ عمل میں قدم رکھنے سے کتراتی ہے جبکہ علما و مشائخ اہلِ سنّت اور اربابِ ثروت کی متحدہ اور اجتماعی کوششوں سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہماری یہ کوتاہی و غفلت ہم سب کے لیئے باعثِ ندامت ہے۔ مخالفین تو مخالفین ہیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ سوائے بے التفاتی اور دشنام طرازی کے۔ ہم خود کب تک امام احمد رضا کے علمی کارناموں کا ذکر محض زبانی کرتے اور سنتے رہیں گے؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ امام احمد رضاؒ کے علمی حقائق اور فقیہانہ موشگافیوں کو مطبوعہ شکل میں پیش کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ ہمارے دعوے کی اساس محض عقیدت پر نہیں بلکہ حقیقت پر قائم ہے۔ کاش امام احمد رضاؒ کے کروڑوں

عقیدت مندوں میں سے چند ہی اس حقیقت کو تسلیم کر کے آگے بڑھیں تاکہ اس عظیم علمی ذخیرے کو منظرِ عام پر لایا جائے جو اب تک ہماری نگاہوں کی دسترس سے دور ہے۔ بحمد اللہ امام احمد رضاؒ کے کچھ مخلصین و معتقدین نے اس طرف توجہ کی۔ اور وقت کی پکار پہ کان دھرے ہیں لبیک کہا ہے اور اربابِ فکر و نظر کو امام احمد رضاؒ کے علمی ذخیرے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور نے امام احمد رضاؒ کے مختلف رسائل و کتب تین لاکھ سے زیادہ کی تعداد میں ملکی و غیر ملکی سطح پر مفت پیش کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اللہ تعالےٰ مرکزی مجلس رضا کے روحِ رواں جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری اور ان کے رفقاء کا سایہ دنیائے سنّیت پر تادیر قائم رکھے جنکی مساعی جمیلہ سے ابتک لاکھوں انسان اس نابغۂ دوران اور اس کے چند علمی کارناموں سے روشناس و مستفید ہو چکے ہیں۔ اگر کام اس نہج پر ہوتا رہا تو انشاء اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی اکثریت اور سوادِ اعظم امام احمد رضاؒ کے علمی کارناموں سے روشناس و مستفید ہو سکے گا۔

یہ دنیا مخلص، عقیدت کیش، علم دوست اور اصحابِ فکر و قلم سے خالی نہیں ہے۔ اور جب تک ایسے لوگ موجود ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کے راستے مسدود نہیں ہوں گے۔ پچھلے چند برسوں میں نامساعد حالات کے باوجود کچھ ایسے حضرات سامنے آئے جنہوں نے امام احمد رضاؒ کے علمی کارناموں کو منظرِ عام پر لانے کے سلسلے میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا سے مالی تعاون کیا۔ "معارف رضا" اور "دائرۃ

المعارف امام احمد رضا" ان ہی مخلص اور علم دوست حضرات کے مالی تعاون کے آئینہ دار ہیں۔ ان کا تعاون اگر اسی طرح شامل رہا تو امید ہے کہ ادارہ عرس امام احمد رضاؒ کے موقع پر مزید کتابیں پیش کر سکیگا۔

"امام احمد رضا اور عالمِ اسلام" مولفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد آپ کی خدمت میں اسی سال پیش کی گئی۔ ادارہ اُن تمام حضرات کا بصمیمِ قلب شکر گزار ہے جنہوں نے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر اپنے اخلاص و عقیدت مندی کا عملی ثبوت دیا۔ امام احمد رضاؒ پر ایک اور کتاب "اجالا" پروفیسر موصوف تحریر فرما رہے ہیں۔ انشاءاللہ یہ کتاب بھی جلد منظرِ عام پر آنے کی توقع ہے۔ پروفیسر صاحب امام احمد رضاؒ پر ایک مبسوط سوانح لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں جسکی ضخامت تقریباً دو ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی۔ پروفیسر صاحب نے بڑی محنت و کاوش کے بعد ضروری مواد مہیّا کر لیا ہے اور اگر کوئی امر خاص مانع نہ ہوا تو یہ کتاب انشاءاللہ تعالےٰ دو تین سال میں منظرِ عام پر آ سکتی ہے۔ لیکن جب ایسے مخلص اربابِ قلم ہماری سرد مہریاں دیکھتے ہیں تو ان کا تیز رواں قلم رکنے لگتا ہے۔ اور وہ کسی دوسرے علمی کام کی طرف متوجّہ ہوجاتے ہیں تاکہ قلم کی تیز رفتاری میں کمی واقع نہ ہو جائے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اپنے مخلص کرم فرماؤں کے تعاون سے متنوع الموضوع حواشی میں سے وہی حواشی اس وقت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جنکی فلمیں تیّار تھیں۔ ورنہ ابھی ان سے تعداد میں دس گنا حواشی ایسے موجود ہیں جنکی اشاعت کا کام باقی ہے۔ پیشِ نظر حواشی کے ضمن میں ایک بات عرض کرنا ضروری ہے اور وہ یہ

ہے کہ امام احمد رضا کی غیر مطبوعہ کتب و رسائل کی خاصی تعداد مختلف حضرات کے پاس بریلی شریف میں ہے۔ بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ اگر ایک کتاب کے کچھ اوراق اور حصے ایک صاحب کے پاس ہیں تو بقیہ کسی دوسرے صاحب کے پاس۔ ان سب کو سمیٹ کر یکجا کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں بعض حواشی صرف چار ورقی بھی آپ کو نظر آئیں گے جس سے یہ غلط اندازہ نہ لگایا جائے کہ امام احمد رضاؒ نے صرف چار ورقی حاشیہ لکھا ہے جیسا کہ بعض بے خبر حضرات نادانستہ طور پر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ راقم الحروف کے پاس ایسے بے شمار حواشی کا ذخیرہ موجود ہے جن میں سے بعض کی ضخامت تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ صرف اُن ہی حواشی کو شائع کیا جا رہا ہے جو راقم کے پاس موجود ہیں اور جنکی فلمیں بنوالی گئی تھیں۔ ان میں سے اکثر حواشی مکمل نہیں ہیں جس کا سبب میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ لیکن ان کو بطورِ نمونہ پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اربابِ علم و فن امام احمد رضاؒ کے علمی مقام و مرتبہ کو اپنی تحقیق کا محور بنائیں اور اپنی محقّقانہ ذمہ داریوں کو احسن طریقے پر پورا کریں۔

۱۹۸۲ء میں "معارفِ رضا" میں حضرت علامہ شمس بریلوی نے ایک بسیط اور جامع مقالہ میں امام احمد رضا کے چند حواشی کا تحقیقی جائزہ پیش کیا تھا جسکی علمی حلقوں میں بڑی قدر کی گئی۔ اس مقالے کی تعریف میں پاکستان کے ریٹائرڈ چیف جسٹس جناب جسٹس قدیر الدین احمد صاحب نے "امام احمد رضا کانفرنس"، منعقدہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۲ء بمقام

تھیوسوفیکل ہال کراچی میں جب اپنے زرین خیالات کا اظہار فرمایا تو صاحبِ مقالہ کو ان کی نگارش پر مبارک باد پیش کی۔ حضرت علامہ شمس بریلوی کی علمی اور ادبی صلاحیتوں، ان کے وسیع مطالعے، عمیق نظری اور اعلیٰحضرت امام احمد رضاؒ سے عقیدت کیشی کی بنا پر ان سے درخواست کی گئی کہ وہ حواشی کے اس مجموعے پر ایک مقدمہ تحریر فرمائیں جسکو انہوں نے قبول فرما کر اپنی علم دوستی، وسیع القلبی اور امام احمد رضاؒ سے خصوصی نسبت کا ثبوت دیا۔ مقدمہ آپ کے سامنے ہے۔ حواشی کے اس مجموعہ میں سوانح امام احمد رضا کی نگارش پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے قلم کی تراوش ہے۔ جن کا قلم پچھلے بیس سال سے امام احمد رضاؒ کے علمی کارناموں کے تعارف کے لیئے وقف ہو کر رہ گیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے امام احمد رضاؒ پر اب تک جتنا کام کیا ہے اس کا اگر ہم موازنہ کریں تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اس میدان میں ان کا کوئی مدِّ مقابل نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں محسنینِ رضویت پر اپنا بے پناہ فضل و کرم فرمائے کہ جب اور جس وقت بھی ان سے امام احمد رضاؒ پر کچھ لکھنے کو کہا گیا تو ان حضرات نے اپنی دوسری علمی مصروفیات کو ثانوی حیثیت دی اور فوراً امام احمد رضاؒ پر لکھنے کو تیار ہو گئے۔ میں کس زبان سے اپنے ان کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کروں جن کی مدد کے بغیر میرے لیئے ایک قدم اٹھانا بھی دشوار تھا۔ ربِّ عزوجل ان کو ان کی علمی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں ان کے علمی اور ادبی کارناموں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے حوصلوں میں مزید پختگی بخشے تاکہ ان کے قلم سے

ایسے فن پارے منصۂ شہود پر آئیں جن سے لوگ قیامت تک مستفیض ہوتے رہیں۔

؎ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

فی الحال یہ چند حواشی پیشِ خدمت ہیں۔ اگر حالات مساعد رہے تو بقیہ حواشی بھی اسی طرح اگلے برسوں میں یکے بعد دیگرے منصۂ شہود پر آجائیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں علم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰے عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

سید محمد ریاست علی قادری
(ادارہ تحقیقات امام احمد رضا)
کراچی
۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء

حیات امام احمد رضا

امام احمد رضا نسباً پٹھان، مسلکاً سُنّی حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) اور جدِّ امجد مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) متبحر عالم اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یوپی بھارت) میں ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا اور تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) تجویز کیا گیا۔ جدِّ امجد نے احمد رضا نام رکھا۔ بعد میں خود امام احمد رضا نے عبد المصطفٰے کا اضافہ کیا۔

آپ اکثر علوم و فنون میں دسترس رکھتے تھے۔ بعض علوم و فنون معاصرین علماء سے حاصل کیے اور بعض میں ذاتی مطالعہ اور غور و فکر سے کمال حاصل کیا۔ مندرجہ ذیل ۲۱ علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کیے۔

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، (جملہ مذاہب)، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیاۃ، حساب، ہندسہ۔

حضرت شاہ آل رسول (م ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۱ء) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء) شیخ عبد الرحمٰن مکی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکی (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء) شیخ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) علیہم الرحمہ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل ۱۰ علوم و فنون حاصل کیے۔

قراۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب۔

مندرجہ ذیل ۱۴ علوم و فنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کیے۔

ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیاۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ۔

اس کے علاوہ نظم و نثر فارسی، نظم و نثر ہندی، خطِ نسخ، خطِ نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔

علوم و فنون سے فراغت کے بعد تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور فتوی نویسی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ تقریباً ۵۰ علوم و فنون میں ہزار سے زیادہ کتب و رسائل آپ سے یادگار ہیں۔ امام احمد رضا کی علمی تخلیقات میں شروح و حواشی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ جن کا تعلق مختلف علومِ عقلیہ و نقلیہ سے ہے۔ ان میں سے بیشتر عربی اور فارسی میں ہیں اور امام احمد رضا کی سرعتِ فکر، دقّتِ نظر، تبحّر اور تعمّق کے روشن شواہد و دلائل ہیں۔

(۲)

امام احمد رضا (۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء) کی خدمت

میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اور مختلف سلاسل طریقت میں خلافت و اجازت حاصل کی۔ مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سہروردیہ، بدلیعیہ، علویہ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لیئے والدِ ماجد کے ہمراہ عازمِ حرمین ہوئے۔ قیامِ مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور فرطِ مسرت سے فرمایا۔

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین

ترجمہ: "بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں"

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لیئے حاضر ہوئے۔ اس سفر میں حرمین شریفین کے علمائے کبار نے بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ علمائے مکہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لیئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔ امام احمد رضا نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور یہ تاریخی نام رکھا:-

کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم

(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۴ء) اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین بے حد متاثر ہوئے۔

کفل الفقیہ کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ تاریخی نام تجویز کیا۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۱۲ھ/۱۹۰۵ء) پھر

الفیوض الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ کے عنوان سے اس کے تعلیقات و حواشی لکھے۔ اس رسالے میں مسئلہ علمِ غیب پر محققانہ بحث کی ہے۔ علمائے حرمین نے جو اس پر تقاریظ تحریر کی ہیں اُن سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ امام احمد رضا نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کوئی کتاب مطالعہ کیئے محض یادداشت کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ آپ کی سرعت تحریر، قوتِ حافظہ اور جزئیات فقہ پر ماہرانہ واقفیت کو دیکھ کر علمائے حرمین حیران تھے۔" (نزہتہ الخواطر، ج ۸ ص ۳۹)

امام احمد رضا کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بعض علماء نے مجددِ امت تک لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ اسمٰعیل خلیل (حافظ کتب الحرم) تحریر فرماتے ہیں:-

لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقاً وصدقاً

(حسام الحرمین، ص ۱۴۰، ۱۷۲)

اسی طرح شیخ علی شامی ازہری احمدی دردیری مدنی تحریر فرماتے ہیں:-

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ

(حسام الحرمین، ص ۲۶۲)

(۳)

فن فتاویٰ نویسی میں امام احمد رضا اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ انہوں نے تقریباً ۵۴ سال تک یہ فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ فقہ میں جد الممتار (حاشیہ شامی) اور فتاویٰ رضویہ (۱۲ مجلدات) کے علاوہ ایک اور علمی شاہکار ترجمہ قرآن کریم ہے جو (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) میں

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے منظرِ عام پر آیا؛ اور جس کے تفسیری حواشی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے مولانا نعیم الدّین مراد آبادی نے تحریر فرمائے جو ایجاز و اختصار اور جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔ حال ہی میں بعض حضرات نے اس ترجمے کے خلاف ایک شورش برپا کی ہے۔ راقم کے نزدیک اس کی حیثیت علمی نہیں بلکہ سراسر سیاسی طبقاتی اور نظریاتی ہے۔ یہ ترجمہ ۷۰ برس پہلے ہوا ظاہر ہے کہ اس طویل عرصے میں دونوں طرف بیسیوں ایسے متبحّر علماء گزرے جس کا پاسنگ بھی آج نہیں ملتا۔ جب ان کو اس ترجمے میں غلطیاں نظر نہ آئیں تو پھر ہماری خردہ گیری کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ گذشتہ تیرہ برس میں امام احمد رضا کا شہرہ پاک و ہند سے گزر کر دیارِ مشرق و مغرب میں پھیل چکا ہے۔ ظاہر ہے یہ بات ان حضرات کو پسند نہیں جو امام احمد رضا کو بقولِ خود دفن کر چکے تھے۔ اب امام احمد رضا کے آفتابِ فکر کے سامنے ان کا چراغِ فکر ٹمٹمانے لگا۔ یہ بات کس کو گوارا ہو سکتی ہے کہ کسی کی گرم بازاری کے باعث اس کا بازار سرد ہو جائے۔

امام احمد رضا نے قرآن کریم کا جس نظر سے مطالعہ کیا اس کا اندازہ ان کے اس مصرعے سے ہوتا ہے:

ع قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

(حدائق بخشش۔ حصہ دوم، ص ۹۹)

وہ فنِ شعر میں کمال رکھتے تھے۔ نعت گوئی کو اپنا مسلکِ شعری بنایا۔ ہر صنفِ شاعری پر طبع آزمائی کی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کے دیوان "حدائق بخشش" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، فارسی، عربی اور ہندی وغیرہ میں شعر گوئی پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ ان کا مشہور سلام جس کا مطلع ہے

ع مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پاک و ہند کے طول و عرض میں پڑھا جاتا ہے۔

تحریکِ آزادی کے سلسلے میں امام احمد رضا اور ان کے تلامذہ و خلفاء کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات بنظرِ غائر مطالعہ کیئے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں جو ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں۔ اس سے قبل ۱۸۹۷ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر اظہارِ خیال فرمایا۔ امام احمد رضا کے آخری دور میں سیاست نے ایک نیا رُخ اختیار کر لیا تھا۔ تقریباً (۱۹۱۹ء/۱۳۳۹ھ) میں تحریکِ خلافت کا آغاز ہوا اور دوسرے ہی سال (۱۹۲۰ء/۱۳۳۹ھ) میں گاندھی کے ایماء پر تحریکِ ترکِ موالات کا آغاز ہوا۔ انجام سے بے نیاز ہو کر ہندو مسلم شیر و شکر ہو رہے تھے۔ امام احمد رضا نے اس اختلاط کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکۃ الآراء رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) تحریر کیا۔ بعض حضرات امام احمد رضا پر انگریز نوازی کا الزام لگاتے ہیں لیکن حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ جس کی تحقیق راقم نے اپنے مقالے "گناہِ بے گناہی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء) میں کی ہے۔ امام احمد رضا

کا دامن انگریز نوازی کے الزام سے یکسر پاک تھا۔ ہاں الزام لگانیوالوں کے دامن ضرور داغدار ہیں۔ امام احمد رضا کے متوسلین و معتقدین نے ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء میں مطالبۂ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ اپنی مساعی تیز تر کر دیں۔ ان کے خلوص اور جذبے کا اندازہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی کے اس عزم سے ہوتا ہے۔

"پاکستان کی تجویز سے جمہوریتِ اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خود قائدِ اعظم محمد علی جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔"

(حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶، مکتوب ۲)

اسی طرح سیّد محمد محدث کچھوچھوی (تلمیذ مولانا احمد رضا خاں) نے آل انڈیا سنّی کانفرنس منعقدہ اجمیر شریف (۵ تا ۶ رجب ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) میں خطبۂ صدارت میں یہ پُرجوش کلمات کہے۔

"اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو، ایک منٹ نہ رکو، پاکستان بنا لو تو جا کر دم لو۔" (الخطبۃ الاشرفیہ، ص ۳۸)

امام احمد رضا نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو بوقتِ نمازِ جمعہ ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل قرآن کریم کی اس آیت سے الہامی طور پر اپنا سنۂ وفات نکالا تھا۔

ویطاف علیھم بانیۃ من فضۃ و اکواب

(وصایا شریف، ص ۱۲۱)

(۵)

آپ کے دو فرزند تھے۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان

علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خان علیہ الرحمہ۔ مولانا حامد رضا خان ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ عربی ادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ۷۰ برس کی عمر پائی۔ ۲۳ سال والدِ ماجد کے جانشین رہے اور برسوں دار العلوم منظرِ اسلام (بریلی) میں درس حدیث دیا۔ اور ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔

مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خان اوائل ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ برادر بزرگ مولانا حامد رضا خان سے تعلیم حاصل کی اور والد ماجد سے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔ دار الافتاء الرضویہ (بریلی) میں ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء ستّر سال فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ وہ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کا آئینہ تھے۔ ۱۹۸۱ء میں ان کا وصال ہو گیا۔

امام احمد رضا کے خلفاء نہ صرف پاک و ہند بلکہ حرمین شریفین میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ اب صرف ایک خلیفہ حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری یادگار رہ گئے جو ہندوستان میں فیض رساں ہیں۔

(۶)

الغرض امام احمد رضا چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم، عظیم المرتبت مفتی، بلند پایہ مصنّف، دیدہ ور سیاستدان، صاحبِ بصیرت سائنسدان اور باکمال ادیب و شاعر تھے۔ پاک و ہند کے محققین نے ہنوز ان کی طرف توجّہ نہیں کی۔ وہ دنیا کے ہر محقق کی توجّہ کے لائق ہیں۔ اگر ان کی فقہی اور علمی تصانیف سیاسی اور سائنسی بصیرت اور ادب و شاعری پر تحقیق کی جائے تو بہت سے رازہائے سربستہ معلوم ہوں گے۔

اور ہم بجا طور پر فخر کر سکیں گے کہ پاک و ہند میں ایک ایسا یگانۂ روزگار عالم پیدا ہوا جس کی نظیر نہ اس کے زمانے میں تھی اور نہ اب ہے۔ اور حکیم عبدالحیٔ لکھنوی کا یہ اعتراف حقیقت بن کر سامنے آجائے گا:۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقۃ الحنفی و جزئیاتہ یشھد بذالک مجموع فتاواہ

(عبدالحیٔ لکھنوی، نزہتہ الخواطر، جلد ششم، ص ۴۱)

ترجمہ:۔ فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے۔ اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ (سندھ)

علامہ حضرت شمس بریلوی

امام احمد رضاؒ کی حاشیہ نگاری

قارئین کرام! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ بعض ان میں کافی ضخیم ہیں اور بعض کی ضخامت کم ہے۔ اسلامیات کا کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جس پر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے قلم نہ اٹھایا ہو اور دادِ تحقیق نہ دی ہو۔ آپ کی ان عالمانہ، فقیہانہ اور مجددانہ تحقیقات کے دائرے میں آپ کے گرانقدر حواشی بھی آتے ہیں، جن کی تعداد ڈھائی سو کے قریب ہے۔ یہ حواشی بحمداللہ دستبرد زمانہ سے محفوظ ہیں اور ان کے قلمی نسخے سید محمد ریاست علی قادری رضوی کی تحویل میں آج بھی موجود ہیں۔ وہ کئی سال سے اس امر میں کوشاں ہیں کہ علمائے اہلِ سنت سے کوئی دیدہ ور اٹھے کہ وہ ان حواشی کے تراجم و تعارف سے دنیائے علم و فضل کو آگاہ کر سکیں۔

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

اب تک ان کو اس سلسلہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ گذشتہ معارفِ رضا نامی کتاب میں جو ادارہ معارفِ رضا کراچی نے شائع کی تھی، راقم الحروف شمس بریلوی نے امام احمد رضاؒ کے چند حواشی کا تعارف اربابِ فضل و کمال سے کرایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ آئندہ بھی حواشی پر قلم اٹھاؤں گا۔ میں نے ان حواشی کا تعارف جس کاوش و کاہش سے پیش کیا ہے اس کو کچھ اربابِ فضل و کمال ہی جانتے ہیں۔ میں نے ہر ایک کتاب مُحشّٰی کے مصنف کے تعارف کے بعد امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کے حاشیہ کو اس طرح پیش کیا تھا کہ حضرت امام احمد رضاؒ نے جہاں جہاں محشی کو تنبیہہ اور آگاہ کیا یا تعقب کیا ہے ان مقامات کو حاشیہ سے انتخاب کر کے پیش کیا اور توضیح و تصریح کے مقامات کی نشاندہی کی۔ ممکن ہے قارئینِ معارفِ رضا کو بادی النظر میں یہ کام بہت معمولی نظر آیا ہو۔ یہ ان حضرات کا اپنا مطمعِ نظر ہے لیکن میں نے اس نگارش

میں کئی ماہ کی مدت صرف کر دی۔ تب کہیں یہ کام سرانجام ہو سکا۔ الحمد للہ۔

میرے محترم سید محمد ریاست علی قادری صاحب امام احمد رضا قدس سرہٗ کے چند حواشی کا مجموعہ پیش کر رہے ہیں۔ جب باوجود کوشش اور سخت تگ و دو کے کوئی صاحبِ فضل و کمال دنیائے رضویت سے ان چند حواشی کے ترجمے کے لیئے آمادہ نہیں ہوا تو انہوں نے محض اس خیال سے کہ آئندہ شاید کوئی صاحبِ فضل و کمال اس طرف توجہ مبذول فرمائے۔ چند حواشی (بطورِ نمونہ) کا مجموعہ ایک کتابی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ دوسرے یہ امر بھی ان کے ملحوظِ خاطر تھا کہ یہ حواشی بریلی شریف سے محض مستعار حاصل کیئے گئے تھے اور اُن کی واپسی کا سخت تقاضا ہے لہٰذا اس انمول دولت سے جو کچھ بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے وہ اٹھالیا جائے۔

محترمی سید محمد ریاست علی صاحب قادری نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں ہر کتاب محشّٰی کے مصنف کا تعارف اسقدر اختصار کے ساتھ پیش کروں کہ وہ ایک صفحہ سے زیادہ نہ ہو تاکہ قاری حاشیہ محشّٰی کتاب کے مصنف اور اس کے زمانے سے قدرے واقف ہو جائے صاحبِ موصوف کے پاسِ خاطر سے مندرجہ ذیل کتب کا بہت ہی مختصر تعارف پیشِ خدمت کر رہا ہوں۔

۱۔ فتاویٰ بزازیہ
۲۔ حلیہ شرح منیۃ المصلی
۳۔ دُرر الحکام شرح غرر الاحکام
۴۔ بحر الرائق و منحۃ الخالق علی البحر
۵۔ شرح معانی الآثار
۶۔ عمدۃ القاری شرح بخاری
۷۔ کنز العمال
۸۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
۹۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع
۱۰۔ موضوعاتِ کبیر ملّا علی قاریؒ

۱۱۔ حواشی الفتاویٰ البزازیہ
۱۲۔ حاشیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری
۱۳۔ حاشیہ تبیین الحقائق للزیلعی
۱۴۔ حاشیہ مدخل۔

اس مرتبہ میں نے ہر ایک حاشیہ کے تعارف کے ساتھ سابقہ التزام (توضیح و تصریح تنبیہ و تعقب) نہیں کیا ہے بلکہ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں صرف کتابِ محشّٰی کے مصنف کا بہت ہی اختصار کے ساتھ تعارف کرایا ہے۔ افسوس کہ اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج تک کسی کو ہوش نہ آیا کہ وہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ان حواشی کو جو حضرت کے تبحّرِ علمی کا ایک انمٹ نشان اور دنیائے رضویت کے لیئے طرّۂ امتیاز اور خواجہ تاشانِ رضویت کے لیئے سرمایۂ نازش و افتخار ہیں، تراجم کے ساتھ شائع کر کے اپنی عقیدت و علمیت کا ثبوت دیتے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی حاشیہ نگاری کی خصوصیات پیش کرنے سے قبل یہ چند حقائق آپ کے سامنے پیش کرنے پر عقیدت نے مجبور کیا اور زبانِ قلم پر آگئے۔ اس کے لیئے آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ ان سے معذرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جن کے احساسات مُردہ ہو چکے ہیں اور تن آسانی جن کا شعار بن چکا ہے۔

آیئے اب قرنِ سیزدہم کے آفتابِ علم و فضل کی چند کرنوں سے اکتسابِ نور کے لیئے آپ کو کمالِ علمی کے اس میدان میں لے چلوں جہاں جہاں حاشیہ نگاری و تعلیقات نگاری کے بلند منارے ایستادہ ہیں اور جن کی بلندی کا اندازہ کرنے کے لیئے علم و فضل کی دستار کو تفحص و تعمق کے پاکیزہ ہاتھوں سے سنبھالنا پڑتا ہے۔ میں یہاں حاشیہ نگاری کی تاریخ پیش نہیں کروں گا بلکہ آپ کو حاشیہ نگاری، تعلیقات نگاری اور شرح نگاری کا فرق بتاؤں گا اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حاشیہ نگاری کی خصوصیات سے آگاہ کروں گا کہ اس مقدمہ کی نگارش کا منشا یہی ہے۔

حاشیہ، تعلیقات اور شرح

شرح :۔ کسی کتاب کی شرح خواہ وہ کسی متن سے متعلق ہو توضیح و مطالب و تشریح کیلئے اصل متن سے زیادہ ضخامت اور حجم کی خواہاں ہوتی ہے کہ شرح نگاری سے شارح کا یہی مقصود ہوتا ہے کہ ان مباحث و مطالب کو جو صاحب متن (یا ماتن) نے پیش کیئے ہیں واضح سے واضح تر صورت میں پیش کرے اور جن نکات کو ماتن نے پیش نہیں کیا ہے اور جن مضمرات کی وضاحت نہیں کی ہے ان کی وضاحت پیش کرے۔ اگر متن میں اغلاط ہیں تو شارح ان کی وضاحت کرے۔ حدیث شریف کے اکثر مجموعوں کی شروح لکھی گئی ہیں اور اپنی وضاحت و تعبیرات و مسائل فقہیہ و شرعیہ کے مستدل ہونے کے باعث ہر ایک شرح اس کے متن سے زیادہ ضخیم ہے۔ حدیث کے متعدد طرق جو شارح کی نگاہ میں ہوتے ہیں وہ ان کو پیش کرتا ہے، حدیث کے راویوں پر بحث کرتا ہے، حدیث کے حسن غریب یا دیگر اقسام پر بحث کی جاتی ہے۔ اگر صاحب متن سے اس سلسلہ میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کو استدلال و براہان کے ساتھ بیان کرتا ہے جن فقہی مسائل کا اس حدیث سے استخراج ہو سکتا ہے انکو مستنبط کرتا ہے۔ اگر کسی مذہب کی وہ حدیث موید ہوتی ہے یا اگر کسی مسلک پر اس سے جرح ہو سکتی ہے تو اس کی تعدیل یا جرح کرتا ہے۔ رواۃ حدیث کا بھی شارح تعارف کراتا ہے۔ حدیث کی شانِ ورود شارح بیان کرتا ہے۔ اگر دوسرے شارحین بھی اس کے موجود ہیں تو ان کے اقوال بھی پیش کرتا ہے۔ لغاتِ حدیث اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے۔ معانی اور بیان کے مسائل پیش کیئے جاتے ہیں صرفی اور نحوی نکات زیر بحث آتے ہیں۔ یہاں اتنا موقع نہیں کہ میں شرح کے سلسلہ میں کچھ کھل کر لکھ سکوں۔ میں صرف ایک مثال پیش کروں گا۔ حدیثِ مشہورہ ہے

"انما الاعمال بالنیات"

ایک ایسی حدیث ہے کہ صحاح ستہ میں سے کئی ایک صحیح ایسی ہیں جن کا آغاز اسی حدیث

مبارکہ سے ہوتا ہے۔ ائمہ مذاہب اربعہ نے اپنے اپنے مسلک و مذہب کی تائید کے لیئے اس حدیثِ مبارکہ کی تشریح و توضیح کی ہے اور اس پر کھل کر بحث کی گئی ہے کہ با ء کا متعلق مقدر کیا ہے۔ حضرات شوافع "تصح بالنیات" کو مقدر مانتے ہیں اور صحتِ شرعی اس سے مراد لیتے ہیں۔ محققین، فقہاء احناف ثواب الاعمال بالنیات کو مقدر مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعمال کے ثواب کا مدار باعتبار نیت ہے۔ یہ تحقیق علامہ شمس الدین سروجی صاحب العنایہ کی ہے جو شارح ہدایہ ہیں۔ اور دوسرے مسالک کے ائمہ نے اپنے اپنے مسلک کی تائید کے لیئے دلائل براہین پیش کیئے ہیں۔ اور بات "نیتِ وضو" تک جا پہنچی۔ حضرات شوافع نے کہا ہے کہ ایسے وضو سے جس کی نیت نہ کی گئی ہو نماز نہیں ہوگی۔ اور احناف کہتے ہیں کہ وضو کے مفتاح الصلوٰۃ ہونے میں نیت شرط نہیں۔ یعنی ہم احناف استدلال میں پانی کے مطہر طبعی ہونے کو پیش کرتے ہیں۔ البتہ تیمم کے لیئے نیت شرط ہے۔ اس سلسلے میں شارحین نے اپنے اپنے تبحر علمی سے عجیب و غریب نکات پیش کیئے ہیں۔ صرف اسی ایک حدیث مبارکہ کے تحت اسقدر مباحث آگئے ہیں کہ بعض شروح کے ۲۵-۵۰ بڑے سائز کے صفحات کو وہ مسائل محیط ہیں۔

ایسا ہی حال کتب فقہ کی شروح کا ہے۔ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب "تنویر الابصار" ہے (جو ہدایہ کی شرح ہے) اسی تنویر الابصار کی شرح "در المختار" ہے اور اس کی شرح "رد المختار" ہے۔ میں یہاں تنویر الابصار سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جس میں تنویر الابصار کے متن کو خطِ کشیدہ کروں گا اور اس کی شرح در المختار کو غیر خطِ کشیدہ رکھوں گا پھر اس کا ترجمہ پیش کروں گا تاکہ آپ کو یہ اندازہ ہو سکے کہ شرح نگاری کے لیئے کس تبحر اور دقتِ نظر کی ضرورت ہے اور کتنا مشکل کام ہے اور ایک شارح کو کن دشوار مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

تنویر الابصار جلد اوّل ۔

(در المختار یعنی شرح تنویر الابصار) فرضت فی الاسراء لیلۃ السبت سابع عشر رمضان قبل الھجرۃ لسنۃ ونصف وکانت قبلہ صلوٰتین قبل طلوع وقبل غروبھا (شمنی)

ترجمہ :۔ نماز معراج شریف میں شب شنبہ رمضان شریف کی سترھویں تاریخ کو ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل فرض ہوئی اور معراج شریف سے قبل صرف دو نمازیں تھیں۔ ایک طلوع آفتاب سے قبل اور دوسری غروبِ آفتاب سے پہلے۔ شمنی نے ایسا ہی لکھا ہے۔

اب ردالمحتار میں اس کی شرح ملاحظہ فرمایئے۔ میں یہاں متن طویل نقل نہیں کروں گا صرف ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔

ردالمحتار یعنی شرح درمختار :۔ اور شارح (تنویر الابصار) یا صاحب درالمختار نے رمضان شریف میں وقوع معراج کا ذکر کیا ہے وہ ایک قول ہے۔ اس سلسلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ معراج ماہِ رجب میں ہوئی اور لوگوں میں بھی یہ قول مشہور ہے۔ امام نووی نے "سیرالروضہ" میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث شریف کی شرح جو بدء وحی کے سلسلہ میں ہے اور علامہ بخاری نے جس کو بابِ کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم میں روایت کیا ہے آپ شروح بخاری مطالعہ فرمایئے اور ان ابحاث کو ملاحظہ کیجئے کہ شارحین کرام نے اپنی ذکاوت فہم اور فراستِ علمی سے کیا کیا نکات پیدا کیئے ہیں اور کتنے دینی مسائل کو پیش کر کے امتِ مسلمہ کو مرہونِ منت بنایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ بخاری کی شرح فتح الباری اور علامہ حجر عسقلانی ۸۵۲ھ شرح بخاری از علامہ عینی عالمانہ تحقیق و تدقیق، استنباط و استخراج مسائل فقیہہ اور مسائل علیہ پڑھ کر آپ حیران رہ جائیں گے۔ شارحین حضرات کا مقام علمی اور تبحر اس وقت آپ پر ظاہر ہو گا۔ مسائلِ عقلی و نقلی کے دریا بہائے ہیں اور ان شارحین حضرات کی فکر رسا نے ان مناروں پر کمند ڈالی ہے جہاں تک فکرِ انسانی پہنچ سکتی ہے۔ صرف بخاری ہی پر حصر نہیں ہے بلکہ آپ صحاح ستہ کی شروح کو دیکھئے کہ یہ شروح متونِ صحاح سے کس قدر ضخیم ہیں۔ اسی طرح حدیث مبارکہ کے اور مجموعے موسوم بہ صحاح و جوامع و مسانید اور معاجم ہیں جن سے ہمارے کتب خانے الحمدللہ معمور ہیں۔ تصریح بالا کا مقصد یہ تھا کہ شارح جب کسی کتاب کی شرح کرتا ہے تو اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالتا ہے اور متن کی ہر ہر سطر کی اس طرح وضاحت کرتا ہے کہ جو نکات متن میں مضمر تھے وہ سب کے سب عیاں ہو جائیں۔ شارح کے لیے بھی اتنے ہی مبلغ علم، ذکاوت اور دقتِ نظر کی ضرورت ہے جو صاحب متن

کو حاصل تھا۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ شارح نے شرح میں "شارح تنویر الابصار" کے قول کا تعاقب کیا ہے۔ صاحب درمختار کے کمالِ علمی کے پیشِ نظر ان کے قول کی تغلیط تو نہیں کی لیکن احتیاط کے ساتھ "ایک قول یہ ہے" کہہ کر ان کے قول کی تردید کر دی۔

یہ تھی شرح نگاری کی مختصر کیفیت اور ایک شارح کے مختصر اوصافِ علمی اور اس کا تبحر ایک مشہور شرح اور اس شرح کی شرح اور اس کے حواشی کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ ایک شارح کو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کسی متن کی تشریح و توضیح و تصریح میں اس کی نظر کہاں تک تلاش و تجسس میں پہنچتی ہے اور کن کن زاویوں سے جائزہ لیتی ہے۔ آیئے اب شرح کے بعد تعلیقات کے بارے میں کچھ عرض کروں پھر حاشیہ نگاری کے فن کا جائزہ پیش کروں گا۔ اس مرحلہ سے گزرنے کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ کے حواشی کا آپ سے تعارف کراؤں گا کہ ان تصریحات کے بعد ہی آپ یہ اندازہ کر سکیں گے کہ حاشیہ نگاری کتنا اہم اور مشکل مرحلہ ہے۔

تعلیقات نگاری :۔ تعلیقات یا تعلیقات نگاری سے مراد کسی متن کی ایسی مراحتیں ہیں جو تفصیل و تصریح کے سلسلہ میں شرح کی تو محتاج نہیں کہ اس صورت میں اس متن کے لیئے شرح کی ضرورت ہوتی اور تعلیقات سے مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ تعلیقات نگاری میں متن کے کسی نکتہ کے سلسلہ میں کوئی ایسی وضاحت مقصود ہوتی ہے جو صاحب متن نے ترک کر دی تھی۔ یا کسی اس مسئلہ کے سلسلہ میں جو صاحب متن نے بیان کیا ہے مزید دلائل و براہین پیش کرنے مقصود ہوتے ہیں یا متن سے کسی مسئلہ کا استخراج کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں تعلیقات نگار ذیل متن میں یا متن کے حاشیہ پر اس کو بیان کر دیتا ہے یا کسی اختلافی دلیل کو ماتن کے مقابلہ میں پیش کرتا ہے اور ماتن کا تعقب کرتا ہے یا تعارض ________ تعلیقات عموماً متن کے ذیل میں نگارش کی جاتی ہے البتہ حاشیہ پر اس وقت تعلیقات کو ترقیم کرتے ہیں جبکہ متن پر حواشی کی نگارش مقصود و مطلوب نہیں ہوتی۔ شرح اور تعلیقہ کا خاص فرق یہ ہے کہ شرح میں متن کی کسی سطر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا تمام و کمال متن کی تصریح و توضیح کی جاتی ہے اور تعلیقات میں یہ ضروری

دکھاتا ہے اور اس کی غلطی سے آگاہ کرتا ہے۔ اس منزل پر محشی کا تبحّر علمی ماتن سے بمراحل آگے بڑھ جاتا ہے۔ اسلاف پرستی یا شہرتِ بزرگی یا طنطنۂ عظمت و سربلندی کو وہ اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتا۔

فقہ میں اس حاشیہ نگاری نے ہماری بڑی رہنمائی کی ہے۔ ہم امورِ دینوی میں جب ایسے مقام پر راہنمائی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جہاں ہمارے اسلاف کرام نے ہمارے لیئے راستہ متعین نہ کیا ہو تو مستند اور متبحّر علمائے کرام کے یہ حواشی ہماری راہنمائی فرماتے ہیں اور شاید ہمارے بزرگوں اور علمائے سلف نے حاشیہ نگاری کو اسی غرض سے اپنایا تھا کہ مسائلِ یومیہ اور معاملاتِ روزمرّہ میں جہاں کہیں ہم کو کسی عقدہ لاینحل سے دوچار ہونا پڑے تو یہ حواشی ہماری عقدہ کشائی کریں۔ میں اگر علمائے سلف کی کتابوں پر حواشی سے اپنے اس بیان اور اپنی اس تصریح کی تائید پیش کروں تو بہت سے صفحات پُر ہو جائیں گے۔ اس لیئے میں اشتمال سے گریز کرتے ہوئے یہ بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حواشی کا کیا مقام ہے اور آپؒ کے حواشی کا کیا مرتبہ ہے اور میں نے حواشی رضا قدس سرہٗ کا یہ جائزہ کیوں پیش کیا ہے؟ حواشی امام احمد رضا قدس سرہٗ کے تحقیقی جائزہ سے بجز اس کے اور کچھ مقصود نہیں کہ قارئین اور اربابِ علم و فضل کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت والا مرتبت کا پائگاہ علم کیا ہے ان کے تبحّر علمی کی وسعتوں اور پنہائیوں کا کیا عالم تھا؟ ان کے فکر کی گیرائی کس منزل پہ تھی ان کی فکر رسا کن کناروں پر کمند ڈالتی تھی۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقلّد تھے۔ آپ کا مسلک حنفی تھا لیکن آپ ایسے مقلد تھے جس کی تقلید کے دامن میں اجتہاد کی وسعتیں اپنی تمام تر گیرائیوں اور گہرائیوں کے ساتھ سمٹ کر آگئی تھیں۔ وہ مجدّد تھے لیکن ایسے مجدّد کہ آپ کے تجدّد نے علم و فکر کے ان گوشوں تک صاحبانِ طلب کو پہنچایا جو رہنمائی کی نایابی کے باعث مجبور ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ اسلاف پرستی اور شخصی عظمتوں کے اعتبارات علم و فضل نے تحقیق و تجسّس، تفحص و تفکر کے راستوں پر اعتماد و یقین کے ایسے دبیز پردے ڈال دیئے تھے کہ نئے راستے ہی نہیں بلکہ قدیم راستے بھی چھپ گئے تھے اور مدتوں سے قدم ناآشنا ہو چکے تھے۔

حضرت رضا قدس سرہٗ بھی عظیم المرتبت اسلاف و بزرگانِ دین و ملّت کے خوشہ چیں، ان کے فضل و کمال کے معترف، ان کی عظمتوں کے مقر، ان کی رفعتوں کے حاکی، ان کے علو و اعزاز کے قائل، ان کے علمی تبحّر کو اجاگر کرنے والے، ان کے فضل و کمال کی شہادت دینے والے اور ان کے کمالات کو سراہنے والے تھے۔ کیا زبان سے اور کیا اپنے بیان سے لیکن ان کی بصیرت اس راہ میں ان کی راہنمائی کو موجود رہتی تھی۔ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے سے پہلے اس کی صحیح سمت کا اندازہ لگاتے تب قدم تقلید میں اٹھاتے۔

آپ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متشدد متبع اور سچے مقلّد تھے لیکن اس کے یہ معنی آپ کی نظر میں نہ تھے کہ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاف اور فقہائے متبعین مقلدین کے سامنے بھی اسی طرح سر جھکا دیا جائے جس طرح حضرت امامِ اعظم کی اصابت رائے اور اجتہادِ فکر اور قیاس اور استحسان کے سامنے کہ آپ اس کو زر کامل عیار سمجھتے تھے۔ حضرت امامِ اعظمؓ اور صاحبین کے بعد جب اجتہاد کے دروازے بند ہوئے اور تقلید کا دور شروع ہوا اور اس دورِ تقلید میں فقہائے حنفیہ نے اپنی تصنیفات سے احناف کے خزانوں کو معمور کر دیا اور ایسا معمور کر دیا کہ اس میں زیادت و اضافہ کی بمشکل گنجائش چھوڑی اور ان کی عظمت شہرت کے طنطنے سے گوشہ ہائے فکر و عمل گونجنے لگے تو اس وقت ایک طرف تو تقلید کا سررشتہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جا رہا تھا اور دوسری طرف جدل و خلاف کے طفلانِ شرزہ پیدا ہوئے اور رفتہ رفتہ نشوونما پا کر منہ زور نوجوان بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شاملِ حال تھا کہ جدل و خلاف کی یہ زد منقولات سے زیادہ معقولات پر پڑی۔ ایک فرد کی تفحص و تلاش پر دوسرے فرد نے اعتراض کیا۔ اس اعتراض کو کسی تیسرے نے رد کیا اور اس تیسرے نے اپنے مستنبط اور مستخرج مسئلہ کو شد و مد کے ساتھ پیش کر کے معترض کے لیئے فرار کا راستہ بند کر دیا۔

اس اختلاف کا مبنیٰ خدانکردہ اغراضِ نفسانی نہیں تھے بلکہ قرآن حکیم کے بعد حدیثِ نبوی کا ایک بحرِ ناپیدا کنار ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ صاحبانِ فکر و نظر نے اس میں غواصی کی۔ کسی کے ہاتھ موتی لگے۔ کوئی خالی ہاتھ جب ابھر کر آیا تو اس نے محض صدف ہی کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ حدیثِ

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے بیکراں سے چار نہریں جاری ہوگئیں۔ یہ نہریں نکالنے والے
حضرات امتِ مسلمہ کے عظیم ترین رجّال تھے۔ تدوینِ حدیث کا کام تیزی سے جاری وساری تھا۔
جوامع، مسانید، موطّات اور معاجم مرتب ہو رہی تھیں جو احکامِ فقہی کا ماخذ ومبنیٰ بنتی جا رہی تھیں
احادیث میں صحیح، حسن، ضعیف، شاذ ومعلل غرضیکہ ہر نوع کی احادیث موجود تھیں۔ مسائل کے
استخراج واستنباط میں یہی ماخذ ومبنیٰ تھیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اختلافِ آراء پیدا ہوا اور
یہی ان اختلافات کا مستدل ٹھہریں۔ غرضیکہ دوسری صدی ہجری سے تیرھویں صدی
ہجری تک ان مسائلِ مختلفہ کے ضبط وجمع کا سلسلہ جاری ہوا اور ہزاروں تصانیف ان کی
شروح، بے شمار حواشی اور تعلیقات فکر وقلم نے اپنی یادگاریں چھوڑیں۔ یہ حواشی، تعلیقات،
شروح فکر وفہم کے ایسے آئینے ہیں جن میں آپ کو اسلافِ کرام کے پاکیزہ چہرے نظر آئیں گے۔
چودھویں صدی ہماری ژرف نگہی ودقتِ نظر کے انحطاط کا دور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس
صدی میں آپ کو تفسیر وحدیث، فقہ اور اصول پر تصانیف وشروح اور حواشی بہت کم نظر
آئیں گے۔ درسِ نظامی میں جو کتب شامل تھیں ان کا درس اب بھی دیا جاتا ہے لیکن وہ
شعور وفکر وفہم اور جوہرِ دقتِ نظر مفقود ہے جو ہمارے اسلاف کا گرانقدر سرمایہ تھا۔ علم وفکر کا
وہ دورِ ارتقاء ختم ہو گیا۔ ہدایہ قدوری، بزدوی کے متعدد حاشیے اور شروح لکھی گئیں۔ تنویر الابصار
کی شرح درمختار اور درمختار کی شرح ردالمحتار لکھی گئیں۔ علامہ محب اللہ الہ آبادی کی مسلم پر شروح
اور حاشیہ کا گرانقدر سرمایہ مرتب ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلاف ذوالاحترام جو علم وفن کی
بلندیوں پر کمندیں ڈالتے تھے۔ ان سے معارضہ اور تعاقب کوئی آسان بات تو نہ تھی۔ ان کے
اقوال کو پرکھنے کے لیے ان کے اقوال میں تعقّب کے لیئے قولِ مرجح کو پیش کرنے کے لیئے
ویسا ہی فضل وکمال درکار تھا جیسا کہ علمائے متقدمین کو حاصل تھا۔

میں اگر مثالیں پیش کروں تو اک سفینہ درکار ہو گا۔ صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ کسی
کتاب پر حاشیہ لکھنا یا تعلیقات پیش کرنا یا کسی کتاب کی شرح لکھنا خواہ اس کا موضوع
کچھ ہو وہ حدیث کی کتاب ہو یا فقہ کی، اصولِ حدیث کی ہو یا اصولِ فقہ کی، وہ تفسیر ہو یا کسی
کتاب کی شرح، اس پر حاشیہ نگاری اسی وقت ممکن ہے کہ محشی کم از کم اتنا ہی صاحب

بصیرت ہو اور اس کی نگاہ اتنی ہی تیز رو اور دور رس ہو جو صاحبِ تصنیف کا وصف رہا ہے
اور اگر حاشیہ میں صاحبِ متن کا حاشیہ نگار نے تعقب کیا ہے یا تخطیہ یا اس کی سہو ونسیان کی
نشاندہی کی ہے تو انصاف شرط ہے۔ آپ ہی بتائیں کہ محشی کے علم کی حدود کیا ہونی چاہئیں؛
صاحبِ متن سے کم علم رکھنے والا کیا ماتن کے سہو ونسیان کی نشاندہی کر سکے گا یا اس کی غلطی
یا سہو ونسیان سے اس کو آگاہ کر سکے گا؟ حاشیہ نگار حضرات میں ایسے ایسے صاحبانِ فضل و
کمال ہیں کہ عقل وآگہی ان کے سامنے سرِ عقیدت جھکاتی ہے۔ تاریخ ان کی نشاندہی پر نازاں
ہے اور علم وفضل کے طرّہ ہائے شان ان کے سروں پر نازاں ہیں۔

ان سب حضرات نے اپنے اسلافِ کرام کا بھرپور احترام کیا ہے اور ان بزرگوں کے
عقیدت کیشی پر نازاں ہیں لیکن جب حاشیہ نگاری کی ہے تو علم وکمال کے تقاضوں کو پورا کیا
ہے اور ارادت وعقیدت کو ان تقاضوں کی ادائیگی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے۔
اسی طرح امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جب اس راہ میں قدم رکھا تو باوجود یکہ
ان اسلاف ذوی الاحترام کے لوازمِ اعزاز واحترام قدم قدم پر انہوں نے پورے کیئے ہیں لیکن
جہاں بات حق گوئی وحق نگاری کی آپڑی ہے وہاں انہوں نے اس کے بیان کرنے میں
کوئی جھجک پیدا نہیں ہونے دی اور جو کچھ کہا ہے اسمیں ادب ملحوظ رکھا ہے اور اس طرح کہا
کہ اپنے اختلاف کو فاضلینِ فن کے اقوال سے اور اس فن کی کتب کے حوالوں سے مبرہن
کیا ہے، عقلی ونقلی دلائل سے اپنے قول کا استدلال پیش کیا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت
فاضل بریلوی امام احمد رضا قدس سرہٗ نے حاشیہ نگاری میں صرف اعتراضات کو اپنا
نصب العین بنایا ہے۔ جی ایسا نہیں ہے۔ آپ حاشیہ نگاری میں کہیں قولِ ماتن کی تصریح
فرماتے ہیں۔ جہاں قولِ ماتن کو شواہد ودلائل سے مستحکم ومبرہن کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو اس
کے مطابق دلائل پیش کرتے ہیں۔ تعقّب صرف اس جگہ فرماتے ہیں جہاں ماتن نے خطا کی ہے
اور آپ اس کی نشاندہی اکثر لفظِ "صواب" سے فرماتے ہیں تاکہ ادب کی قدروں پر
حرف نہ آئے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں حضرت کے حواشی کا ہر جگہ اردو ترجمہ پیش نہیں کرسکوں گا کہ

اس طرح ایک ایک حاشیہ کے لیئے مجھے چار چار پانچ پانچ صفحات درکار ہوں گے۔ جہاں کہیں بہت ضروری سمجھوں گا وہاں حاشیہ کے متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کروں گا۔

مختلف الموضوعات کتب پر ان گرانمایہ حواشی کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیائے علم و فضل کو معلوم ہو جائے کہ آفتابِ علم و فضل حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ضیائیں کس درجہ عالم افروز ہیں اور آپ نے کیسے تاریک گوشوں کو روشن کیا ہے اور ذرّہ ہائے فقہ اور اصولِ فقہ کو کس طرح روشن فرمایا ہے اور آپ کے تبحّر علمی نے کیسی کیسی نکتہ آفرینیاں علومِ دینی میں فرمائی ہیں اور اکابر محدثین و فقہاء کے متون کی کس طرح تنقیح اور توضیح کی ہے اور آپ کی فکرِ رسا نے کن اچھوتے نکات کو منقح کیا ہے اور آپ کی نگاہِ علمی نے کیسی کیسی گرانمایہ کتب کا جائزہ لیا ہے۔ حدیث و فقہ، اصولِ حدیث، اصول فقہ، ان کی شروح اور ان کے حواشی تک آپ کی دسترس تھی۔ بارہ سو سال کی مدّت میں جو کتب علومِ اسلامیہ پر تصنیف ہوئیں خواہ وہ علومِ نقلیہ سے ہوں یا علومِ عقلیہ سے، وہ کتب تاریخ ہوں یا کتبِ طبقات، کتب جدل و خلاف ہوں یا کتبِ حکمت و منطق ہوں ہر ایک پر آپ کی نظر اس قدر گہری تھی کہ محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کتاب آپ کے مطالعہ میں عرصہ تک رہی ہے۔

آپ اپنے حواشی میں جب ماتن کا تعقّب کرتے ہیں یا راہِ صواب دکھاتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا تبحّر علمی حقیقت میں ایک بحرِ ناپیدا کنار تھا۔ خدا کرے کہ میں آپ کے علمی کمالات کے ان گوشوں کی رونمائی میں کامیاب ہو سکوں اور حقِ رضویت ادا ہو سکے۔

~~~~~ ⁘ ~~~~~

حاشیہ فتاویٰ بزازیہ

علامہ و فقیہہ اعظم محمد بن شہاب الدین بن یوسف الکروی، آپ کے آبا و اجداد علم و فضل کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے تھے۔ علومِ منقول و معقول میں جس طرح آپ کے آباو کرام شہرت کی بلندیوں پر پہنچے تھے اسی طرح آپ نے علم و فضل میں شہرت حاصل کی۔ آپ نے تمام علومِ عقلی و نقلی اپنے والدِ گرامی سے حاصل کیئے۔ آپ نے مناظرہ میں بھی اپنا بہت سا وقت صرف کیا اور بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ ان تصانیف میں آپ کی مشہور ترین کتاب وجیز "فتاویٰ بزازیہ" کے نام سے دنیائے اسلام میں مشہور و معروف ہے۔ فتاوی بزازیہ کے علاوہ مناقب امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں بھی آپ نے ایک گرانقدر تصنیف کی ہے جو امامِ اعظمؓ پر ایک بیش بہا تصنیف ہے۔ آپ کا فتاویٰ موسومہ بہ فتاویٰ بزازیہ جس کا تکملہ ۸۰۶ھ میں ہوا، احناف میں بڑا مستند سمجھا جاتا ہے اور آج بھی اُس سے حوالے دیئے جاتے ہیں۔

~~~~~ ⁘ ~~~~~

قولہ لا یصح التعلیق - لان بزنی وادن لیس سببا للملک مالم یقبل ومثلہ ما یاتی فی الصفحۃ القابلۃ کل امرأۃ قد یزوجہا غیری لاجلی ۱۲

قولہ واجزہ للوجہ اذاً لجوازہ وعن صاحب الہدایۃ - بتزویج الفضولی ولم تکن ح محلا للطلاق فانحلت لالے جزاء ۱۲ الوجہ فیہ انہ ان اجاز قبل تزوجہ ایاہا فقد حنث بہذا الشرط وان لم یجز لم تنحل الیمین بجزائہ وبج الفضولی لعدم شرط الشرط وہو الاجازۃ فاذا تزوجہا حنث بالشرط الاول ۱۲

قولہ لا یلزمہ شیء بالکلام - اقول الا ان یرید بہ صوم سہواً مثلا فانہ وزد فیہ انہ لصیام سنۃ فینبغی ان یلزمہ ۱۲

قولہ لا یصح فاندفع ان تزوجت - ای لا ینفذ ۱۲

قولہ لا الدرہم وذا القاضی رحمہ اللہ - لعدم تعینہا فی البیع فلا خلافۃ البیاد نحوہا سواء ۱۲

قولہ انہ یلزمہ التصدیق بالدرہم الفیا - ولا تری ان باجتماع العقد والنقد علی الدرہم الحرام یسری الخبث الی المشتری علی قول الکرخی المفتی بہ ۱۲

قولہ یصرف الی ما یفہم - اقول یمکن حملہ تامۃ مفیدۃ مفہومۃ مثل لا انقص سواء فلیحامل ۱۲

قولہ مرا بزنی - صوابہ بزنی زنی وہو کنایۃ عن الاشتان ۱۲

قولہ وفی النوادر لا کالاذن بالعربیۃ وہی لا تعلم - قلت وہی الموافقۃ لما عن الامام والثالث ۱۲

قولہ فات المدیون او قضی الدین - لعل صوابہ الدائن بل ہو الصواب ۱۲

قولہ الی آخر فاذن لہا فی زیارۃ الامام - صوابہ احد ای قال ان خرجت الی احد الا باذنی ۱۲

قولہ والقول الثانی - صحۃ وان تقدم ذکر الشرط مالم یشرطا فی العقد ۱۲

قولہ والقول الثالث - بیع فاسد بالشرط وصحیح لازم بالوعد المجرد ۱۲

قولہ والقول الرابع - بیع فاسد والشرط اللاحق یلتحق باصل العقد ۱۲

قولہ والقول الخامس - رہن ان اقتضت القرائن عدم قصد البیع والا فبیع بات ۱۲

قولہ والقول السادس - ان ذکر الشرط فی العقد فسد والا فبیع صحیح فی حق المشتری ورہن فی حق البائع وان باعہ المشتری نفذ ۱۲

قولہ والقول السابع - مثل السادس بید ان المشتری لا یملک بیعہ ۱۲

قولہ والقول الثامن - فاسد فی بعض الاحکام وصحیح فی بعض ورہن فی البعض وانما ہو استر گاؤ بلنگ ۱۲

قولہ والقول التاسع - یملک المشتری الزائد ولا یضمن بالاتلاف ۱۲

قولہ ولو شرط البیع لا - ای مطلقا بان قال لیشرط ان تبیعہ او لیشرط ان تبیعہ من احد او من شئت بخلاف فلان او علی ۱۲

قولہ ان لا یجب علیہ تحمل الظلم - فلان فی جانب المشتری شرط عدم الضرر وہو جائز ولا یفید شرطا فیہ نفع وفی جانب البائع ہو شرط فیہ ضرر لا نفع وشرط کذا لا یفید ۱۲

قولہ ونوی نقلہ لفلان لا یتوقف لغلبۃ نوی نقلہ زیادۃ علی النص بہذا الفصل منہ وہی الخلاصۃ فان عبارۃ لو قال بعت منک فقال الفضولی اشتریت او قبلت لفلان لا یتوقف وینفذ علیہ بالاتفاق لکن فی الخانیۃ مثل ما فی ہذا الکتاب وہو الاقرب الی الصواب واللہ تعالی اعلم ومثلہ فی البحر عنہ دون بل ینفذ علیہ الکرابیسی ۱۲

قولہ لا یقتضیہ العقد وعلی قول بعض مشائخ - لان العقد لا یقتضی فسخہ فہو نظر الی انہ عقد شرط فیہ الفسخ ۱۲

قولہ لا یفسد لانہ شرط یقتضیہ العقد - لان العقد یقتضی اللزوم ومن قضیۃ ان

لا يملك احد العاقدين الفسخ الا بحضرة صاحبه فهو نظر الى ان الشرط عدم آخر واحد منهما بالفسخ لا الفسخ ۱۲

قوله لا يجوز اخذ الاجر على البيع - لانه غير مقدور للاجير تقبا به باثنين ۱۲

قوله ولو شرط ان لا خيار له - كذا في الخلاصة آخر ص ۱۲۴ ۱۲

قوله لا عبرة لهذا الشرط - اقول عمله لان خيار الفسخ ليس من مقتضيات العقد حتى يكون شرط نفيه خلاف مقتضاه فيفسد بخلاف ما اذا شرط عليه ان لا اجر له او اى انقطع فانه خلاف مقتضى العقد فيفسد كما في الخلاصة ص ۱۱۶ ۱۲

قوله ثم شهد على الفسخ - صوابه كما في الخلاصة ثم شهد بالفسخ الفرد اى ذلك المنازل ۱۲

قوله وبه وقدمنا انه يقبل - هذا القدر زيادة على ما في الخلاصة ص [illegible] ۱۲

قوله ادعى عليه عشرة اثمان الدقيق - فالق مسألة النورة والدقيق ص ۱۹۱ ۱۲

قوله او الاقرار وكل من الثلاثة - صوابه الواو كما لا يخفى ويدل عليه قوله كل من الثلاثة ۱۲

قوله مع بالمكة - اى ان لم يقبل منه قابل فان قبل وكيله نفذ او فضولي توقف على اجازة المكفول له ۱۲

قوله المكفول له - اقام المظهر مقام ضمير المتكلم ۱۲

قوله لتعلق سببه على ان المكفول عنه - الكفالة بالمال اذا وقعت تابعة للكفالة بالنفس وكانت الاولى معلقة بشرط توجه لزم المال ولا يسقط بسقوط المتبوعة بعد ذلك لان المال اذا لزم فلا سبيل الا الاداء او الابراء ۱۲

قوله باللسان فلا بد - لان دفعه يدل عليه ولا يكفي مجرد رضا القلب راجع رد المحتار وما تقدم ما يفيده اول ص [illegible] ۱۲

قوله لتعلق سببه على انه ان لم يواف به فعليه ما عليه - الكفالة بالمال التابعة للكفالة بالنفس لا يشترط في التبرعة من القدرة على الاحضار ولا يمهل للاحضار بل يلزم

المال اذا وجد شرط عدم الموافاة وان طالبه الطالب به في سواد ۱۲

قوله مسافرا وعرف ذلك منه - اى على عزيمة السفر ۱۲

قوله كفيلا ولا حاجة - اى اخذ الكفيل - فان المدعى عليه يلزمه احضاره بخلاف التعاقد ۱۲

قوله يخالف رب المال فلا بأس - صوابه بخالط المخالطة بالطاء ۱۲

قوله بالمخالفة - ان شاء الله تعالى - لعل صوابه لفاتحة النظر رد المحتار رحمه المضاربة ۱۲

قوله والربح على ما شرطا - انظر الدر ونص ص [illegible] ۱۲

قوله ويحمل المستقرض - يحمل بالربح عطفا على الشرط كان لا بالنصب عطفا على ليطلقا يكون اذ لو شرطا يكون الحمل على المستقرض خاصة لم يجعل له الربح قدرا من اقل من ماله بحرم الشرط ۱۲

قوله وضمن المضارب لشريكه قيمة الحصة - اقول هذا سبق قلم وانما هو حكم ما اذا فعل باذن رب المال دون الشريك كما سيذكره واما حكمه هنا فهو انه يغرم الاقيمة الدقيق قبل هذا الاتخاذ والى قيمة العصير فما اصاب حصة الدقيق فهو على المضاربة وما اصاب حصة العصير فيبيعه المضارب ويبين الشريك كما في الخانية ۱۲

قوله لو مر بان علاوتا نائيا - يفيد ان الامر مثلى وقد ذكروا انه قيمى ۱۲

قوله تقصروا بالبيع - بايراد لفظة يجب عليه مفردة ۱۲

قوله وان طلبه عند لقائه فعلى البيان فان قال المشتري - اي ان انكر المشتري طلب الشفيع مواثبة حلف المشتري القاضي على العلم بالله انه لا يعلم ان الشفيع طلب مواثبة وان انكر المشتري طلبه اى طلب الشفيع عند لقائه اى لقاء الشفيع المشتري وحينئذ يحلف القاضي المشتري على الثبات لاحاطة علمه به ۱۲

قوله لجريان العادة بالثاني دون الاول - اقول فيه فان جواز الوقف انما يتحقق في وقف المنقول والمعتبر هنا كونه قربة فليتأمل ۱۲

الشراء منه من جاحد ۱۲

قوله معنی القاضی لاینازعه لعدم الحلم به ـ صوابه فی المعارض ہکذا نقله عنه فی الہندیۃ ۱۲

قوله لکن حربیات وعبید الذمی ـ صوابه کما فی الدر کابن ۱۲

قوله اربعۃ آلاف سوی الوصیۃ ـ ای لایکون نصیب احد منہم اقل من ذلک ۱۲

قوله بعد موته لایجوز ـ فیه روایتان کما سیاتی آخر ص ۹۳ وسیاتی ص ۱۱۲ لبطلانه عند الامام ۱۲

قوله ثلث مالی لفلان ـ الذی فی الہدایۃ سدس ۱۲

قوله اوصیت بان یوہب لفلان سدس ـ اوصیت بان یوہب لفلان کذا وصیۃ دلت المسالۃ ان لاحاجۃ الی تعیین من یتولی عقد الہبۃ والاعطاء ۱۲

قوله مطلق کالصدقۃ ـ ای عندنا وعندہم ۱۲

قوله مطلقا کالوصیۃ ـ کذلک ۱۲

قوله عندنا کالوصیۃ ـ لاعندہم ۱۲

قوله لیصح عند الامام ـ نظرا الی زعم الموصی ان فیه قربۃ فلا یحتاج الی التملیک ۱۲

قوله لاعند ہما والذمی ـ نظرا الی الواقع فانہا معصیۃ فلم تکن قربۃ ولاتملیک لقوم باعیانہم فانتفی کلتا جہتی الصحۃ ۱۲

قوله اوصی بان یعطی لولد ولدہ ـ اوصی ان یعطی ولدہ لدی من کفارۃ یمینہ یعطی ولایجوز عن الکفارۃ ۱۲

قوله فالخیار للورثۃ ـ بخلاف الوصیۃ به لفلان تعین اعطاء العین ۱۲

قوله اولایبقی اربعۃ تاخذ الربع ـ ای ان المسالۃ تجعل من ستۃ یاخذ الموصی له منہا اثنین اولاد ام ۱۲

قوله ہل تجوز فیه روایتان ـ فی الجزم بعدم الجواز ص ۹۳ وسیاتی ص ۱۱۲ انه قول الامام ۱۲

قوله ولاترث بالزوجیۃ ـ لانہ لاارث الابنکاح صحیح ۱۲

حلیہ شرح منیۃ المصلی

منیۃ المصلی فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔ ان تمام شروح میں حلیۃ المحلّی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ آج بھی فقہ حنفیہ میں یہ شرح متداول ہے اور مفتیانِ کرام اس سے جزئیات فقہ میں استدلال کرتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری اور دوسرے فتاویٰ کے مجموعوں میں اس سے بکثرت استفادہ کیا گیا ہے۔

حلیۃ المحلّی کے مولف یا منیۃ المصلی کے شارح علامہ محمد المعروف بہ امیر الحاج حلبی ہیں۔ آپ کا لقب شمس الدین تھا۔ علامہ امیر الحاج حلبی قرن نہم کے مشہور و معروف فقیہہ، محدث اور امام اجل تھے۔ آپ نے علامہ ابن ہمامؒ اور دوسرے فضلائے وقت سے اکتسابِ علوم کیا۔

تحصیل علم کے بعد جب آپ کی شہرت اکناف و اطراف میں پھیل گئی تو آپ مسندِ افادت پر متمکن ہوئے اور تصنیف و تالیف، حاشیہ نگاری اور تعلیقات پر قلم اٹھایا۔ آپ کی تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب نے بہت شہرت حاصل کی۔

۱۔ ذخیرۃ الفقہ

۲۔ تفسیر سورۃ العصر

۳۔ حلیۃ المحلّی شرح منیۃ المصلی

۴۔ مقدمہ ابی اللیث

آپ کی تمام تصانیف میں حلیۃ المحلّی کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی اور آج بھی اسی طرح مقبول و معروف ہے۔ امیر الحاج حلبی نے ۸۷۹ھ میں شہر قدس میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔

حواشی حلیہ شرح منیہ جلد اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ ولطائف الاشارات واما الفرق ـ واما الفرق الی قولہ بین ای واضح جملۃ معترضۃ بین المعطوف علیہ وہو بالقضیۃ والمعطوف وہو ان اداۃ اہم برجان الکلام علے ہذا وہذا وہذا غیرہ الکتاب بہ الیق واما الفرق بین الحمد والشکر والمدح فبین غیر محتاج الے البیان ۱۲

قولہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ـ ہذا النسخۃ لیست فی الشرح کما ہی ظاہرۃ من ہذا الشرح ۱۲

قولہ فی صحیحہ وغیرہما ـ واحمد وابوداؤد والنسائی ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی ۱۲

قولہ فی فائتۃ ـ ای ملازمہ ومجتنبۃ درسے ۱۲

قولہ واذا کان المکروہ لا یطلق علے الحرام ـ اقول وان عم المکروہ الحرام وخص التنزیہی بالمنہی تساوی المکروہ والمنہی وترکہ المطہرۃ ۱۲

قولہ والازالۃ من الوصف الحکمی ـ ہذا التعریف الحدث ویاتی لہ تعریف آخر لمطلق النجاسۃ مشتملا علے تعریف الحدث والنجاسۃ ـ حقیقۃ سما ۱۲

قولہ وقال الفساد لا تختص بالسراک ـ الذی فی الدر ولا یجب فانہ یورث العمی ۱۲

قولہ والاصل کالاشتغال بالبدل ـ محل جوابہ والاصل کون الاشتغال م ۱۲

قولہ وقیل الثانیۃ نفل والثالثۃ سنۃ ـ بہ قال الامام الفقیہ ابو اللیث کما فی مقدمۃ ابی الستارہ فی شرحہا التوضیح بانہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم قال فی الوضوء مرۃ ہذا وضوء لا یقبل اللہ الصلاۃ الا بہ وفی مرتین لہ الاجر مرتین وفی ثلث ہذا وضوئی ووضوء الانبیاء من قبلی کما ذکر

الحدیث فی الرتین من الترغیب وفی الثلاث من کونہ وضوءہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

یلیہ اختارہ الفقیہ

قولہ لیس کذلک فانہ لم یوجد الواقع زیارۃ ـ اقول لو قال الاول مکان نحو لسبب قراءتہم ایاہا السبب اذ کان کانوا یذکرون اللہ تعالے بہا بعد الوضوء لسلم من ہذا الایراد ونقل الاستبعاد فان فضل کلام اللہ علے کلام المخلوقین کفضل اللہ عز وجل علے جمیع خلقہ وفضل کلام الخیر المخلوق علے الکلام المخلوق اعظم من فضل المخلوق علے المخلوق فالقصور الذی فیہ بالنسبۃ الے درجۃ النبوۃ ینجبر بعظمۃ ان شاء اللہ تعالے بفضل الکلام علے الکلام کما ان لیلۃ القدر خیر من الف شہر ومع ذلک لا یطمئن القلب الے ما ذکر کیف وقد ذکر صحیح الحبیب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وقال ان لیساوی ثواب قراءۃ احد ثواب قراءۃ ختم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فالحق انہ کما وصف الشارح الامام رحمہ اللہ تعالے مما ینکرہ القلوب ویمجہ الاسماع واللہ تعالے اعلم ۱۲

قولہ فیغسل خلافا لہ ـ فی ہذا البناء خفاء والاوضح وسیاتی انکارہ من المحقق علے الاطلاق اواخر ص ۱۲

قولہ وفیہما یحکم بنجاسۃ المحل ـ ام اورائی نجاسۃ فی ثوبہ وانما فی الفوج اصلا ۱۲

قولہ لم یتذکرہ من الملاعبۃ ـ ای صورۃ الشک فی حال التذکر ۱۲

قولہ عن ابی یوسف روایتان ـ فی صورۃ التذکر حیث لم یوجب الغسل فی ہذہ الروایۃ بروایۃ الذی اوجبہ فی الاخری الحاکیۃ اجماع اصحابنا علے الوجوب فی التذکر بروایۃ ہذی بل بالحکیم لتسکین مذیا ۱۲

قولہ لا یجب الغسل عندہم جمیعا ـ عامۃ المعتبرات علے نقل الاجماع فی ہذہ الصورۃ علے وجوب الغسل وفی بعضہا حکی فی خلافیۃ بین ابی یوسف وصاحبیہ اماصلاۃ

الاجماع مبنا على عدم وجوب مخالفة جميع المعتبرات ولقد كدت ان اقول ان الا دفعت زائدة من قلم الناسخ الا انى رأيت فى جامع الرموز ما نصه لو تيقن بالمذى لم يجب تذكر الاحتلام ام لا وهذا عندهم على ما فى المصطفى من المختلفات لكن فى المحيط وغيره انه واجب حينئذ اھ ۱۲

قوله واما وجوب الغسل - اى على المسألة الاخيرة المذكورة فى المتن ۱۲

قوله وتيقن انه مذى او شك - كما يفيده قول المصنف من الكتب الثلاثة فى اى منها والله تعالى اعلم ۱۲

قوله او مذى لا يجب غسل - وهو الذى مشى عليه الصل ابى صاحب البحر كما ترى ۱۲

قوله ولا يجب على الخلاف - بين الطرفين يعنى ان الغسل الثانى فلا يوجبه ۱۲

قوله وكذا السين فى محيط رضى الدين - اقول بل هو فى محيط برهان الدين كما نقل عنه فى الهندية ۱۲

قوله واما المغنى - اى قول النقل عنها كذلك الرجندى وعن المبسوط الهندية ۱۲

قوله واما الذخيرة فواجبنا - اقول بعين هذا النقل فى الهندية عن المحيط فعلم ان السنة الى هكذا وقعت عن النسخة سهوا ۱۲

ص ۴۵ قوله نوجد البلل فى احليله - اى فيخفى بالاولى يعنى اى هو منى او غيره ولذا عبر فى بدايته بالمبهم اى البلل بالابهام اللفظى على المعنوى ۱۲

قوله فلا جرم ان ذكر المصنف - لانه يجب فيه الغسل وان كان قبل النوم منتشرا ۱۲

قوله لو كان اكبر رايه - اى قول للمصنف ان يقول اكبر الرأى فى الفقهيات ملتحق باليقين فلا خلف ۱۲

قوله اما اذا لم يكن منها فلا لان الانتشار حينئذ - اقول كل محل مذى لا تما لت ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها فى حديث رواه ابن المنذر

وقد ذكر فى الفتح وهو مثل سائر فى العرب والانتشار فلا يخلو من مذى وكفى بهذا الكونه نطفة واصل الصواب فى الجواب ان الرجل اذا رأى بعد ولم يذكر حلما احتمل انه منى او مذى فقطعنا بالغسل احتياطا لاستواء الاحتمالين اما اذا كان ذكره منتشرا فيرجح جانب المذية وان امكن نطفة الذى يمنى استتباعه له غالبا وعدم انفكاكه عنه الا نادرا فضعف احتمال المنوية لم يجب الغسل فافهم والله تعالى اعلم ۱۲

قوله فى الفتاوى الخانية - اقول اصرح منه ما فى الهندية عن المحيط اذا نام الرجل قاعدا او قائما او ماشيا ثم استيقظ فوجد بللا فهذا وما لو نام مضطجعا سواء ۱۲

ص ۴۳ قوله تالو والشيخ النائم اذا استيقظ - من هنا الى قوله والصحيح كلام الامام برهان الدين صاحب الهداية فى التجنيس والمزيد كما نقله فى الفتح ۱۲

ص ۴۳ قوله قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل - سقط من هنا لفظة بهذا كه بها قال الشيخ الامام الخ كما فى الخانية ولا يمكن انيكون قوله وعليه متعلقا بقوله الشيخ الامام فانه متقدم على صاحب المحيط والخلاصة ۱۲

ص ۴۳ قوله مالم يكن ملاء الفم انتهى - اقول قد تقرر ان الخارج من السبيلين يستوى فيه القليل والكثير بخلاف الخارج منه غيرهما ۱۲

ص ۴۳ قوله ولم ينقل فى الغسل بانه يوزن - اقول كيف يتم هذا مع ان النقل فى الوضوء نقل فى الغسل بالقياس الجلى بل بدلالة النص فان الغسل ضعف كالوضوء فان كان يوزن ماء الوضوء فكذا ماؤه ۱۲

ص ۴۴ قوله والا فالنذب وفى ذلك تامل - وما دون الاستنان لا يثبت بالضعاف وهو المستفاد من كلام الفتح هنا وهو ظاهر ۱۲

ص ۴۴ قوله عن عمر انه كان لا يقدم مكة - الذى رأيته فى البخارى عن نافع قال كان

قولہ علی ان تصح - صوابہ انہ ۱۲

ص [illegible] قولہ الشیخ ابو الحسن الدوری - صوابہ القدوری ۱۲

قولہ ہذا لتقیید المذکور - اعنی وہذا ای موضع التطہیر ۱۲

قولہ سائل احد بما ذکرہ المصنف - اقول الخروج الی الفاہر شرط بالاجماع فما نزل من الراس ولم یعلی الی قصبۃ الانف لا یکون ناقضا عند احد سواء قید التجاوز بکونہ الی ما یطہر او لا وصل الغایۃ ان یطہر اذا تعلما بالانتقاض منزولہ الی ما اشتد من الانف لا الی ما لان فعلی الروایۃ المطلقۃ لا یلزم الوضوء بعدم التحریم فانہ فی ان خفی علی الروایۃ المقیدۃ یلزم الی ما یلحقہ حکم الیہ وعلی ہذا لا یکون مفاد ہذا القید احص من المطلق بل اعم مطلقا ۱۲

قولہ المذکور الا علیہ - فان محمد الا اشترط ان یجد

ص [illegible] قولہ وعلی ہذا فما فیہ - ما مبتداء خبرہ ینبغی ان یحمل الخ ۱۲

قولہ ضیاء الفیا - ای فی شرح الزاہدی ۱۲

قولہ اذا کان الماء الخارج - سقط من ہہنا لفظ ینبغی علی ما دل علیہ نقل الطحطاوی علی المراقی من الحلیۃ ۱۲

ص [illegible] قولہ دم جاوز ان نام علی راس - کالخلاصۃ البزازیۃ وفی الہندیۃ عن الخانیۃ وفی البحر عن الخلاصۃ ۱۲

ص [illegible] قولہ من شرح الجامع الصغیر لقاضی خان - یحکی عبد السلطر قولہ لا تحرز فیہ لانہا لا تتزری من البوی اھ ۱۲

قولہ والظاہر عدم تمام الوجہ - اقول والجواب ان المراد بہا الا ہی تتم الخ ۱۲

ص [illegible] قولہ وقد لقال سفیحۃ - ای بالمیم او الباء الموحدۃ مکان النبرۃ ۱۲

قولہ شبیہا بالحبین - الذی فی القاموس کالجبین ۱۲

قولہ بعد اعلم ہو الا کامل - الظاہر سقوط لفظ اعلم بعد قولہ واللہ اعلم ۱۲

ص [illegible] قولہ کان ذلک الماء مستعملا - لکن ذکر فی الغنیۃ ان قولہ اذا استعمل فی البدن احتراز عما اذا استعمل فی غیرہ من الثوب ونحوہ بغیۃ القربۃ فانہ لا یصیر مستعملا قال ویتفرع علی ما ذکرنا امرأۃ غسلت القدر الخ ۱۲

ص [illegible] قولہ وان الزاہدی قال انہ الصحیح - قلت ای نقلا عن محمد الائمۃ فالقول بانہ سہو بل اللمر سہو زلۃ ۱۲

ص [illegible] قولہ الخفاش سقط ہذا اللفظ سہوا ۱۲

قولہ انغمس للاغتسال - صوابہ لا للاغتسال ۱۲

قولہ بالاستعمال - بعدم نیۃ القربۃ ۱۲

ص [illegible] قولہ وفیہ نظر فانہ یجوز - ای فی استخراج ذلک الخلاف من ہذا ۱۲

ص [illegible] قولہ وفی المنتقی عن محمد - قولہ وفی المنتقی الخ بیان لما فی الذخیرۃ لا عطف علی ما فی الذخیرۃ لما یاتی آخر ص ۱۹۵ ۱۲

قولہ عن ماحل دستو فیحہ - حاصل ما یاتی ان ما بہ ادام السیل من فیہ کان فی سعدانہ فلا یعتبر ۱۲

ص [illegible] قولہ بان الفتوی علیہ - ای علی اعتبار غلبۃ الظن ۱۲

قولہ لانہ عمل عمل الغسل - من ازالۃ النجاسۃ وہو المقصود ۱۲

ص [illegible] قولہ انہ القول الارجح - ہہنا خطاء من الناسخ فانا بدل الارجح بالمرجح وحاصل العبارۃ بہذا تم علی القول بان القلع بحسن العین لا علی القول بانہ القول المرجح وذلک بدلیل ما مر ویاتی مرارا فی ص ۱۹۵ وص ۲۰۰ ان الراجح ہو القول بالطہارۃ عنہ ۱۲

الحق من الكافر عقلا بانه في الصحيح الساقه فرق بين المؤمنين والكفار بجواز الخلف في حق المؤمنين دون الكفار وزاد فادعي ان الجواز من حق المؤمنين هو الحق ثبت انه ينفي الخلف في الكفار عقلا الا انه يرد عليه انه لا يصح بناءً على النصوص ادلة المانعين بان النصوص لا تدل على الامتناع العقلي فافهم والله تعالى اعلم ۱۲

قوله على وقوع بعضه — وهو تعذيب بعض الموحدين ۱۲

قوله الطريق القطعي — وهو قوله تعالى ويغفر ما دون ذلك ۱۲

قوله موضع سجوده — اي سجود المصلي ۱۲

قوله او في الصف الآخر وبها يتوفا المذهب — اي ولا حائل بينه وبين الامام من انسان قائم او قاعد كما هو ذلك بان سلم الامام وتفرق وبقي رجل مسبوق يصلي في آخر ... المسجد فلا يجوز للامام ان يستقبله بوجهه وان كان بينهما صفوف اي قدر صفوف ۱۲

قوله انه لو مر في بعيد في المسجد فالاصح انه لا يكره — هذا التصحيح لما بحث المحقق ترجيحه في الفتح مع ان الذي صححه في الذخيرة وجهه في البحر والشرنبلالية وعبر بها ظاهر المذهب كما في هذه الكتب فيرجح ترجيحه والله تعالى اعلم ۱۲

قوله ثم الذي يظهر انه اذا كان بين الامام والمصلي — اقول هذا اذا افاده فائدة زائدة ولا يمكن ان يكون استدراكا على كلام الذخيرة كما يتوهم من ظاهر العبارة وذلك لان في كلام الذخيرة هنا اذا لم يكن بينهما حائل وقدر قد [illegible] بان انسان قائم او قاعد نفع الحيلولة فكيف يراد بقوله وان كان بينهما صفوف ناس قيام او جلوس بل معناه قدر صفوف وهذا ظاهر الحمد والله تعالى اعلم ۱۲

قوله بالقيد المذكور بالعلم به والله تعالى اعلم — اي عدم حيلولة رجل او نائم بين الامام والمصلي ۱۲

قوله من حديث عائشة بجواز ان يكون — اقول يمكن ان تكون تؤمن تحمل حديث ام المؤمنين على الملبوس في محله بعيدا عن الحرف وذلك لان الامام ما امر والنفوذ فيها لجيار مطلقا والله تعالى اعلم ۱۲

قوله ونقص ثوبه من التراب — اقول ليس نفض من التراب في الصلوة [illegible] ولا في انه انه بل صرح في المبتغى بالمراد فقال النفض كيلا يبقى صورة تمثال في السجدة اي حكاية صورة الالية فسقط الاستدلال كما لا

قوله لا يكره فلان لا يكره ادخال — اقول كيف لا يكره مع ان الواجب عليه الاتباع بالسلام لا القطع بعمل مختار وان اراد بالقطع الاتباع شبيعا فالقياس لانه ماموربه فكيف يقاس عليه مطلقا وهو نائم منه لا يصح ما يصح الا في خلال الصلوة ثم لا يكره اذا لم يكن من اعمال الصلوة ولا صغيرا محتاجا اليه فتدبر والله تعالى اعلم ۱۲

قوله وذلك لانه كان يؤذيه مكذا هذا — اقول فرجح الامام الى الايذاء وهو لا يصلح للمراد ۱۲

قوله لا لغيره لانه محتاج — اقول التعليل الاول يفيد ان المراد بالاركان ما عدا التشهد الآخر والثاني ان المراد مع القعدة قدر التشهد شامل وسيأتي عن الامام شمس الائمة الحلواني ان هذا الخلاف في فهم المراد وتحرر فيما اذا سجد بعد السجدة الاخيرة قبل [illegible]

قوله من الاركان بتعيد — اي السجدة الاخيرة ۱۲

قوله من الاركان — اي التشهد الاخير ۱۲

درر الحکام شرح غرر الاحکام

درر الحکام شرح غرر الاحکام کے فاضل مصنف محمد بن فرامرز الشہیر بہ مولیٰ خسرو ہیں۔ اکثر فقہائے حنیفہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جب اپنی تصنیف کے بعض مقامات کو خواص کے لیے مشکل سمجھا لیکن اپنے تبحرِ علمی کے باعث تصنیف کے وقت یہ خیال نہیں آیا تو خود ہی اپنی تصنیف کی شرح یا اُس پر حواشی و تعلیقات تحریر کردیئے تاکہ عوام و خواص اس سے فائدہ اٹھاسکیں جیسے متون اربعہ میں مختار ہے کہ اس کے مصنف نے خود ہی اس کی شرح اختیار کے نام سے لکھی۔

علامہ مولیٰ خسرو علومِ معقول و منقول کے بحرِ زخار تھے۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ جب سلطان مراد خاں عثمانی کے کانوں تک پہنچا تو آپ کو قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کردیا جو ایک بہت ہی عظیم اور اعلیٰ منصب تھا۔ یہاں آپ طمانیت و سکونِ خاطر کے ساتھ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور مشہور زمانہ کتاب مرقاۃ، مطول اور تلویح پر افادیت کی غرض سے حواشی تحریر کیئے۔ خود علمِ فقہ میں ایک بلند پایہ کتاب غرر الاحکام تالیف کی اور پھر خود ہی اس کی شرح درر الحکام کے نام سے لکھی جو آج بھی فقہ حنیفہ میں مشہور و متداول ہے۔

آپ نے ۸۸۵ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی اور شہر بروسا میں دفن ہوئے۔ آپ قرن نہم کے مشاہیر فقہائے حنیفہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں حسن چلپی اور حسن بن عبد الصمد سامسونی اپنے عہد کے نامور عالم اور فقیہ تھے۔

~~~~~ ٭ ~~~~~

حواشی درر الحکام شرح غرر الاحکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غرر الاحکام

ص ۳ قوله والساحة الخ - مفروضة اى مائة ذراع وقيل ١٢

قوله على نصف القطر - بل على ربع القطر او على القطر ثم ضرب الحاصل في اربعة كما هو حكم التكسير ١٢

ص ۴ قوله ان عدم النقع شرط وليس كذلك كما سيأتي - في الاستيعاب باليدين حتى لو كان نقع وجب الاستيعاب بالنقع وليس كذلك ١٢ والحق ان الاحتياج الى اضافة للتخليل اذا لم يدخل الغبار بين الاصابع قول محمد كما هو كذا اشتراط الاستعمال جزء من الارض فلا يحمل له الا الاول اى تحصيل الاستيعاب بالنقع ١٢

ص ۵ قوله ويجب الحمرة فيه بما يدخل - رددنا عليه في حواشي حسن على الحموي ١٢

ص ۷ قوله اذا كان الامام المعين يصلي بالبعض اولا - اقول قد يرد هذا الاستظهار رجوعه صلى الله تعالى عليه وسلم الى اهله وجماعته بهم حين الى المسجد وقد صلوا فيه ذلك ان يجب بانها واقعة عين فلعله صلى الله تعالى عليه وسلم اراد بعضهم انه ان تأخر صلى بالناس ثم يكون صلاته صلاة الامام المعين لكونه خليفة صلى الله تعالى عليه وسلم والظاهر في تركه صلى الله تعالى عليه وسلم الجماعة بالمسجد حكمة اخرى بيناها على هامش رد المحتار ١٢

ص ۸ قوله وتمامه في الفتح - قبيل باب تأليف الصلاة ١٢

ص ۹ قوله بل تمنع اى الصغيرة - اختلفوا فيما على الدراهم وكذا نقل البحر ١٢

ص ۱۰ قوله فيه انه كذلك واجب فليتأمل - اقول ولقد افاد واجاد رحمه الله تعالى
~~~~~

لكن كان الواجب الاقتصار على قوله ان القنوت واجب متعلق الرماد نا
خصوص الحروف تشكل ما آتى به يكون فرد الواجب للابد له كما لا يخفى
قوله وبهذا التشبيه اى انه - لتخصيص الكلام لصورة البيان ودفع الاشتباه فافهم
قوله وهو الاوجه لتمكنه - سيافصح بما يذكر ص ١٢
قوله بوجوب السهو استنبا ولضعف - ثم وجوب للاشتباه لتوارة ضعيف
اما وجوب السهو فهو الصحيح صححه فى البدائع والفتح وهو المصرح به فى الاصل فتنبه ١٢
قوله اقول الصحيح خلافه - والله كان قد استوجبه بوالقضا بما البرهان ص ١٢
درر الحكام قوله اورده ههنا لذكره فى كتاب الحج - اقول بل اذا تم الحج فقد حل المحرم و
قال تعالى اذا حللتم فاصطادوا ١٢
غرر الاحكام قوله هو الاوجه فلا يعدل عن هذا القول - اقول غاية ما لزم مما ذكر ان لا
ينقص المهر من مهر المثل نحن نقول به كما فى الزيلعى فالجواب ذكر المهر لما لم يثبت
لكن له ان يقول مثلها لا ترضى الا باكثر من مهر المثل بقدر مخصوص فلا يحيط به
علم الزوج الا اذا اسمى لها المهر فى الاشياء وسكت فيدل سكوتها على
الرضى به اذا كان قدر مهر المثل او اكثر والا سكتت لكن لك ان تقول
مهر المثل هو الاصل العدل واحتمال ان لا ترضى الا باكثر منه بعيد لا يلتفت
اليه وقد قال فى الكافى الاب يعرف مرادها فى ذلك وهو صداق مثلها
فلا حاجة الى تسمية اھ وبالجملة فالرضا به هو الغالب الظاهر ولا
اعتبار بالبعيد النادر ١٢
قوله وغيره مناقشة - رضاعه فى فناء وبنيا ١٢
درر الحكام قوله ان المرحق الرد للقاضى غير مخاطب به بخلاف - اجزتها للبضع ولذا
يجب مع نفيه ولو كان حقها لانتفى بنفيها ١٢

قوله تزوجى ابتغى الازواج) قد عده مما يصلح ردا فى الخانية والبحر اقول ولعل
وجهه ان المعنى انك انما تسألين الطلاق لتزوجى غيرى فتزوجى ان امكنك اما
انا فلست بمطلق زيادة العلاقة مقصرة على الشان
قوله لا سبيل لى عليك لا نكاح - اقول كون لا سبيل لى عليك مما يصلح ردا
يوافى ما فى الخانية عن ابى يوسف عن الامام الاعظم لكن فى الهداية عن ابى
يوسف انه مما يصلح سبا وكذلك نقل فى الهندية عن مبسوط الامام شمس
الائمة السرخسى وعلى اجابه الفتح لقاضى خان والينابيع وغاية السروجى و
هو الموافق لما جزم به فى الخانية بعد ذلك حيث عده مما لا يصدق فيه فى
المذاكرة والله تعالى اعلم ١٢
غرر الاحكام قوله ملك مما هو صالح للجواب فقط - اقول جعله فى الهندية عن الخانية
عن الينابيع عن الامام ابى يوسف ما يصلح سبا فقد اختلفت فيه الا
قسام الثلثة على الاقوال الثلثة فليتامل ١٢
قوله فى الفتح الاشبه انه يختبا - اقول الظاهر من قوله يمنع من الحمام ان
المنع شرعى ولو اراد منع الزوج لدل اللفظ على لزوم منعه اياها فيرجع
الى المنع الشرعى وذلك لان الظاهر من امثال التركيب من الفقهاء الا
يجاب كما فى الحلية وغيرها ولو كان المراد ما فهم العلامة المحشى لكانت العبارة
له المنع من الحمام فافهم والله تعالى اعلم ١٢
قوله رباه ولا يرد على من قال يبيع بمثل الثمن - اقول عدم اى تقرير النص
يصدق ما قام عليه ولم يصدق الثمن الاول ولو صور نحو بربوى بيع بجنسه كرها
لم تجز الزيادة لكونه ربا وورد على من قال بمثل الثمن الغبا ١٢
قوله يعنى المواتية وهو يعد على ذلك - بالاشهاد وبالجملة فالمراد ههنا

الاشباہ وطلب المواثبۃ لا الاشہاد جلے طلب المواثبۃ والاشہاد وربما
یطلق علیہ وہذا متن السلامۃ خسروننعہ قال فیہ تستقر بالاشہاد
نفسہ حاشیہ بطلب المواثبۃ ۱۲

۳۳ قولہ وفی المغنی الغزی فی اجارۃ الشامی — شاذ مجہول القائل فلا یجارض
ماذکرنا ام التعویریہ ص ۳۰۹ نقلا عن تصحیح القدوری ۱۲

۳۴ (درر الحکام) قولہ ابدا کذا فی السقایۃ — سئل ... البنایۃ بالعجمیۃ اذلم ارہ ہنا فی السقایۃ الاثا ۱۲

قولہ لان صیغتہ علے — اقول رحمک اللہ لیس علی ہذہ الصیغۃ اتفاقاً اذ
الالف التی لہ علی فلا یدل علے القضاء ولا علی القضا وعنہ ولذا
شرط فی الدر المختار لثبوت الرجوع ان یقول عنی اوعلی انہ علی ومثلہ فی
الہندیۃ وقال فی الفتح ثم شرط تقییدہ بان یشتمل کلامہ علی لفظۃ عنی او
علے قولہ وانا ضامن ونحوہ فلوصحان اضمن الالف التی لفلان علے
لم یرجع بعد الاداء ثم ذکر وجہہ ثم قال وہذا قول ابی حنیفۃ ومحمد بدلیل ما فی
اشارات الاسرار ثم وسیاتی نقلہ من الخانیۃ عن المجرد عن الامام نحایتہ
ما فی الباب انہ حذف ما قدمہ الخانیۃ مجازیا ایاہ الی الاصل ۱۲

۳۵ قولہ فی الجامع الصغیر — ای فی بعض شروحہ اما الجامع فلفظہ ... الرجل
الحرب بالملتۃ اھ ۱۲

قولہ وہو فی دارہم — قد علمت انہ لیس فیہ نعم ہو فی السیر الکبیر ۱۲

بحر الرائق ومنحۃ الخالق علی البحر

بحر الرائق اور منحۃ الخالق علی البحر دو جدا گانہ کتابیں ہیں۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ان دونوں کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے ہیں اور بعض مقامات پر تغلیط مصنف کو بھی نمایاں کیا ہے اور بعض مقامات پر تصویب بھی فرمائی ہے۔ پہلے فقہ حنفیہ کی مشہور ومعروف کتاب کا جو ایک مبسوط اور جامع شرح ہے، آپ سے تعارف کراتا ہوں۔

بحر الرائق: ۔ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب "کنز الدقائق" کی ایک بہت ہی مبسوط اور جامع شرح ہے۔ بحر الرائق (شرح کنز) علامہ فقیہہ دوراں زین العابدین ابراہیم بن نجیم مصری کی تالیف ہے۔ آپ دسویں صدی ہجری کے ایک مشہور ومعروف فقیہہ، فہامہٗ دوراں، عالم اجل اور فاضل اکمل تھے۔ یوں تو آپ متعدد کتب کے مصنف ہیں لیکن آپ کی شہرت کا موجب آپ کی شرح "کنز الدقائق" اور "شرح اشباہ والنظائر" ہے۔ آپ کی تعلیقات ہدایہ اور حاشیہ جامع الفصولین بھی بہت مشہور ہیں۔ ۹۲۶ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۹۷۰ھ میں وفات پائی۔

منحۃ الخالق علی البحر: ۔ منحۃ الخالق کے مصنف مشہور زمانہ فقیہہ زین العابدینؒ کے فرزند ابن بن زین العابدین ہیں۔ آپ نے اپنی تصنیف شرح "کنز الدقائق"، معروف بہ بحر الرائق پر حواشی تحریر کئے ہیں۔ یہ حواشی فقہ حنفیہ میں منحۃ الخالق کے نام سے مشہور ہے۔ ان حواشی کو فقہ حنفیہ میں اعتبار حاصل ہے لیکن یہ حواشی بحر الرائق کی طرح مشہور ومعروف نہیں ہوئے لیکن "بحر الرائق" کے مشکل مقامات کی تفہیم کے لئے مفید اور قابل قدر حواشی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ان دونوں کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے ہیں اور جس کتاب پر حاشیہ لکھا ہے وہاں کتاب کا نام عنوان میں دیدیا ہے تاکہ اشتباہ پیدا نہ ہو۔

حواشي البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق على البحر

بسم الله الرحمن الرحيم

ص۲ — قوله وتسعمائة وقال تلميذه الحلبي ان وفاته — قال الحموي في كتاب الوقف في الفوائد لثمان خلون من رجب سنة تسعمائة وسبعين ۱۲

قوله وخمسين وتسعمائة — لعل فيه تصحيفا فان عمره رحمه الله تعالى على هذا لا يكون الا ثلثا واربعين سنة ۱۲

ص۴ — قوله فرواه ابن ماجه والنسائي — اقول عندهما فمن زاد على هذا فقد اساء وتعدى وظلم وليس عندهما او نقص نعم هو عند الامام الطحاوي بسند اجود من سندهما كما ذكرته على هامش النسائي ۱۲

ص۴ — قوله والتمسح بخرقة — بالجر عطف على الاسراف ۱۲

قوله موضع الاستنجاء ونزع — بالرفع عطف على الترك ۱۲

ص۵ — قوله ان بدا في غسل الوجه — اقول ليس هذه زيادات على الصحيح بل هو ذكرها من السنن ۱۲

منحة الخالق — قوله فما في المنتقى موافق لما في السراج والمراد — الذي في الشرح المتقدم ۱۲

قوله صوابه لما في الخانية — اقول بل صوابه انه اراد المخالف لما في الشرح واراد به الزيلعي حيث نقل عنه في البحر التصريح بالكراهة فقال انه هذا اطلاقها للتحريم فما في المنتقى موافق لما في الشرح ۱۲

بحر الرائق — ص۷ — قوله لعدم الخروج — اي كائنة في الفرج الخارج ۱۲

قوله داخل الحشو — عن الفرج الداخل غائبة فيه ۱۲

قوله وكلمس ذلك الا لكونه — ومعلوم ان بالنزول الى ما اشتد يتحقق النزول الى الى قصبة الانف نقض وفي البدائع

القصبة وان لم يصل الى مالان ۱۲

قوله انه لم يصل الى ما لين — يعني ان النجاسة خارجة ۱۲

منحة الخالق — قوله من تبينها بل المراد بالمجاوزة السيلان ولو بالقوة — الذي في الفوائد المصفة نقلا من الشرح تبينها ۱۲

قوله فيما ان الماء من قرح الدم — اقول ليس كلها من قرح الدم ولا احتيج الى التفصيل فما كان من علة حمل على انه قرح الدم والا لا ۱۲

قوله فيصير صديدا — يسقط من اينها ما يتم به الالزام وهو انه ثم ينضج فيصير مادة ۱۲

قوله في فتح القدير صرح بالوجوب — اقول هذا عجيب بل هذا انما هو كلام انتقد البحر من دون عزو ثم رأيت الفتح ذكره في مقام به خبر ۱۲

قوله وكذا في المجتبى — وقد مال اليه صاحب البحر آخرا في باب الحيض ۱۲

بحر الرائق — قوله وفيه نظر بل الظاهر — هذا الكلام الحلية الى قوله ما ولا خير ۱۲

قوله وبهذا التعليل — هذا كلام الفتح ۱۲

منحة الخالق — ص۸ — قوله كلامه واما كلام القول — اي كلام اللقاني ۱۲

قوله في الاول دون الثاني اهـ — اي انتهى كلام ابي زاده ۱۲

بحر الرائق — ص۸ — قوله كذا في الهداية — اقول ليس في الهداية قوله غير محدد تلك فلا يرد على ما ياتي عن الامام الزيلعي ۱۲

منحة الخالق — ص۹ — قوله زاد بعضهم او في الثلاثة — هو العلامة الحلبي شارح الدر المختار ۱۲

ص۹ — قوله ان كان في صلب مليتبا — اي هنا كلام الغنية ۱۲

بحر الرائق — قوله فعليه الغسل — اي عندهما فلا خلاف لابي يوسف ۱۲

قوله انه منى فيلزمه الغسل — اي ولم يتذكر انه احتلام ۱۲

قوله فما اذا لم يكن ذكره منتشرا — فانه ان كان منتشرا لم يجب عنده ما لا يخاف ۱۲

۱۶۴ قولہ فی التاترخانیۃ معزیا الی بعض المشائخ ۔ اقول صرح بہذا المعنے الامام صاحب الہدایۃ فی التجنیس کما فی الفتح ص۱۰۳ وص۱۰۴

۱۶۴ قولہ اسم اصاب بدن المتیمم ۔ ثم الی ہنا کلام صدر الشریعۃ والذی بعدہ الخ بمعناہ فی الخلاصۃ ۱۲

قولہ لانہ عاد جنبا برؤیۃ الماء الخ ۔ افاد ان الجنب لا یجوز وضوءہ فاحفظ ۱۲

قولہ وبہ یندفع النظر فتدبر ۔ اقول کان یندفع لو کان العجز عن الماء لا یثبت الا ببطلان الوضوء ان توضأ ولیس کذلک بل کونہ مشغولا بحاجۃ اہم الضیافۃ للعجز کالمعد للعطش فانہ لا شک ان لو توضأ جاز ومع ذلک یؤمر بالتیمم ۱۲

۱۶۴ قولہ ومن کان فی کلۃ جاز ۔ یعیدہا ص۱۶۴ ۱۲

۱۶۵ قولہ فیہ نظر لانہ ان استعمل بادل الوضع ۔ النظر ظاہر لکن الذی فی البحر عین ما فی البدائع ونقلہ عنہا فی الحلیۃ مقرا ۱۲

۱۶۵ قولہ اصابتہ الجنابۃ فی المسجد ۔ لعبد المسائل آخر ص۱۶۶ واول ص۱۶۵ ۱۲

۱۶۵ قولہ ہکذا روی عن محمد نصا کما نقلہ ۔ ذکرہ فی البدائع عن ابن سماعۃ عن محمد ۱۲

قولہ ان ما فی القنیۃ من قولہ ۔ بل مثلہ فی الکافی ۱۲

۱۶۵ قولہ والا فتیمم باق فلو انہما تم سألہا فان اعطاہ استانف وان ابی تمت وکذا اذا ابی ثم اعطی وان غلب علی ظنہ عدم الاعطاء او شک لا یقطع صلاتہ فان قطع وسأل فان اعطاہ توضأ والا فتیممہ باق وان اتم ثم سأل ۔ اقول ظن القدرۃ وظہر العجز صح تیممہ بخلاف ما کان فی موضع یظن بہ فیہ الماء قریبا ظنا قویا فکان یجب الطلب فلم یطلب وتیمم وصلی ثم ظہر ان لا ماء ہناک فانہ یعید کما یاتی عن السراج الوہاج ص۱۶۹ ولکن فرق بین

حکم الاعادۃ وحکم بقاء التیمم فلیتأمل ۱۲

قولہ فان اعطاہ بطلت وان ابی تمت وان کان خارج الصلاۃ فان لم یسأل وتیمم وصلی جازت الصلاۃ علی ما فی الہدایۃ ولا تجوز ما فی المبسوط فان سأل بعدہا فان اعطاہ اعاد والا فلا سواء ظن الاعطاء او للمنع او الشک

اقول ظن العجز وظہرت القدرۃ لم یصلح تیممہ بخلاف ما اذا نسی فی رحلہ او لم یعلم بماء قریب ثم ظہر بعد الصلاۃ ۱۲ وبالجملۃ لم نیتبذ وانی ہذہ المسائل ظنہ بل لما یظہر بعد من عجزہ وقدرتہ واعتبرہ فیما اذا ظن قرب الماء فلم یطلب وصلی وفیما اذا نسی او لم یعلم وصلی ظنہ لا ما یظہر بعدہ فتأمل ۱۲ والفرق والا تعالی اعلم ان الماء وہنا معلوم الوجود فالعبرۃ لما یظہر لا للظن لانہ علی ما ظن حیث لیستطیع تحصیل العلم بان یسأل فیعطی او یأبی بخلاف تلک الفروع فلیس الماء معلوم الوجود فیہا فبنی الامر علی ظنہ ۱۲

۱۶۶ قولہ ان التیمم ینتقض ۔ انتقاض التیمم عند رؤیۃ الماء بالحدث السابق وان کان حدث کما فی الغیاثیۃ ۱۲

۱۶۶ قولہ توقف بعض الفضلاء فی صورۃ ذلک ویمکن تصویرہ ۔ وہو الفاضل ح محشی الدر ۱۲

قولہ وکذا یتیمم فی کلۃ ۔ مرت ص۱۶۴ ۱۲

۱۶۶ قولہ امر بالاعادۃ ۔ اقول ہذہ روایۃ عن ابی یوسف قال لانہ فی بعدہ والخلاصۃ لو مروی عنہ ابی یوسف ۱۲

۱۶۷ قولہ فلم یجدہ وجبت علیہ الاعادۃ عندہما ۔ ہذا فی الصلاۃ وہل یعید التیمم ظاہرہ عن المستصفی فی ہذا السطر الاعادۃ لان الطلب کان شرطہ فلم یصح وظاہر ما مر ص۱۶۳ عن الزیادات عکسہ انہ لا یعیدہ لانہ ان کان عند غیرہ ما یظن الاعطاء فلم یسأل وتیمم وصلی ثم سأل فابی فتیممہ باق بل ولا یعید الصلاۃ فلیدبر عن فرق ۱۲

قولہ فی تلک المسئلۃ بناء علی اشتراط ۔ ای مسالۃ نسیان الماء فی الرحل بناء
علی اشتراط الطلب فی الرحل عند ابی یوسف لان الرحل مظنۃ الماء کما ان
العدم عندہما لانہ لیس مظنۃ ماء الوضوء بل الشرب کما تقدم عن الفتح ۱۲

قولہ قبل الفراغ فسالہ ۔ ای تیمم ورای ماء فسالہ بعد حین فقال الفضۃ ۔ ولو سالت
لاعطیت فیصلی بذلک التیمم لعید الاصح ۱۲

قولہ وان کانت العدۃ قبل الشروع فیہ اہ ۔ ای ظنا انہ لقارہ عندہ فقال
قد کان عندی لکن انفقتہ ۔ ولو سالتنی ذلو سالتنی قبل ذلک لاعطیتک ۱۲

قولہ فی صحۃ الشروع فراغ ہذا عن صلاتہ ۱۲

قولہ علی حقیہ وفاقد الطہورین فی المصر ۔ الی ہنا کلہ کلام الخلاصۃ متعریا للاصل ۱۲

قولہ ولو یتوضا ۔ لعدم حدث آخر ۱۲

قولہ وینزع الخفیہ ۔ یعود الجنابۃ لوجدان الماء ۱۲

قولہ فی الجنابۃ یتیمم والمرأۃ لو غیرہا ۔ خص المرأۃ بالذکر لیعلم حکم الرجل بالاولی اے
الراس فانہ اذا لم یمسح الشعر النازل الذی لا یصل الیہ غسلہ کغسل نفس الراس
فالمرأۃ بمسح نفسہ احد ۱۲

قولہ قال فی التفیش وہو عجیب ۔ الفتح لی بحمد اللہ من معناہ ما تنجیہ بہ وینیدفع العجب
فراجع ما علقتہ علی ہامش رد المحتار ص۲۶۸ ۱۲

قولہ ومسح لان ہذا الحدث ۔ لان اعضاء الوضوء مغسولۃ وان کان یتیمم عن الجنابۃ بعد ۱۲

قولہ لجواز المسح ۔ لسے ہنا فی الصحیح ۱۲

قولہ عن الرجلین فہو ممنوع ۔ واعضاء الوضوء ولو مسح جاز التیمم لسائر البدن علے
المستفید فما جاز ۱۲

قولہ ما ذکرہ لیس بسدید ۔ اقول کیف ہذا وہو نص محمد فی الاصل کما فی الخلاصۃ
فلیتامل ۱۲

قولہ قد یقال معنی قولہ لان الجنابۃ ۔ اقول ہذا الکلام مع صحتہ فی نفسہ لا یمس المقصود
ینبغی بل الصواب مع البحر انظر ما کتبنا علی ہامش الغنیۃ ص۱۰۹ ۱۲

قولہ ای قالتا لہ قیاسا علی اباحۃ الدخول بعد العلاۃ ۔ الظاہر ان لفظۃ کما وقعت
زائدۃ من قلم الناسخ ثم راجعت نسخی البحر المکتوبۃ فوجدتہا خالیۃ من
لفظۃ کما کما ظننت وللہ الحمد ۱۲

قولہ ما لم یصرح بخلافہ ۔ اقول التصریح بخلافہ یجری منکم فیاتی بعد السطر عن
الخلاصۃ جواز ثم نظر ولم یولد للحائض اذا لم ترد بہ القراءۃ وہما لا یحتملان
دعاء لانا اذا عادت الفم الے زید مثلا ۱۲

قولہ بدون خروج الوقت مبطل ولیس کذلک ۔ اقول نعم لان وضوءہ اذا کان
علے انقطاع عذرہ کان کوضوء الاصحاء فینقضہ السیلان من دون خروج
الوقت وکلام الجامع الکبیر فی وضوء المعذور وہو ینقضہ العذر بل خروج الوقت
وقد قال العلامۃ المحشی نفسہ فی رد المحتار ص۲۱۳ اذا توضا علے انقطاع
ودام الی الخروج فلا حدث بل ہو طہارۃ کاملۃ ولا یبطل بالخروج اہ فکما
لا یبطل بالخروج وجب ان یبطل بالسیلان لان ہذا ہو حکم الطہارۃ الکاملۃ ۱۲

قولہ یوجب الزوال ۔ ای زوال العذر ۱۲

قولہ الدم الثانی ۔ الحادث بعد ہذا الوقت الکامل فی الوقت الثالث ۱۲

قولہ الثانی بالاول ۔ ~~الحادث بعد ہذا الوقت~~ الناقص الوقت الاول
قبلہ ہذا الکامل ۱۲

قولہ علی الضعیف ویحنث علی الصحیح ۔ اقول بل لا یحنث اصلا لانہ صادق
فی انہ لا دم فیہ وان کانت نجاستہ الطہارۃ لے البزول باقیۃ الا تری
الی قول الفتح وان لم یبق عین ولا دم ثم تیاو فی الخلاف اذا حلف

القاالیہ ما لصق خدہ بالارض کما فی المدارک تحت قولہ تعالٰی و اذا قیل
لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم الآیۃ ۱۲

قولہ وہو دلیل تواترکونہا قرآنا ۔ الصحیح حذف لفظ تواتر من ہہنا کیلا ینافض ما یاتی کما قررہ المحشی ۱۲

قولہ وتواترکونہا قرآنا ۔ الصواب وبعدم تواترہا ۱۲

قولہ واقول لم لا یجوز ان یکون المراد الاستحباب ۔ ہو ایضا الی آخرہ من کلام المحشی بدلیل ما فی رد المحتار من قولہ بعد تمام العبارۃ ۱۲

قولہ لا محل لہذہ الجملۃ ۔ اقول بل ہی فی محلہا وہکذا ابن عن التنبید فی مسئلۃ النوافل فی الہندیۃ عن الخلاصۃ فی اول فصول باب الامامۃ ۱۲

قولہ من عدم التکفیر بالذنب الذی ہو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ تامل ۔ لا عدم التکفیر بالمکفرات کیف وقد صح عن ابی یوسف انہ قال اجتمع رأیی ورأی ابی حنیفۃ بعد ما ناظر فی القائل بخلق القرآن ستۃ اشہر انہ کافر ۱۲

قولہ ان استوی الجانبان قام عن الیمین
وان ترجح الیمین قام عن الیسار ۱۲

قولہ وقاعدا بخلاف ما اذا کان الامام ۔ اطلقہ فشمل ما اذا کان الامام یومی قاعدا والمقتدی قائما لانہما سیان فی الایماء والاختلاف بالقیام والقعود لا یضر کما فی غیر مومیین بل اولٰی لان المومی لا یجب علیہ القیام وان قدر ۱۲

قولہ کذا فی البزازیۃ ۔ ای ہذا عبارۃ النہر ۱۲

قولہ ما یفسدہا وقد منا ان الحدث مانع شرعیۃ ۔ اول باب شروط الصلاۃ ۱۲

قولہ

قولہ نحو تلقبہ بالقرآن للعمی ونحوہا تفسد ۱۲

قولہ ولو لبی الحاج تفسد صلاتہ ۔ اقول لا قائلہ فانہ ذکر ودعاء ولیس فی شیئ خطاب من الناس وجوابہم ولا تشبیہ کلامہم لانہ ماثور فکیف یفسد وقد تقدم من المحیط ان لو قرأ یا ایہا الذین اٰمنوا فقال لبیک یا سیدی ان احسن ان لا یفعل فقد افاد عدم الفساد وتقدم بالماثور آخر ص ۳۳ شرحا فان لم تکن کلمۃ لا ساقطۃ فاخاف انہ یکون من ضعاف الزاہدی فلیحرر واللہ تعالٰی اعلم ۱۲

قولہ والنظر معناہ ۔ لعل معناہ واللہ تعالٰی اعلم ان محتاجا طلب قراءۃ الفاتحۃ لقضاء حاجۃ فقرأ الامام فتح المسبوق ۱۲

قولہ وتعقبہ العلامۃ الحلبی ۔ انظر ما کتبناہ علی متن ۱۲

قولہ کما سیاتی فی محل الکراہۃ ۔ بعد اسطر وفی اول ص ۱۲

قولہ علٰی ما اذا لم تدع الیہ حاجۃ فلیتامل ۔ والمراد بالکراہۃ تحریمیۃ ۱۲

قولہ وصححہ فی المحیط ۔ اقول ان المراد المحیط البرہانی والافق المحیط الرضوی انما صحح ما صححہ الامام شمس الائمۃ الحلوانی ما مشی علیہ انہ ظاہر الروایۃ انہ یکرہ فی اوسط الصلاۃ ولا باس بہ اذا فقد قدر التشہد کما فی الحلیۃ ص ۳۶۶ وہو الاوفق الا تحقق بقواعد المذہب فعلیہ فلیکن التعویل ۱۲

قولہ مسح التراب عن الجبہۃ بعد الصلاۃ مستحب ۱۲

قولہ استلقاہ قربیا دالحق ۔ فی صدر البحث ان الدلیل ان لم یکن ہنا کانت الکراہۃ تنزیہیۃ ۱۲

قولہ کذا فی النہر فلیراجع تامل ۔ وجہہ ظاہر فان من کشف اکثر الساعد فقد صدق علیہ تشمیر الکم عن الساعد وہذا واضح جدا ۱۲

قولہ لیس بمانع من دخول ۔ من ہنا الٰی قولہ لا یکرہ اتفاقا کلہ ماخوذ من الحلیۃ ۱۲

اثنان ه آخران وهما صلاة الوتر بتسليمتين، واقتصاره على ركعة كما ذكرت في الصفحة الماضية فخرجت ثمانية وبقيت ستة لكن يزاد الوضوء من القلتين لشرطه والانحراف المفسد بالتحري مع وجود المحراب القديم فرجع ثمانية وتخرج ستة وهنا زيادات آخر ١٢ اي انحرافا جاوز المشارق الى المغارب ١٢

قوله في البزازية تنزيلا لهم منزلة اهل الكتاب اهـ - ليس هذا في نسختنا البزازية انما نصها المناكحة بين اهل السنة والاعتزال لا تصح وقال الامام الفضل رحمه الله وكذلك في قال ان مومن ان شاء الله وقال الامام ابو حفص الكبير السفكردري لا ينبغي للحنفي ان يزوج بنته من شافعي المذهب لكن يتزوج منهم وسمعت عن بعض ائمة خوارزم انه يتزوج من المعتزلي ولا يزوج منهم كما يتزوج من الكتابي ولا يزوج منهم ولعله اخذ هذا التفصيل عن كلام ابي حفص السفكردري اهـ ١٢

~~قوله لا يصح الاقتداء به - اي انحرافا جاوز المشارق الى المغارب اخذ هذا التفصيل عن كلام حفص السفكردري اهـ ١٢~~

١٠٥ قوله وان الاحوط احتياط في المبطل فاذا انحل فهو جائز - اي الاحتياط المطلوب من الشافعي لجواز الصلاة خلفه انما هو في المبطل خاصة بان لا ياتي ما هو مبطل عندنا ١٢

١٠٥ قوله كما فهمه بعض الناس - هو العلامة صاحب النهر حيث قال بعد ذكر قول الهندواني وعلى هذا فيصح وان لم يحتط اهـ واغتر به العلامة المحشي في رد المحتار حيث جعل قول الرازي مبنيا على قول الفقيه وليس كذلك بل هو قول تفرد به الامام الرازي ولذا لم ينسبوه قط الا اليه ولم يصححه احد بل صرح في شرح الوهبانية انه غير صحيح وفي ط انه ضعيف بخلاف قول الفقيه فنسبوه له ولجماعة وصححه في النهاية وتبعه ابن مالك في شرح المجمع وقال في الكفاية انه ولا اصح وكذلك

قوله كذا قالوا وقد عرفت - اقول اخذه من الحلية ولم يقدم ما قدم هو لنفي كون التشبيه العلة وهو انه يلزم حرام ولا يكره امرا لم تكن امامه ولا فوق راسه لان التشبيه بعبادتها لا يظهر الا اذا كان على احد الوجه اهـ فلم يستقم له قوله وقد عرفت ما فيه ١٢

قوله ما فيه والمراد - ما حذف من الحلية ١٢

قوله لا تشبيه للناظر - كذا في الفتح ١٢

١٠٧ قوله فان الله احق من ان يتزين له - صوابه اسقاط من او اسقاط ان وفتح ميم من ١٢ ثم رأيت في الحلية احق من يتزين له وهو الصحيح ١٢

١٠٨ قوله ما بني الا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعي - اقول يريد ان كل احد مجاز له ماذون من جهة الشرع في اتيان تلك العبادات في المساجد من دون منع ولا حجر ولا يخلو شئ منها عن نوع لحظ اليه في الغرض المقصود الاصلي هو الصلاة حتى جاز للمصلي ازعاج القاعد من موضعه للصلاة عند ضيق المسجد وان كان مشتغلا بذكر او درس التلاوة او اعتكاف كما سياتي له قدس سره آخر الوقف ص٤٧٢ فلا منافاة بين ما هنا وما ياتي ثمه بل هنا افاده ٣٤٥ من ان المسجد لم يبن لتذكير والتدريس وان جازا فيه فافهم ١٢

١٠٨ قوله او فوقه في ذلك البيت مسجد - اي او لا يكره ما ذكر فوق بيت في ذلك البيت مسجد ١٢

١٠٨ قوله وهو منه بناء وعليه الجمهور - هذا من كلام الحلبي دون الفتح ١٢

١٠٨ قوله خمسة اشياء الاول - اقول بل ستة وقد ظهرت لي بحمد الله اول ما نظرت الكلام المذكور خمسة هذه والسادس ان لا يوتر الا صلاة فانه بترك الوتر لا يكون فاسقا الغيا فضلا عما يوجب عدم صحة الاقتداء به فان الوتر وان كان واجبا عندنا لكنه مجتهد فيه ولا تفسيق بالاجتهاديات وهذا ظاهر ١٢ ثم ظهر لي

اشارہ بحر العلوم فی الارکان تم ہؤلاء الاربعۃ کلہم نصوا باعتبار رای المأموم
فلو کان معنی قول الفقہاء ان العبرۃ برأی الامام فقط لکنا قضوا النقص وقد صرح ا
لسندی ثم الحلبی ثم الطحطاوی بما نصہ اعلم ان بعضہم فہم من عبارۃ الہدایۃ ان
مذہبہ اعتبار رای الامام فقط والصحیح ان مذہبہ اعتبار رایہما معا اھ فتنبہ ۱۲
قولہ لایجوز) اقول المحتمی فی الکفایۃ فی قولہ انما سنۃ الفجر وانما المؤکدۃ
للسنۃ

قولہ قدر عدم جواز ـ المقصود بہ الاعتراض علی البحر بان المسألۃ لاتدل علی
الوجوب قلت نعم لا بد من الدلالۃ علی ان فی المذہب قولا بالوجوب فان
الفقہاء حین لم یقولا بذلک فی الوتر الا مراعاۃ لقول الوجوب فافہم ۱۲
قولہ قال العارف فی شرحہ علی ہدیۃ ابن العماد ـ النابلسی قدس سرہ القدسی ۱۲
قولہ والدی رحمہ اللہ تعالی ـ سیدی اسمعیل بن عبد الغنی محشی الدرر ۱۲
قولہ لان یتیم لا یصح ـ بالاضافۃ للفاعل ۱۲
قولہ فیہ فتح المعطی وسلم الیہ ـ لعل صوابہ للمعطی ۱۲
قولہ ولا یسجد علیہ ـ لا معطوفۃ علی لا ای وان لم یکن عامدا فلا تفسد مطلقا
ولا یسجد علیہ الفا لسہوہ ہذا ان وقع سلامہ قبل امامہ او معہ حقیقۃ ۱۲
قولہ فانہ بعید احتیاطا ـ اقول اطلق فشمل ما اذا لم یتکلم بعدہ ولا یقال یبنی
لوجود التعلیم من خارج فافہم وحرر واللہ تعالی اعلم ۱۲
قولہ وہو فی القوی لیس بہ ان یحتج بالناس ـ اقول ہاذا ینفعل المسئلۃ تمر بمن
فی الموسم ۱۲ اللہم الا علی جبل منی من فناء مکۃ المکرمۃ وسحقہ ۱۲
قولہ وہذا غیر سدید ـ

اعد لمصالح المصر ولا شک ان منی معدۃ للقرابین وہو من مصالح مکۃ قلنا
قال تعالی ثم محلہا الی البیت العتیق وعلی ہذا الاحتیاج الی حفرہ
الا ان الرحیل اقامۃ الجمعۃ ـ لا للمصر بہا ۱۲
قولہ بینہما اربع فراسخ ـ لعلہ رحمہ اللہ تعالی قال قیل حجۃ فلیس بینہما الا فرسخ ۱۲
قولہ وہو خلاف المنصوص علیہ ـ اقول عللہ فی الہدایۃ بتعلیلین الاول ماذکر
والثانی ما عومتم علیہ حیث قال بعدہ والحذور قد لقیتدی بہ غیرہ اھ ولا
نحرر فی تعلیل المسألۃ علی کل من القولین علی ان قول التوحید الفنا قول
قوی فی المذہب کما نظیر مما علتف علی رد المحتار فالاعتراض بمثل ہذا علی مثل
ہذا الامام من مثل ہذا الفاضل العلام مما یفضی الی العجب وقد تبع فیہ الفتح و
لکن الفتح انما اقتصر علی بحر ان ہذا الوجہ مبنی علی قول التوحد قال وعلی الروایۃ
المختارۃ عند السرخسی وغیرہ من جواز تعددہ فوجہ انکارہا تیطرق
ولم یذکر ما ذکر ہذا البحر فہو لیس
قولہ کذا فی السراج الوہاج ـ وکذا نقلہ فی الرحمانیۃ عن المصطفی عن العیون ۱۲
قولہ اعلی جراالان ـ اقول ہذا عجیب فیکون المنع ان النہی عن الامر بالمعروف
من اتیان السنۃ بل جران محذوف فلم معناہ من الامرای ان ہذا المنع کائن
من الامر بمعروف فکیف بما وانہ ۱۲
قولہ فی الخلاصۃ وانما عبارۃ ما یحرم فی الصلاۃ ـ اقول عن الخلاصۃ وغیرہا علاء
سفا لیقۃ فی کون بعض المزد فیہا وبعضہ فی غیرہا علاء ان قول الخلاصۃ او کلاما
آخر لیشمل التسبیح ۱۲
قولہ واذا انزل قبل ان یکبر واذا جلس عند الثانی ـ الے ابن نجیم ما فی البدائع
ملتقطا بالمعنی وما بعدہ لیس فیہا ۱۲

قوله وذكر الشارح ان الاجود الالتفات اھ - اقول رحمك الله انما قال ہذا في مسألة الثاني من الخطيب حال الخطبة ۱۲

قوله كما صرح به في الخلاصة وغيرها - ولو شمل حال الخطبة فكراہة الكلام عندها لا تختص بقول الامام ۱۲

قوله والنظر في كتب الفقه - آخر فصل القراءة ص ۳۳۱ ۱۲

قوله وعن ابي يوسف - ہذا ما قال الزيلعي ۱۲

قوله يفتتح الحديث - يسمى الله بل على قول الكل كما قال آنفا عليهم اي قراءة الحديث فانها قبل الخطبة ۱۲

قوله ولان ذكر الله تعالى اذا قصد به - اقول ہذا الذي ذكر الامام ابن الهمام عن قوله اذ لا يمنع ام لم ينقله من قبل نفسه بل ہو نص امام المذہب رضي الله تعالى عنه كما في البدائع وغيرها كما في رد المحتار ولو استحضر العلامة صاحب البحر ہذا لم يقدح على ما اقدم ۱۲

قوله ان يأكل - لعل صوابه لا يأكل ۱۲

قوله وہو يعطي نفي الندبة - اي استحباب الترك ۱۲

قوله وہو يقتضي ترجيح قولهما - اقول التردد باستعارض وانتفاء الترجيح وجود دليلين وقولين كما حققه المحقق نقلا عن شيخ الاسلام في مسألة سور الحمار وفي مسألة قسمة الغنائم قبل الاحراز فلا مساس لهذا بما ہنا ۱۲

قوله ان العبرة بقوة الدليل - اقول ہذا الذي يدعي المحقق ان الاقوى من حيث الدليل قوله لا قولهما ۱۲

قوله وبه اندفع ما ذكره في فتح القدير - قد علمت ان لا اندفاع ۱۲

قوله الا ان يراد بالواجب المذكور - استثناء من قوله وہو يقتضي ترجيح قولهما ۱۲

قوله الفرض ويلتزم - اقول ہذا خلاف قضية كلامهم وراجع الوثيقة المحمدية من بحث البدعة فان له ہہنا كلاما فيما ۱۲

قوله او زوجته او امته بغير ثوب - اقول اي ان لم تجد ماء والا فالزوجة تغسله اذا كانت في عدته من رجعي على تفاصيل في الخانية وسيذكره قبيل سطرين ۱۲

قوله ان معناه والله اعلم انه وعاكم - ذكر الامام النووي الاجماع عليه في شرح المهذب نقله في مرقاة الصعود ۱۲

شلبي

قوله يتوقف على اثبات ذلك - اقول ہو ظاہر غني عن الاثبات فان الولي الاحق ہو النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مطلقا فلم يكن لاحد ولاية الصلاة الا باذنه وقد حققنا في فتاوانا والولاية بالقرابة انما ہو بالارث ولا يورث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلا ولاية الا لابي بكر رضي الله تعالى عنه فافہم ۱۲

شلبي

قوله فيه نظر لجواز كونه - اقول فيه نظر فان التحقيق ان حضور المسجد واجب وتركه من دون عذر مكروه كراہة تحريم فحتى لا صلاة لجار المسجد نفي الكمال لوجود النقص والخلل وذلك بكراہة التحريم وہو المراد ہنا ولم يعهد من الشرع نفي اصل الفعل لمجرد ترك اولى فهذا الذي ابداه جوازا ہو المراد جزما وبه يتم ترجيح كراہة التحريم ۱۲

قوله لحضور الجماعة في المساجد - اقول الفتوى على كراہته مطلقا ولو عجوزا ولو ليلا فكذا زيارة القبور بل اولى ۱۲

قوله فافطر فانها تسقط لان الاصل - بخلاف ما اذا افطر مسافرا فانها لا تسقط ولو سافر بالاكراه ۱۲

قوله في الاستيناف فانه اذا فسد مع عدم القصد - اقول قدم الشارح العلامة في صدر ہذه الصفحة عن الامام الصدر الشهيد عدم الفطر به وہو الموافق لما اختار الولوالجي في الاذن فاذن لا ورود عليه ۱۲

قوله فی نسخة الخانیة کما ذکرہ المؤلف - اقول الذی فی نسخ الخانیة الثلث التی عندی علی الصواب ولفظہا عمة العمة لاب وام اولاب کذلک واما عمة العمة لام لاتحرم اھ ۱۲

قوله فقال لایکون رضا - لفظ الخانیة قال بعضہم سکوتہا لایکون رضا وقال بعضہم فی قول ابی حنیفة یکون رضا اھ ثم ذکر التعلیل علی قوله والفرق بین الاب والجد وغیرہما والتعلیل دلیل الترجیح وعبرانه قدم الاول وتقدیمه دلیل التقدیم وبقیة الکلام فی فتاوٰنا ۱۲ اقول الجواب بعین السؤال فانکم اذا شرطتم لصحة الاستئذان ذکر المہر ولم یذکر لم یصح الاستئذان فلم یکن السکوت اذنا فاین الرضا واین ما رضیت به واذا جعلتموہ رضا بالنکاح بلا تسمیة فقد صححتم الاستئذان بلا ذکر مہر فہو رجوع عن القول لاتوجیه له وبالله التوفیق ۱۲

قوله لبعضہم بانه غیر وارد - ہو العلامة ط فی حواشی الدر ۱۲

قوله ای التی ذکرہا اصحاب الفتاوی - قضیة نقل الخیریة ان الاشارة الی ہذہ والی مسالة تزویج المعروف بسوء الاختیار من غیر کفو او بغبن فاحش صحیحا فانه نقل عبارة البحر فذکر الی قوله مما لاینبغی وعقبه بنقل قوله وقد وقع فی اکثر الفتاوی فی ہذہ المسالة ان النکاح باطل اھ فلیحرر ۱۲ ومن تامل سیاق کلام البحر وسباقه القدح فی ذہنه ان الوجه مع المحشی وان الاشارة لیست الا الی القریبة فافہم ۱۲

قوله ان الشرط الاول عندہ - یفیدان المراد الاول بالتقدم ذکرہ عند الاشتراط کما افادہ بقوله وکذا ان قدم شرط الالفین قد یما یؤیدہ ما نقل العلامة الشلبی فی حاشیة التبیین عن العلامة الاتقانی ما نصه ولابی حنیفة ان الشرط الاول قد صح لعدم الجہالة فیه فتعلق العقد به ثم لم یصح الشرط الثانی لان الجہالة نشأت

قوله وکم من شیء یکرہ فی الصلاة المکتوبة دون النافلة لسعة الامر فی النوافل ۱۲

قوله قلت ویمکن حمل ما مر من جانب الفتاوی - اقول بل ہو المراد المتعین والدلیل علیه قول السراجیة رجل قال لله علی ان اصوم ابدا فضعف عن صومه لاشتغاله بالمعیشة کان ان یفطر فیطعم لکل یوم نصف صاع من الحنطة اھ من باب ما یکون عذرا فی الافطار ۱۲

قوله وان کان المخبر واحدا علیه الکفارة - اقول ہکذا بالاولی اذا اخبرہ واحد بالغروب فافطر بناء علی اخبارہ من دون التحری ۱۲

قوله نقلا عن قاضیخان ان الوضوء اخیر - وقدم الرملی ثمه ان الظاہر ترجیح ما فی الخانیة ۱۲

قوله من جانب الغربی بینه - صوابه الشمالی ۱۲

قوله من الائمة المجتہدین اھ - اقول ہذا ظاہر مستبین ولن یجمع الله ہذہ الامة علی ضلالة ابدا ولله الحمد ۱۲

قوله ولو بعث القارن بثمن ہدیین - ای عن ربه عز وجل وہذا کما تقول قال الله تعالی واجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم ای قال تعالی حاکیا عن عبدہ یوسف صلوات الله تعالی وسلامه علیه ۱۲

قوله الاشتمال وکذا لو ادخل منکبیه - اقول لعل صوابه فی المواضع الثلثة الاستمساک فان الاشتمال حاصل فیہا ویدلک علیه کلام الفتح المأخوذ منه ما ہنا حیث علل بعدم الاستمساک بنفسه راجعه ص ۳۴۹ ۱۲ ثم الله تعالی الہم جواب عنه ذکرته علی ہامش ش ص ۲۰۰ ۱۲

قوله ثم قال شمس الائمة رحمه الله - لابد من قال آخر ای قال قاضی خان قال شمس الائمة ای السرخسی کما فی الخانیة ولابد من ذکرہ لذکر الحلوانی ایضا ۱۲

منه ولم يفسد النكاح لان الشرط الفاسد لا يؤثر في النكاح فلما خالف الشرط الاول
وجب لها مهر المثل لان في الملك الشرط نفعا اھ وحط كلام العلامة الشامي ان
المعتبر شرط الاقل فان وجد لزم الاقل والا فمهر المثل فليتأمل ۱۲

قوله في بعض النسخ - يؤيده قوله اثر النسخ عليه ما يأتي في الكتاب اشارة الى
بعض ما هنا في الصحيفة الآتية ۱۲

قوله وفيه مسامحة لفساد الخلوة - اقول بل لا يصح على الاستحسان فان الخلوة
الفاسدة ايضا توجب العدة في النكاح الصحيح على ما هو الاستحسان بخلاف النكاح
الفاسد فلا عدة فيه الا بعد الوطء ۱۲

قوله فظاهره انهما لا يحدان وان النسب - اقول استظهار على خلاف المنقول
ومبناه ان الفاسد في كلام المحيط مقابل الباطل ولا دليل عليه بل العامة
على انه لا فرق بينهما في النكاح وقال في الدر في مهم الفتاوى نكح كافر مسلمة فولدت
منه لا يثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نكاح باطل اھ فهذا هو الحق ۱۲

منحة الخالق

قوله ان ضربتك فامرك - لفظه اگر ترا بزنم بائے خود کشادہ کن ۱۲

قوله وهو الملك ومر مثلها - بناء على ان النكاح الفاسد لا ملك فيه ۱۲

قوله وزاد على ما هنا ونصه حيل امرها - اقول كل ما ذكرنا عن البزازية مذكور بنحوه
في جامع الفصولين ص ۱۲

قوله قال الرملي الذي يظهر ببادي الرأي - بينها في فتاواه ان الوجه مع البحر وان
لا مساس بالمقام لما ذكر الرملي ولا الشامي فراجعه فانه يحمد اليه نفيس ۱۲
ولكن الحاق الولي بحث من ابن وهبان وقد نظر فيه ابن الشحنة واقره الشر
نبلالي في شرحها ۱۲

قوله والا كان يرد عليه ايضا - اي الورود بعد حيل ما ان في قوله

اسلم زوج الكتابية الخ استثناء من هذا ۱۲

بحرالرائق

قوله ولنظر فيه بعض الفضلاء رحمهم - هو ابو السيد ابي السعود محشي الكنز سيدي علي ۱۲

قوله لما علمت من ضياع القيد حينئذ - اقول وهو له من قدم بنا في الاصول
ان لا حجة في المفهوم وماذا تقولون في قوله تعالى وربائبكم اللاتي في حجوركم
وقوله تعالى فكاتبوهم ان علمتم فيهم خيرا الى غير ذلك ۱۲

منحة الخالق

قوله فالترديد غير ظاهر - اقول للعم الرضاعي ثلث صور الاخ الرضاعي للاب النسبي و
هذا ما فهمتم والاخ النسبي للاب الرضاعي والاخ الرضاعي للاب الرضاعي ففي الثانية
مثلا اذا كان الاخ اخا الاب الرضاعي لابيه وامه اولامه فامه النسبية جدته
رضاعا فلا تنافيه ايضا ام ابيه الرضاعي واذا كان اخاه لابيه فامه النسبية موطوءة
جده الرضاعي فالترديد ظاهر ۱۲

قوله ليس قيدا فلا يفيد ما ذكر فالاولى التنبيه - اقول ليس قيد الزواج السيد ولا يلزم
منه ان لا يكون قيدا لاخراج الحرام فالمراد بالزوج الحلال فيدخل السيد
ويخرج الزاني ۱۲

قوله من قول صاحب المبسوط - قلت لكن مراد صاحب المبسوط بقوله كالجد والخ
اي مع الشبهات اھ شامي ص ۲۷۶ ۱۲

بحرالرائق

قوله وان علقه بالمجيء اليها فوصل الى ابيها - راجع الخانية والهندية ففيهما تقييده
لا بد منه لهذه المسألة ۱۲

قوله لا يقع كان واقعا - ليست هذه اللفظة في نسخة الخانية التي عندي وانما
فيها في تلك الحالة كان واقعا ۱۲

قوله كما في الخانية - لو قيل لرجل اطلقت امرأتك فقال عدها مطلقة او
احسبها مطلقة لا تطلق امرأته اھ خانية قال لها احسبي انك طالق لا يقع

وان نوی اھ خانیہ ملخصا ۱۲

منحۃ الخالق

قولہ ولا الام منہ لیکون کنایۃ لیس بمجاز فیہ - لعل صواب العبارۃ بلا لفظ و فیہ لم ولا الام منہ لیکون کنایۃ ولیس بمجاز فیہ ۱۲ اقول وبقیت رابعۃ وہو ان یکون مقتضیا للطلاق کما عتدی واستبری رحمک اما مطلقا کما فی البحر او فی المدخولۃ خاصۃ علی رای المحقق بل وخامسۃ وہی الاضمار کما فی انت واحدۃ فہذہ خمس ولا طلاق فیما وراء ذلک فلیحفظ ۱۲

قولہ فتدبر (قولہ فلا یتجاوز الواحدۃ) اقول تدبرنا فوجدنا کلام البحر لا غبار علیہ فان الاقتضاء والاضمار بینہما عموم من وجہ ینفرد الاول فی نحو قولہ تعالی حرمت علیکم امہاتکم والثانی فی مثل قولہ تعالی وان احد من المشرکین استجارک ویجتمعان فی مثل قولہ عزوجل واسئل القریۃ ان لم یجعل من المجاز وذلک لان المضمر اذا کان مما یحتاج الیہ لتصحیح الکلام فہو مضمر ومقتضی وما نحن فیہ کذلک فلا غبار فی اطلاق الاقتضاء علی ہذا الاضمار ویرشدک الی ہذا ما یاتی للبحر بعد عدۃ اسطر من قول الاطلاق فی ہذہ الالفاظ الثلثۃ یقتضی مع قولہ وزاد کان مضمرا الخ فانظر کیف جعلہ مقتضی ومضمرا اما المقابلۃ فی کلام التلویح فلیس مطمح النظر فیہا تقابلہما فان کلا تقریرین صحیح علی کلتا صورتی الاضمار والاقتضاء وانما النظر فیہ الی جعلہ مجازا فی حق غیر المدخولۃ علی الاول دون الآخر او تقول علی تفرقۃ التاویل فی حق المدخولۃ وغیرہا والتسویۃ فافہم واللہ سبحانہ وتعالی اعلم ۱۲

بحر الرائق

قولہ واما انت واحدۃ فیحتمل - اقول انت تعلم ان التقریر الثانی جار فیہا ایضا فلا وجوب ۱۲

قولہ وہو ظاہر فی الاولین - لان المقدر فیہا صیغۃ ...

قولہ فالمصدر وان کان مذکورا بذکر صفتہ - الذی ہو صالح لنیۃ الثلث دون الجزء المحض ۱۲

قولہ علی الواحدۃ فیصح - ای عدم صحۃ نیۃ الکبری ۱۲

قولہ رفعا ونصبا فیحتاجون الی الفرق - وہو ظاہرہ وجوب الدرہم کملا ۱۲

قولہ مقتضی او مضمرا - وہو ظاہرہ وجوب الدرہم الا دانقا ۱۲

قولہ علی ما فی المحیط لست لی بامرأۃ - اقول الی ہنا انتہت الامثلۃ وما بعدہا فروع علیحدۃ فان الاولین لا ذکر فیہما للطلاق والثالث یقع بہ البائن مع ذکر الطلاق فلا یرد ما اورد علیہ العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالی بل الحق ان الذکر المراد بہ الاعم من الملفوظ والمضمر والمقتضی ولست لی بامرأۃ واخواتہا علی جہۃ الاقتضاء او الاضمار ای لانی طلقتک ۱۲

قولہ بہم لان الصریح - لعلہ بہم ای فی کردم ۱۲

قولہ انت اجنبیۃ - خلاف صرت اجنبیۃ حیث ینبغی الوقوع اذا نوی کما لو قال لست امرأتی لا یقع ولو قال صرت غیر امرأتی وقع تأمل وراجع فان فی مسألۃ با مرأتی لست خلافا وتصحیحا کما علمتہا ۱۲

قولہ کلا من المذاکرۃ والغضب - اقول انت تعلم ان ما صلح ردا فہو بنفس صلوحہ ذاک مثبت لقبول دعواہ عدم ارادۃ الطلاق ولا یحتاج فی ذلک الی مذاکرۃ او غضب فانہ اذا ثبت فی جمیع الاحوال علم انہ لا یستند الی خصوص حال ۱۲

قولہ فی حالۃ الغضب - لا فی حالۃ المذاکرۃ لانہا لا تصلح ردا کما سیاتی عن الخانیۃ ۱۲

قولہ عند ابی یوسف بما یصلح للجواب - فلا لا یصدق فی المذاکرۃ کذا فی الغضب ۱۲

قولہ فقط وہی اعتدی واختاری وامرک - اقول بحمد اللہ بمراجعۃ کتابات الخانیۃ ان صلاحیۃ الشتم غیر معتبرۃ فی شیء من الالفاظ عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی فکل ما صلح للسب فہو عندہ کالصالح للجواب فقط ومذہب الامام ہو الذی اطبقت علیہ المتون وقد صرح ابو یوسف فی الاملاء فی ہذہ الخمسۃ انہ لا یصدق فی

حالة الغضب والمذاكرة وعند الامام خلافا له راجع الخانية ١٢

قوله ولم يتعرض له - بلى قد تعرض له فانظر ج ٦ ١٢

قوله يقع بها حال الغضب - تصلح جوابا لا سبا لا له ردا ١٢

قوله او بنت منك - يصلح جوابا لا ردا ولا سبا ١٢

قوله او سيبتك - الذى فى الخانية سيبتك ١٢

قوله او انت بائنة - الذى فى نسختى الخانية سائبة ١٢

قوله وظاهره انه لا اعتبار بنية الطلاق فى الكنايات البوائن - اقول فى هذا الظهور خفاء فان الامام الشافعى رضى الله تعالى عنه يقول ان الواقع بالكنايات رجعى لانها كنايات عن الطلاق ولذا يشترط فيها نية الطلاق وينقص بها عدده فاذا نوى بانت بائن الطلاق فكانه قال انت طالق فيكون رجعيا فاجاب عنه فى الهداية بانها ليست كنايات عن الطلاق بل عوامل بحقائقها لان معناه مثل انت بائن معلوم وهو قطع الوصلة غير ان الخفاء فى المتعلق اى وصلة النكاح او غيره فاذا نوى الاول فقد نوى حقيقة كلامه وكان معناه قطعت وصلة النكاح التى معنيا لاشتراط نية تعيين احد نوعى البينونة اى ان ينوى قطع وصلة النكاح باحدى البينونتين ولا اشتراط ان ينوى الطلاق فانه اذا نوى قطع النكاح بانت وان لم ينو الطلاق ثم الطلاق يثبت لزوما واقتضاء لانقطاع النكاح من دون الفسخ لا يكون الا به ولاجل هذا ينقص عدد الطلاق هذا معنى كلام الهداية واين فيه انه لا اعتبار لنية الطلاق حتى لو قال انت بائن ناويا به الطلاق لم تطلق مالم ينو الابانة بل حقق انهما هنا متلازمان فكلما ابان فقد طلق وكلما طلق بها لقيد الا بانه فقد ابان وانما اراد الشيخ ان انت بائن بمعنى قطعت وصلة النكاح لا بمعنى انت طالق حتى يكون رجعيا كما يقول الامام المطلبى رضى الله تعالى عنه وهذا

ما ظهر لى والله تعالى اعلم ١٢ وليس المراد بقوله تعيين احد النوعين انه شرط بحيث لو لم تعين احدهما لغا الا ترى الى قوله بعد وعند عدم النية يثبت الادنى فالمراد ما ذكرنا ان الشرط انه تعيين المتعلق اى ينوى البينونة من النكاح لا من حبر المرش ١٢

قوله وقوله صدقت فى جواب - كذا فى الهندية عن الخانية ١٢

قوله كما فى البدائع - اقول والعجب ان الهندية تنقل عن البدائع مثل ما ياتى عن المحيط فى مسئلة السوال حيث قال لو قال لامرأته لست لى بامرأة فقال لا فان قال اردت به الكذب يصدق فى الرضاء والغضب جميعا ولا يقع الطلاق وان قال نويت الطلاق يقع فى قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى وان قال لم اتزوجك ونوى الطلاق لا يقع بالاجماع بدائع ١٢

قوله ففى هذه الالفاظ - الخيرية الاخيرة ١٢

قوله ان نفى النكاح اصلا لا يكون طلاقا - اى ما تعين له كلم اتزوجك اولم يكن بينيا نكاح ١٢

قوله بل يكون جحودا - فانه يقع عند الامام اذا نوى ١٢

قوله اذا نوى - عند الامام كما هو ظاهر وكذا عندهما ايضا فيما يظهر فانهم لم يقيدوا مسألة ٣٤ لم يبق نكاح بينيا بقول الامام وحده ١٢

قوله وما عداه فالصحيح - ومنه لا نكاح بينيا حيث يحتمل الجحود والنفى فى الحال ١٢

قوله لكونه من الكنايات - اى ما تعين له كقوله لم يبق بيننا نكاح ١٢

قوله بهذه الكناية رجعى - فيه هنا لا تكفى دلالة الحال ١٢

قوله لو قال ما انت لى بزوجة - لانه يصلح للرد او والشتم ايضا ١٢

قوله لقيام القرينة المتقدمة على انه - كالخانية التى لا يصلح ردا ولا شتما ١٢

ص٤٥ قوله قال سم اجاب بيمين من تصدى — صوابه صح بالصاد كما فى جامع الفصولين وهو رمز فصول العمادى والمراد عماد الدين صاحب الفصول ١٢

قوله وقد بحث فيه فى جامع الفصولين — اقول انما بحث فى الدليل وقرر الحكم بوجه آخر راجعه ص٣٦ ١٢

منحة الخالق ص٤٥ قوله تعليق الطلاق — سيأتى آخر ص٣٦ ان صح التوكيل بالطلاق معنى التعليق من وجه لا من وجه آخر ١٢

قوله الا ان يجاب بان هذا — اقول كلا كيف لا ينافى اذا سلم انه تعليق و انما الجواب ما اشترط اليه انه توكيل من وجه وتعليق من وجه فلاجل الاول اشترط العقل ابتداء ولاجل الثانى لغى طلاقه فى السكر او نقول صحته فى سكره لان التوكيل لقيام مقام الموكل ولو طلق هو فى سكره وقع فكذا نائبه ١٢

بحر الرائق ص٣٦ قوله ولذا قال فى عمدة الفتاوى — اقول ليس محل لذا بل محل لكن كما لا يخفى ١٢

ص٣٦ قوله والتعريف بالاسم والنسب كالتعريف — اى ولا يكون الا فى الغائب فان تعريف الحاضر بالاشارة ١٢

قوله بالاشارة فلو قال فلانة بنت فلان فلا بد من صريح الشرط ولا يكفى معناه ١٢

ص٣٦ قوله والجواب ان تعريف الحاضر بالاشارة والغائب — حاصل الجواب ما قدمناه ان هذا ليس تعريفا بالاسم لانه لا يكون الا فى الغائب ١٢

ص٣٦ قوله لو قال سكران لآخر ان لم اكن عبدا لك فامرأته — اقول فرض المسألة فى السكران لانه لا يفيد منه ارادة حقيقة الرق اما غيره فالظاهر انه لا يريد الا المجاز فاذا لم يقع منه فمن غيره اولى ١٢

ص٣٦ قوله بخلاف النكاح — لعدم المساودة فيه ١٢

قوله ليس بقبول على الصحيح المختار — بل ايجاب يحتاج الى قبول الزوج لان قول الزوج كان مساومة الا اذا اراد به التحقيق فيكون ايجابا وقولها قبولا ١٢

ص٣٦ قوله فى البزازية وان كان جاء يحيران الحرمة يثبت فى حقها فلا يحل لها التمكين قال فى البزازية القياس الاستحسان شهد عندها عدلان ان زوجها طلقها ثلثا يثبت حرمته فى حقها بلا حكم اھ ١٢

قوله وفى البزازية — فى الفصل التاسع عن الطلاق فى الحظر والاباحة ١٢

ص٣٦ قوله وبه يفتى لانه زنا — مثله فى البزازية ١٢

ص٣٦ قوله حل لها التزوج من غير تفريق ونحوه — اقول لم يجزم به بل نقله عن فتح القدير بحثا وجعله خلاف الظاهر من كلامهم ثم بحث الفتح مبنى على قياس نقل عن الكتابى قدمه الشارح فى الخلوة ص١٢٦ وجعله الفتح خلاف ظاهر كلامهم فكيف يجزم به بناء وتحيله على ما تقدم ١٢

ص٣٦ قوله من وقت النكاح الثانى وفى البدائع — لم اره فيها ص٢١٥ ولا نقله فى الذخيرة عنها ص٣٠٥ بل هذا التنسيق متروك فيها كما هو متروك فى الخانية ولذا احتاج البحر فيه الى البحث كما مر ص١٥ وقد وافق بحثه نص الامام الحاكم الشهيد فى النكاح كما ذكر المحشى نعم ١٢

قوله انه للثانى والنكاح جائز — هذا فى البدائع فيما اذا جاءت به لاكثر من ستين منه طلقها الاولى او مات وللستة اشهد تزوجها الثانى فاشتبه عليه كما شهد به سلسلة الكلام المذكور فى البدائع والمنقول فى هذا الكتاب ١٢

قوله لان اقدامها على التزوج — قال فى البزازية من نوع فى المحلل الاقدام على النكاح اقرار بمضى العدة لان العدة حق الاول والنكاح حق الثانى ولا يجتمعان وذلك الاقدام على النفى بخلاف المطلقة — قلنا اذا تزوجت بالاول بعد مدة ثم قالت تزوجت بك قبل نكاح الثانى حيث لا يكون اقدامها دليلا على اصابة الثانى

والنکاح اھ ۱۲ وفی البدائع فصل فی بیان ما یعرف به انقضاء العدة جملة
نوعین قولا وفعلا وبین القول ثم قال اما الفعل فنحو ان تتزوج بزوج آخر بعد
ما مضت مدة تنقضی فی مثلها العدة حتی لو قالت لم تنقض عدتی لم تصدق لا
فی حق الزوج الاول ولا فی حق الزوج الثانی جائز لان اقدامها علی التزوج
بعد مضی مدة تحتمل الانقضاء فی مثلها دلیل الانقضاء والله تعالی الموفق اھ اقول
ولا یمشی فیما ذکره البحر لانه مفروض فیما اتت به لاقل من سنتین منذ طلق الاول
وستة اشهر فصاعدا انه تزوجها الثانی فیمکن ان تاتی به لستة اشهر منذ طلقت
فلا یکون من طلاقها ونکاحها الا ستة اشهر ولا یمکن انقضاء العدة فیه نعم یصح
فیما ذکره فیه بلا شک لو ان تاتی به لاکثر من سنتین منذ طلقت وستة اشهر
فصاعدا وتزوجت فظهر ولله الحمد انه سبق النظر من صورة الی اخری ۱۲

قوله عشرة دراهم — لان الواجب فیه رد الخلع ۱۲

قوله شفقة علیهن — اقول ای شفقة علیهن الی التکفیل اذ الکان الاسقاط
بیده انما التکفیل لاجل الاشتیاق وهل هو الا اخذ التکفیل علی ان لا
یطلقها بخلاف الموت فافهم ۱۲

منحة الخالق

قوله دون الطلاق فیحکم بلا ریب — اقول اراد رحمه الله ان الموت عارض
سماوی لیس بیده بخلاف الطلاق فانقطع الوثوق وطاحت دعوی الحکم ۱۲

قوله بمعنی جمیع — اقول المعنی ان یبطل الجمیع قضیة موجبة لا سالبة وفیه
اسناد البطلان لکل شیٔ لتصدق الموجبة الکلیة ولا یفید کون البطلان
فی قوة السلب کقوله تعالی کل من علیها فان فان کل احد یعلم ان
فیه اسناد الفناء الی کل مردود بخلاف قول البدائع لا یرد به من
سائر القوة فانها قضیة سالبة وقد سلب جوازه عن الجمیع

فتصدق مجهولها عن البعض وهذا ظاهر ۱۲

قوله الظاهر ان المراد بها فتاوی سراج الدین — اقول جزم بهذا الظاهر فی النهر
بلا ریبة حیث عبارة البحر بالمعنی وابدل قوله کما فی الفتاوی سراج الدین
قاری الهدایة وکتب بعده اھ علامة لا انتهاء کلام البحر ۱۲

قوله قال فی الذخیرة لو کان للاب — لا یخیر فی الانثی الا الفقر حتی قلت صرح
فی الفتح ان الاب لیس له ان یحمل بناته علی کسب بل یجب علیه الانفاق ۱۲

قوله اهل الغفلة کذا فی المجتبی — الظاهر انه اهل الملة ای اهل الاسلام ثم رایت
المحشی ذکر انه اهل القبلة ۱۲

بحر الرائق

قوله — اقول لعله والله تعالی اعلم ان هذا فی
النائم او الاول فی الغفلان فانه اذا نزع من المستیقظ ما علیه لم یکن اخذه
خفیة فلم یکن سرقة بل اختلاسا بخلاف النائم ۱۲

قوله وهو عجیب منه — اقول لا عجب فان هناک صورتین الاولی سبیناهم وعجزنا
عن حملهم الی دار الاسلام وهم فی ارض عامرة والثانیة ان وقع ذلک وهم فی
ارض غامرة فمنع الثانیة نترکهم ثمه ضرورة غیر قاصدین اهلاکهم بالجوع والعطش
وفی الاولی نترکهم حیث کانوا ولا نخرجهم الی ارض خربة لیموتوا جوعا وعطشا کما
هو مقتضی الدرایة المحیط ۱۲

قوله وکذا ابو اسحق حیث یتعلق — صوابه اخف ای من الحلف حیث یتعلق بنفس
الخارج والخراج بالتمکن ۱۲

قوله وقد اطال المحقق — والحلبی هنا الفاضل المحقق ۱۲

قوله لکن اتباعنا للمذهب واجب — وائمتنا کانوا اخشی واتقی منا واصدق
حالا بالله ورسوله صلی الله تعالی علیه وسلم ۱۲

قولہ آخر الانبیاء عند البعض — النقل عن البعض لا یوجب ان یکون الحکم عند البعض فقط وکلامہ فی الاشباہ اشبہ بالحق لا بل ہو الحق حیث یقول اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ فی الضروریات ۱۲

قولہ وہو خطاء ویکفر بقولہ — کلا بل ہو الحق ولیس من لا یعلم حجۃ علی من یعلم ۱۲

قولہ لم یذکر ما لو اشترطاہ للقاعد — اقول اطلاقہم یشمل ہذا ایضا فکیف یقال لم یذکر ۱۲ وبالجملۃ کلام المحشی رحمہ اللہ تعالی ما لو فی ہذا المحل غیر محرر ۱۲

قولہ عدم الجواز من قول المحیط — اقول وباللہ التوفیق لعل المراد بالکثرۃ والقلۃ النسبۃ بین حصصہما من الربح بل بین الربح ورأس المال فمن شرطہ الربح اکثر مما یقتضیہ رأس مالہ فہو الاکثر ربحا وان کان اقل عددا کصاحب ثلث جعل لہ خمسۃ اجزاء من اثنی عشر جزءا من الربح وسبعۃ لصاحب الثلثین فصاحب الثلث ہو الاکثر ربحا وذلک لان الاصل کون الربح علی قدر رأس المال فاذا زاد فتلک الزیادۃ ہی المحتاجۃ الی سبب لا التفاضل بین الشریکین فعلم ان العامل ہہنا ہو الاکثر ربحا لان مالہ العشر وقد جعل لہ الثلث وذلک بازاء عملہ فیجوز بالاتفاق وللہ الحمد علی التوفیق ۱۲

قولہ بحسب الربح مع تبعہ فی العمل — لا بل ثلث الربح علی الشرط کما علمت فلا اجحاف ۱۲

قولہ کان جائزا وان شرطا ان یکون الربح — ان کون الربح علی قدر رأس المال ہو الاصل ولا تکون عبرۃ الی عمل الا شیٔ لان مقابلۃ العمل شیٔ انما تجب فی المضاربۃ او الاجارۃ وہذا شرکۃ لا تحتاج الیہا ان جاز فیہما ما شرطا ۱۲

قولہ تامل ہذا وقد ذکر الشارح الزیلعی — اقول ہذا الکلام مبنی علی ما فہم ولیس الامر کذلک لما علمت ولا منافاۃ بین کلامی المحیط والاصل اصلا وللہ الحمد ۱۲

قولہ فی ان اشتراط العمل علی الاکثر — اقول لا ذکر فیہ للاشتراط اصلا فضلا عن کونہ صریحا فیہ ۱۲

قولہ ما لا جائز وہو مخالف — اقول لا خلاف کما افادہ فی رد المحتار من الشرکۃ ص ۳۳۵ وذلک لان کلام الاصل فی شرط العمل وکلام الزیلعی وحیث لم یشرط ۱۲

قولہ فہذا باطلاقہ — اقول نعم یشمل الجمیع بحکم مساواۃ الشرط المذکور ولا یلزم منہ جواز شرط الربح لضعیفین مطلقا ولو شرط العمل علی الاکثر ما ہ ۱۲

قولہ یصح ذلک سواء عملا — نعم یصح اذا لم یشرط التفاوت فی العمل وجعل الاقل للاکثر عملا ۱۲

قولہ او عمل احدہما متبرعا — ای یکون الحکم عند ذلک کذا ۱۲

قولہ علی ما اذا شرطاہ علیہما — لیس کذا بل لا شرط فیہ للعمل علی احد کما افادہ فی رد المحتار نعم یصح ہذا ایضا توفیقا ان لم یشرط الاکثر للاقل بالشرط ۱۲

قولہ الا ما ذکرناہ عن الاسعاف فی الساد وستہ — فانہ لم یجوز شراء الدہن والحصیر والخطے للمسجد بما وقف علیہ لبنائہ لانہا لیست من بنائہ وقد قدم التحریۃ عن الخانیۃ ان ما وقف علی المسجد للدہن لا یصرف غلتہ الی غیر الدہن وکل الثان ہہنا ما بنیاہ علے ما فی رد المحتار ص ۳۵۵ ۱۲

قولہ ولو اتفق الشرطین من الواقفین — اقول کان المراد واللہ تعالی اعلم ان یکونا جمیعا وقفا لمصالح المسجد مطلقا من دون تخصیص وجہ اصلا حتی یعم اصلاح او ما فیہ فاذن یکون المعنی بجمعہما ولا یلزم خلاف شرط احدہما بخلاف ما اذا عیناجہۃ لا تشمل اصلاح او غاف المسجد فکیف یخالف شرط الواقف وکیف یجوز وقف احدہما برای الآخر مع انہ یحتمل ان تنویب الآخر خیانۃ فیحلل بقلۃ رشوۃ لیصرف مالہ الی غرضہ وہذا ان کان بالنظر الی المسجد سواء فلیس بالنظر الی الواقف کذلک

قولہ من اشتری دراہم بدنانیر لایجوز۔ اقول عدم الجواز لایخرجہ عن ا
المرابحۃ فاسدۃ وشروط الصحۃ لاتذکر فی الحد لخروجہا عن الحقیقۃ کما فی البحر ۱۲

قولہ من الدراہم او من الدنانیر۔ اقول بل ہما فی المرابحۃ جنس واحد ۱۲

منحۃ الخالق ۱۲ ؎ قولہ یستلزم مبیعا وکون مقابلہ ثمنا مطلقا فقید۔ معنی العبارۃ خطاء المراد ان
البیع یستلزم مبیعا ومقابلۃ بالثمن المطلق تفید کونہ مبیعا مطلقا کما فی رد المحتار
والنقدان اثمان ۱۲

قولہ فیعقل وقولہ او بمثلہ۔ سقط الجواب عن الثانی ۱۲

بحر الرائق قولہ بما یتعین بعین ما قام علیہ او بمثلہ او برقمہ۔ قولہ بما یتعین ہکذا فی النسخۃ
بالباء وہو مفاد قول المحشی قولہ بما یتعین متعلق بملکہ وقد یؤیدہ ما یاتی للشارح
فی الصفحۃ المقابلۃ فی بیان العوض انہ لابد من التقیید المعین اقول
وہو خطاء ظاہر والا لبطلت المرابحۃ فی جمیع البیوع المطلقۃ لان العوض فیہا یکون
ثمنا لایتعین ولا قائل بہ احد ویرد علیہ عندی ان الباء فی قولہ بما یتعین
من خطاء النساخ وصوابہ مما یتعین ای ما ملکہ حال کونہ مبیعا معینا ویؤیدہ قول
الدر بیع ما ملکہ من العروض ام فجعل العروض بیان ما ملکہ لا انیکون العوض متعینا
فانہ باطل قطعا وحینئذ لایرد علیہ الا فرع ذہب بذہب لفضۃ حیث صرحوا بعدم
جواز المرابحۃ وہو مشتمل باطلاقہ المصوغ المتعین لکن الجواب بان النقدین
وان تعینا مصوغا فیہما شبہۃ عدم التعین لانہا خلقا اثمانا کما فی الہدایۃ والشبہۃ
معتبرۃ فی المرابحۃ لکن ترد علیہ مسألۃ ذہب شری بدراہم او قلب فضۃ
بدینار حیث تجوز المرابحۃ فیہما کما فی الہندیۃ من الصرف فصل المرابحۃ فیہ ۱۲

قولہ حصۃ من الربح۔ لعل صوابہ حصۃ والضمیر الی المضارب اور ب المال ۱۲

قولہ بما یتعین ما لایتعین کما قدمناہ۔ اقول لکن بقی داخلا ما لو اشتری

حلیۃ ذہب بآنیۃ ذہب او بالعکس فان المصوغ مما یتعین مع انہ قد صرح فی
الہندیۃ عن التاتارخانیۃ ان فی شراء ذہب بذہب او فضۃ بفضۃ لاتجوز
المرابحۃ اصلا ویبقی خارجا ما اذا اشتری ذہبا بعشرۃ دراہم فباعہ بربح درہم
فانہ یجوز کما فی الہندیۃ عن الحاوی کلتا المسألتین فی فصل المرابحۃ فی الصرف
لکن ہذا علی ما وقع فی ہذا النسخۃ لفظۃ بما یتعین بالباء وصوابہ عندی
مما یتعین ۱۲

۱۲ ؎ قولہ کما ذکرہ الشارح۔ ممن لاتقبل شہادۃ لہ ۱۲

قولہ للاعتراض عن الصرف فانہ۔ قدمنا آنفا انہ منقوض طردا وعکسا لکن المراد
بالصرف ما فیہ المشتری ثمن نسبی فلایجوز للمشتری ان یبیعہ مرابحۃ لانہ لا
یتعین فلم یثبت ان المبیع فی المرابحۃ ہو المشتری بالبیع الاول کما افادہ فی
الفتح واللہ تعالٰی اعلم ۱۲

۱۲ ؎ قولہ کذا فی البزازیۃ۔ ای من قولہ اذا اشتری لغیرہ کان ما اشتراہ لنفسہ
الی ہنا غیر انہ لیس فیہا لفظ الصحیح ۱۲

قولہ ہذا الفلان بکذا۔ آخر الفصل العاشر فیہ کتاب البیوع ۱۲

۱۲ ؎ قولہ وتعلیق الوصیۃ والوصایۃ جائز اھ۔ اقول کیف تعلیق الوصیۃ مع انہ تملیک
وکانہ اراد الوصیۃ بشرط ولتراجع البزازیۃ ما یاتی ولصریحہ ان الہبۃ یجوز
تعلیقہا بشرط ملائم نحو وہبتک علی ان تقرضنی کذا فقد جعل الہبۃ بشرط
تعلیقا ونقل بعدہ من البزازیۃ الفاظ التعلیق علیہ فہذا ہو المراد ہہنا ۱۲

۱۲ ؎ قولہ اذا کانت کفالۃ۔ صوابہ حوالۃ ۱۲

۱۲ ؎ قولہ ولا یلزمہ بیع الدار اھ۔ اما ان باع لزمہ الاداء من ثمنہا راجع الہندیۃ ۱۲

۱۲ ؎ قولہ وضمانہا انہا لاتملیک الا استخلاف۔ ہذا خطاء الناسخ وصوابہ انہ ای القاضی ۱۲

قوله وكيل القاضي او كاتبه او بعض — الذي في نسخ البزازية ولد القاضي اه والحكم لا يختلف ۱۲

قوله او ارتشى ولده او بعض — اي بعلم القاضي كما مر آنفا ۱۲

قوله لانه لما اخذ المال او ابنه — اي لا ينفذ قضاؤه ۱۲

قوله واصلاح المهم — اقول محل هذا اذا كان مقررا عليه من جهة السلطان بنا جرة يجب عليه بحكم الاجارة فافهم وانظر ما كتبت على ط حـ ۱۲ ۱۲

قوله هو مستحق عليه حد الرشوة اه — اي عن الدين لا صلاح بينه ۱۲

قوله ولا يكتب خلف من لا يصلح له — لا يكتب التصديق على فتوى من ليس باهل لها بل الفرس عليه الخط ونحوه ان قدر ۱۲

قوله وظاهره صحة سلطنة الكافر على المسلمين — اي ولكفى ردا عليه قوله تعالى ولن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا ۱۲

قوله فيه جلوس الخصوم بين يدي القاضي ۱۲

قوله لم يجز لان القاضي له الا اذا كان القاضي ماذونا بالاستخلاف كما في الهندية عن المحيط ۱۲

قوله وفي المضمرات — نقلا عن التهذيب كما نقل عنها الرملي في حاشية جامع الفصولين ۱۲

قوله بجواب القياس المروي — اي في ظاهر الرواية ۱۲

قوله في مجلس القاضي — صوابه ومجلس القاضي ۱۲

قوله عدالة المدعي انه عدو — ان كان اللفظ هكذا ولا سقط فيه فالضمير في المدعي راجع الى الشخص وفي انه للام في المدعي اي عدالة الذي ادعى ذلك الشخص عليه انه عدوه والحاصل عدالة المدعى عليه ۱۲

قوله ترجيح قول محمد — اقول قدم الامام قاضيخان قول ابي يوسف واخر في الهداية دليله فافاد ترجيحه ۱۲

قوله الا في مسئلتين وظاهر ما في الهداية — وقلت رحمك الله فكان ترجيحا لقول

ابي يوسف حيث لم يجعله للوكيل اذا اشترى بمال الموكل قلت قد علمت بان معنى الشراء بحالة الاضافة الى ماله غير ان ابا يوسف يقول بدل النقد من مال الموكل ان النية كانت له قال في الحامدية في شرح قول الهداية المذكور (ولان مع تصادقهما يحتمل) انه كان نوى ولاء ونسيه (وفيما قلنا) تعين تحكيم النقد (حمل حاله على الصلاح) لانه اذا كان النقد من مال الموكل والشراء له كان غصبا كما في حالة التكاذب اه نعلم ان تحكيم النقد داخل في اعتبار النية والاستغراب مثله في ايجاز كلكنز والله تعالى اعلم ۱۲

قوله فمثل هذه الدعوى — اقول محله على تقدير تسليمه ان يسند ادانته الى مدة تثبت عليه الفقر من قبلها استمرارا الا جاز ان يحرب بالفقر والحاجة بعد ما اخرج هذه الاموال من يده ۱۲

قوله فخصم منه المديون — صوابه الدائن ۱۲

قوله وحاصله ان المدعي يدعي — صوابه المدعى عليه او المراد مدعي الرد وهو بعيد ۱۲

قوله وفي القنية ليس للقاضي ان يحيح ذي اليد — ليس للقاضي منع ذي اليد عن التصرف في الضيعة وان طلبه المدعي ۱۲

قوله وحضرها في المصر لصفة المرض — اي لا يستحلف اذا قال لي بينة حاضرة في المصر مرض ۱۲

قوله ولان بين سببا صالحا — اي والحال يصح له اي للحمل ان بين الخ ۱۲

قوله وان لم يحكم بصحة الصلح اه — هذا خلاف المختار كما في العقود الدرية قبيل كتاب المضاربة عن محيح الفتاوى ۱۲ منحة الخالق

قوله كذا في الخلاصة القنية — لفظها ص في الفتاوى رجل وهب للصغير بحر الرائق شيئا من المأكول يباح للوالدين ان يأكلا منه كذا روي عن محمد رحمه الله تعالى اه وجزم به في البزازية فقال وهب للصغير من المأكول شيئا يباح

للوالدين ان يا كلا اھ ۱۲

منحة الخالق

قوله كبيرين او صغيرين - سياق الكلام على ما لو كان صغيرين وانه ينبغي فيه الجواز عند الكل ۱۲

قوله ومطلق الكراهة للتحريم - اقول دلالة نفي الاستحباب على الكراهة عرفا ثم ثبوت الواسطة عقلا مسلم لكن كون مطلق لفظ الكراهة للتحريم غالبا لا يوجب ان يكون هو المراد بالكراهة المدلول عليها بنفي الاستحباب بنوع من الالتزام بل الحق ان لا يستحب لا يزيد على لا ينبغي وفيه الظاهر هو التنزيه فكذا هنا فالوجه مع صاحب البحر وما ذكر بعده من الاستدلال بكلام الزيلعي والحديث فلا يكره صاحب البحر بل هو الذي ذكرها وانما الكلام في تعبير المبسوط ۱۲

بحر الرائق

قوله وانه ما طلب ولم يذكر فيه خلافا - لعله محرف من لا اي لا انه ما طلب اي انما يحلف على العلم لا على البتات ۱۲

قوله وعن ابن الشيد - لعله التجنيس وغيره وعنه من الشهيد ۱۲

قوله لانه يرد على صاحب الهداية - كيف يرد عليه مع انه رحمه الله تعالى قدم بان المراد بالاشهاد طلب المواثبة ۱۲

قوله وانه مخلوق رؤية الله تعالى في الآخرة - هذا خطأ وفاحش تسأل الله العفو والعافية بل المكتوب هو الكلام القديم الذي ليس بمقدور ولا مخلوق انما المخلوق القلم والمداد والقرطاس والكاتب الكتابة دون المكتوب كما افاده سيدنا الامام الاعظم رضي الله تعالى عنه في بيان عقيدته ۱۲

قوله فالواحد من العشرة - المثال باطل تعالى الله عنه ۱۲

قوله ولا راي بحشو القرآن الحشو غير ملبوس - في العبارة سقط وغلط وصحها عبارة

الهداية ولا ارى بحشو القز باسا لان الثوب ملبوس والحشو غير ملبوس اھ ۱۲

قوله من التملك وهو افضل - صوابه التنسك كما في نتائج الافكار ۱۲

قوله تقدم فصل البيع من فصل الاكل والشرب - صوابه آخر وكانه اراد ان يقول قدم تلك الفصول على فصل البيع ثم عدل واراد ان يقول آخر فصل البيع الخ وقد كان كتب لفظة قدم فبقيت كما هي ونسي ان يبدلها بلفظة آخر واشكله عبارة من الانسان ۱۲

قوله هو المذكور في الجامع الصغير - ليس كذا بل فيه ذكر المسجد الحرام خاصة ۱۲

قوله وليس بقيد - اي بل يجوز للمستامن ايضا ۱۲

قوله والنساء بالقدود والذوائب - صوابه بالقرون كما في التبيين ۱۲

قوله امراة مالة بالسوية - اي مختلفات والا فهو واضح كما ان تموت عن بيع عشريات ولا عصبة ۱۲

قوله وكل واحد اولى من ولده وولد ولده اولى - تنبيه فيه العبارة الواقعة في بعض نسخ السراجية من زيادات بعض الطلبة وقد صرحت الائمة ان لا محصل لها وبينا ذلك على الشرح الشريفية ۱۲

قوله لا يدام - صوابه ادام ۱۲

قوله في ظاهر رواية اصحابنا - هذا غلط او هنا سقط ۱۲

قوله قلنا الخالة ولدام الام - اقول لا تشي اذا كانت الخالة اخت الام لاب والنظر ما كتبنا في فتاوينا ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ٤٩ قولہ فی آیۃ — اقول القرآن فی الذکر لاستلزام القرآن فی الحکم ۱۲

ص ٥٠ قولہ وابوبکر البلخی — ونقل المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ترجیح توشیحہ ۱۲

ص ٥٢ قولہ وتعقبہ شارح — اقول بعد ذلک طالعت الحلیۃ فرأیت ہذا الکلام بعینہ من اولہ الی آخرہ للعلامۃ الحلبی شارح المنیۃ محمد ابن امیر الحاج رحمہ اللہ تعالٰی فلعل ہذا الشارح المتاخر عنہ من دون عزوہ والعلامۃ البحر ان الکلام للحلیۃ ۱۲

ص ٣٢ قولہ فی غایۃ الحسن والتحقیق — اقول وہو کما قال رحمہ اللہ تعالٰی والعبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی اول ما طالع کلام الاتقانی رحمہ اللہ تعالٰی فتح فی قلبہ الجواب بما ذکر ہذا الشارح المتاخر رحمہ اللہ تعالٰی واورد ان نکتبہ علی الہامش حتی نحدی انظر فرأیتہ قد حقق ونقح ودقق واوضح وقد قامت الحجۃ علی الاتقانی فی کلام نفسہ حیث یقول فلو رجح ابہ لکان تعلیل الشیئ بنفسہ فیخرما سدد لکونہ مصادرۃ ذہل المصادرۃ الا تعلیل الشیئ بنفسہ وما کان فسادہ الا لذلک فتعلیلہ بکونہ مصادرۃ تعلیل الشیئ بنفسہ ما فہم ۱۲

ص ٥٩ ~~قولہ وبما رواہ ابن ماجۃ عن ابن عمر — القوی والنبی بالکسر خرنخمتہ بلسغ~~ ~~مجمع البحار~~

قولہ عند نقذاۃ لہ فقال عمر یا صاحب النقراۃ — النقری والنبح بالکسر حش نخبتہ کما فی مجمع البحار ۱۲

قولہ وبما رواہ ابن ماجۃ عن ابن عمر — اقول لم ارہ لابن ماجۃ ولا

یجبہ انیکون فی الکتاب ہہنا سقط فان ابن ماجۃ روی حدیث سبایا حدثت فی بطونہا ومنا ما غیر طہور عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ والحدیث المذکور فی الکتاب عن ابن عمر خرجہ غیرہ فسقط قلم ناسخ بعد النسخۃ ذکر حدیث ابن ماجۃ وراویہ وذکر مخرج حدیث ابن عمر واللہ تعالٰی اعلم او یکون نوا الامر علی العلامۃ الشارح رحمہ اللہ تعالٰی عزاہ لابن ماجۃ وانما لقصۃ اخری نعم نقط المرفوع متفا زبان فلعلہ من ہذا من فی الاشتباہ ویؤیدہ انہ فیما سیاتی لم یتکلم الا الثلثۃ المذکورۃ وبالجملۃ فلامس واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم ۱۲

ص ٦٠ قولہ ویجب ان یسالہ ویسالہ — ولا یجوز لہ ان تیمم قبل السوال ۱۲

قولہ قبل ان تیمم قبل ان یسالہ عندہ — فہذا ای نفی ما مر عن المعراج ۱۲

ص ٦٢ قولہ لا الفعل لانہ مامور — سیاتی الکلام فیہ ص ١٦٩ ۱۲

ص ٦٣ قولہ من اجارہ انتہی — فانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان بہ شرا الاذان والاقامۃ بنفسہ کما فی الشامیۃ ۱۲

ص ٦٥ قولہ عن الذیدیۃ ببعض البلاد — فرقۃ من الشیعۃ الشنیعۃ وہم یفعلونہ با جمعہم ببلادنا ویزیدون کلمات آخر یلیق ذکرہا خذلہم اللہ تعالٰی ۱۲

ص ٦٦ قولہ الا ان یقال ان مرادہ ان القبل — اقول ہذا ہو المتعین فی المراد ولا یضیع بما تقدم اصلا ولا یتوقف علیہ الجواب کما لا یخفی ۱۲

ص ٦٧ قولہ وہکذا فی المحیط والبدائع — الاشارۃ الی حکم الاستنان اذ ہو المذکور فی محیط الرضوی کما فی البدائع کما نقل نقلہما فی الحلیۃ لا الی النجو الی محمد ۱۲

شرح معانی الآثار

شرح معانی الآثار مصنفہ علامہ طحاویؒ فقہ حنفیہ میں ایک بہت ہی معتبر کتاب ہے۔ معانی الآثار کے مصنف علامہ ابو جعفر احمد بن سلامہ (بن سلمہ) ابن عبد الملک الازدی المصری الحنفی ہیں۔ آپ کو ازد اور طحا سے نسبت ہے جو یمن کا مشہور قبیلہ تھا۔ آپ تیسری صدی کے مشاہیر فقہائے احناف سے ہیں۔ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۱ھ میں وفات پائی۔ اسی گرانمایہ کتاب کی شرح نویں صدی ہجری کے علامہ فہام فقیہ بے عدیل بدرالدین عینیؒ نے تحریر فرمائی۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا حاشیہ اسی شرح عینی پر ہے جو شرح معانی الآثار کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

شارح کا تعارف:۔ آپ کا نام نامی محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یونس بن محمود عینی ہے۔ لیکن آپ عینی کے لقب سے مشہور ہیں، آپ کے والد حلب کے قریب شہر عین تاب کے قاضی تھے۔ اس لیے آپ عینی کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔ ویسے آپ کا لقب بدرالدین تھا۔ جب کبھی مصنفین فقہائے حنفیہ میں بدرالدین عینی کا نام استعمال ہوتا ہے تو اس سے آپ ہی کی ذات مراد ہوتی ہے۔ آپ کو قاضی القضاۃ کا خطاب دیا گیا تھا۔ آپ ایک بے عدیل فقیہ اور بے مثیل علامہ تھے۔ ۷۶۲ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ تحصیلِ علم عراق میں کی اور فراغت علم کے بعد ۷۸۸ھ میں مصر تشریف لائے اور قضاء مذہبِ حنفیہ آپ کے سپرد ہوئی۔

آپ سے بہت سی عظیم اور گرانمایہ کتب و شروح منسوب ہیں جن کے آپ مصنف ہیں آپ کی تصانیف میں عمدۃ القاری شرح بخاری المعروف بہ "عینی" بنایہ شرح ہدایہ شرح معانی الآثار و شرح درر البحار، تاریخ کبیر اور طبقات الحنفیہ بہت مشہور ہیں۔ یوں آپ کی تصانیف و شروح کی تعداد ۲۰ سے زیادہ ہے اور ان میں سے ہر ایک تصنیف اور شرح بہت ہی بلند پایہ ہے۔ فوائد البہیہ آپ کے ذکر سے خالی ہے۔ آپ کی طبقات الحنفیہ، طبقات ابن نجیم کے مقابلے میں علمائے احناف کا ایک مستند تذکرہ ہے۔ ۸۵۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

قولہ اما ما فقہا من الخنضمین ولد سنۃ تسع و عشرین و مأتین قلت فقد ادرک زمان الائمۃ الستۃ کان ابن سبع و عشرین سنۃ حین توفی الامام البخاری وفاتہ سنۃ ۲۵۶ وکان البخاری اکبر منہ بخمس و ثلثین سنۃ وکان ابن ثلثین سنۃ عند وفات مسلم اکبر منہ بسبع و عشرین سنۃ وفات مسلم سنۃ مائتین و احدی و ستین وکان ابن ست و اربعین سنۃ حین توفی ابو داود وفاتہ سنۃ مائتین و خمس و سبعین سنۃ وکان ابو داود اکبر منہ بسبع و عشرین و سنۃ کان ابن خمسین سنۃ عند وفاۃ الترمذی توفی سنۃ مائتین و تسع و سبعین وکان الترمذی اکبر منہ بعشرین سنۃ وکان ابن اربع و سبعین سنۃ حین توفی النسائی وفاتہ سنۃ ثلث و ثلثمائۃ وکان النسائی اکبر منہ باربع عشرۃ سنۃ وکان ابن اربع و اربعین سنۃ حین توفی ابن ماجۃ وفاتہ سنۃ مائتین و ثلث و سبعین وکان ابن ماجۃ اکبر منہ بعشرین سنۃ بل قد ادرک زمان احمد وکان ابن اثنتی عشر عاما حین توفی احمد وفاتہ سنۃ احدی و اربعین و مائتین کان احمد اکبر منہ بخمس و خمسین سنۃ وکان ابن ست و عشرین سنۃ حین توفی الدارمی وکان الدارمی اکبر منہ بثمان و اربعین سنۃ وکان ابن اربع سنین عند وفاۃ یحیی بن معین توفی سنۃ ثلث و ثلثین و مائتین وکان ابن خمس سنۃ حین توفی علی بن المدینی سنۃ ۲۳۴ رحمہ اللہ تعالی علیہم اجمعین ۱۲

قولہ البغدادی العداق ۱۲

قولہ لغندر اقول لیس ہو غندر ا محمد بن جعفر صاحب شعبۃ من رجال الستۃ لانہ من الطبقۃ التاسعۃ من اتباع التابعین قدیم الوفاۃ مات سنۃ ۱۹۳ کما فی المیزان فانی یلاقیہ الطحاوی فان کان محمد بن جعفر غیرہ المتاخر منہ مشہور الغندر والا فوہم واللہ تعالی اعلم

ـــ وکان مسلم ...

ثم ظهر لی بحمد الله تعالی صدقه وان فی المحدثین ستة انفس کلهم یسمی محمد بن جعفر ویلقب بغندر احدهم هذا تلمیذ الطحاوی والمتوفی سنة ۳۷۰ ذکرهم جمیعا الحافظ الذہبی فی تذکرة الحفاظ فی الطبقة الثانیة عشر فی ترجمة هذا الحافظ المذکور وهو ثانی اولئک الستة ۱۲

ص ۴ قوله حدثنا محمد بن خزیمة ثقة قاله فی المیزان ۱۲

قوله حدثنا ابرهیم بن ابی داود ۱۲

ص ۴ قوله بکار بن قتیبة کان مصنفا ومدح جلیل فی وفیات الاعیان ۱۲

قوله بکار بن قتیبة قاضی مصر ومحدثها مات سنة ۲۷۰ سبعین ومائتین قاله فی تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۳۱ تحت ذکر داود الظاہری وهو ثقة صحح له الامام الطحاوی فی باب سور البحر ص ۱۱ ۱۲

ص ۱۲ قوله حدثنا ابراهیم بن مرزوق هو ابراهیم بن مرزوق بن دینار الاموی البصری نزیل مصر قد اکثر منه الامام فی هذا الکتاب ثقة عمی قبل موته فکان یخطئ ولا یرجع علی ما فی التقریب روی عنه النسائی علی ما فیه ایضا دون قال المزی لم اقف علی روایته عنه ۱۲

ص ۱۲ قوله ابن خالد ابو الولید بن الولید ۱۲

ص ۱۲ قوله وعبد الملک هو ابن جریج ۱۲

ص ۱۶ قوله حدثنا اسمعیل بن یحیی خال الطحاوی ۱۲

قوله ثنا محمد بن ادریس هو الامام الشافعی ۱۲

قوله حدثنا اسمعیل المزنی

قوله ثنا محمد الشافعی ۱۲

ص ۹ قوله وذلک لبعد ای متاخر عنه بکثیر ۱۲

قوله ما القصیر الظل لا حین ما الصیر قامتین ۱۲

کتاب الصلوٰة

قوله ولا تضاد حاصل ما ثبت الطحاوی ههنا ان اول وقت العصر حین یصیر الظل

کل شیء مثلیه واخر وقته المستحب حین یصیر مثلیه واخر وقته مطلقا حین تصفر الشمس الی ومنه الی الغروب وقت مهمل ۱۲

ص ۹ قوله یخرج بدخوله ای بدخول وقت الاصفرار ۱۲

قوله من حجة الاخرین وهم ائمتنا الثلثة ۱۲

قوله من حجة الاخرین القائلین ان اخر وقت العصر الی غروب الشمس ۱۲

قوله فی ذلک الوقت فدل علی ان وقت العصر باق بعد

قوله فی الحدیث وهو صلاة عصر الیوم ۱۲

قوله واما وجه النظر تائید لما اختاره اولا ان اخر وقت العصر حین الاصفرار ۱۲

قوله وقت العصر هو ما قبل اصفرار الشمس ۱۲

قوله فکان کل وقت الفجر مطلقا الا رکعتیه وفی العصر بعد ما صلی الفریضة ۱۲

قوله ان غروب الشمس ای حین تصفر ۱۲

قوله وان نهی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم جواب عما احتج به الاخرون علی مذهبه ما بداء التطبیق بین حدیث الادراک واحادیث النهی ۱۲

قوله ناسخ له ای لان النسخ مقدم علی التطبیق عندنا لان فیه اعمال کل من الحکمین بتمامه فی وقته ۱۲

قوله فهذا وهو النظر فقد اختار ان اخر وقت العصر الی والتغیر لذا احال ببطلان العصر بدخول هذا الوقت الناقص کما فی رد المحتار ۱۲

قوله وهو قول ابی حنیفة رحمه الله ای ما تقدم من ان اخر وقت العصر الی غروب الشمس فکان الاولی ابدال هو بذلک لیفید بعد انشاء الله وکیس مقابلته بهذا لکن لا حاجة بعد وضوح المراد فقد ظهر قدم ان ممن قال بذلک ای بان اخر وقت العصر هو غروبها ابو حنیفة وصاحباه اما هذا الذی اختاره الطحاوی فمعلوم ان احدا من ائمتنا

الثلثة لم يقل به بلهم الا رواية الحسن بن زياد ان من وقت التغير الى المغيب وقت مهمل
كما حكاه عنه الامام شمس الائمة السرخسي كما في الحلية وغيرها والرواية النادرة لا تسمى قولا انما
القول ما تقدم والله سبحٰنه وتعالى اعلم ۱۲

ص ٩٤ قوله حين اظلم اقول هذا بحمد الله من الدليل على قول الامام الاعظم ان الشفق هو البياض فان
المراد بظلمة الليل لا يكون الظلمة المشرقية حيث هي بدو المغرب لا نسبة فليكن الظلمة
المغربية واسوداد الافق بجوانبها وذلك هو غيوب البياض ۱۲

ص ٩٤ قوله حين يغيب الافق اقول هذا ايضا دليل على قول الامام فان المراد قطعا الافق الغربي
وغيوبه بالظلمة لا بالبياض كما لا يخفى ۱۲

قوله وان آخر وقتها المستحب ۱۲

ص ٩٥ قوله حدثنا اسمعيل هو خالد المزني ۱۲

قوله قال ثنا محمد بن ادريس هو الامام الشافعي ۱۲

ص ٩٦ قوله كل اصحاب نافع اقول لكن نا ابو عبيد الله من عند مسلم اذ قال حدثنا محمد بن مثنى قال
نا يحيى عن عبيد الله قال اخبرني نافع ان ابن عمر كان اذا جد به السير جمع بين المغرب و
العشاء بعد ان يغيب الشفق ويقول ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا جد به
السير جمع بين المغرب والعشاء الترمذي اذ قال حدثنا هناد نا عبدة عن عبيد الله بن
عمر عن نافع عن ابن عمر انه استغيث على بعض اهله فجد به السير واخر المغرب حتى غاب الشفق
ثم نزل فجمع بينهما ثم اخبرهم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يفعل ذلك اذا جد به
السير قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح فالوجه هو الجواب بان جمهور رواة القصة
عن ابن عمر سالم وعبد الله بن واقد ونافع جمهور من روى عنه كفضيل بن غزوان عند
ابي داود وابن جابر عنده وعند النسائي والطحاوي وعبد الله بن العلاء عند ابي داود
تعليقات والعطاف بن خالد عند النسائي والطحاوي وعيسى بن ابان في الحجج و

واسامة بن زيد عند الطحاوي كلهم ذكروا ما هو نص مفسر لا يقبل التاويل ان النزول
وصلاة المغرب كانا قبل غيوب الشفق فقول ايوب والقواريري ولحسب الرد الى رفعا
للتضاد لان القصة واحدة ومن القواعد المسلمة عقلا ونقلا رد المحتمل الى المعين
لا عكسه وقد ذكرنا كل تلك الروايات في رسالتنا في هذا الباب ۱۲
اقول وتابعه ايضا موسى بن عقبة فعند عبد الرزاق عن معمر عن ايوب وموسى بن عقبة عن
نافع وفيه فاخر المغرب بعد ذهاب الشفق حتى ذهب هوي من الليل كما في الزرقاني على
المؤطا — واقوى الكل ما للبخاري في الجهاد باب السرعة حدثنا سعيد بن ابي مريم اخبرنا
محمد بن جعفر قال اخبرني زيد هو ابن اسلم عن ابيه قال كنت مع عبد الله بن عمر رضي الله
تعالى عنهما بطريق مكة فبلغه عن صفية بنت ابي عبيد شدة وجع فاسرع السير حتى اذا
كان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلى المغرب والعتمة يجمع بينهما وقال اني رأيت
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا جد به السير اخر المغرب وجمع بينهما ۱۲
قوله ما حديث عبد الله اقول هذا تفقه منه رحمه الله تعالى في الجواب فان الذي اجاب به
عن حديث ايوب جار في حديث عبيد الله ايضا لان القدر المرفوع منه ايضا مجمل عن بيان
الكيفية بان حديث ولا يفرق عبيد الله بينه تمسك ابن عمر بفعله صلى الله تعالى عليه وسلم
على ما فعله هو من الصلاة بعد غيوب الشفق فكان المرفوع فيه بنفسه من هذا الوجه فان هذا
ماش على الحديث ايوب ايضا فانه اخبر انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يجمع وانا ازيد
وثم جمع هكذا فدل على ان هذا هو المراد في المرفوع ولو كان رآه صلى الله تعالى عليه وسلم
في آخر الوقت كيف كان يسوغ له ان يؤخرها من الوقت متمسكا بذلك وتمام الكلام في رسالتي
حاجز البحرين الواقي عن جمع بين الصلاتين ۱۲
قوله قال ثنا الحماني هو يحيى بن عبد الحميد من اعيان الحفاظ صاحب المسند لكنه ليس بمتقن
قد اكثر عنه فيه في هذا الكتاب وسماه في احاديث ج ص ٣ ترضعين ص ۱۵ ۱۲

ص ١٣٠ قوله حدثنا ربیع المؤذن ہو ابن سلیمان المرادی ابو محمد المصری صاحب الشافعی ثقۃ من الحادیۃ عشرۃ ١٢

قوله قال حدثنا بشر بن بکر ہو التنیسی البجلی روی عن الاوزاعی وحریز بن عثمان وعبد الرحمن بن یزید بن جابر وسعید بن عبد العزیز وجماعۃ وعنہ الحمیدی والشافعی ودحیم والربیع المرادی وآخرون وثقہ ابو زرعۃ وغیرہ کل ذلک فی التقریب وقال فی المیزان عند ذکرہ للتمییز اما بشر بن بکر التنیسی فصدوق ثقۃ لا طعن فیہ اھ وہو من رجال صحیح البخاری ١٢

قوله قال حدثنی ابن جابر ہو عبد الرحمن بن یزید بن جابر ثقۃ من رجال الستۃ ١٢

ص ١٣١ قوله قال کنا مع ابی ہریرۃ وفی کنز العمال ج ٣ ص ١٩٠ مز ش للضیاء فی صحیح المختارۃ عن ابی عون قال کان علی رضی اللہ تعالٰی عنہ یؤخر العصر حتی ترتفع الشمس عن الحیطان اھ ١٢

ص ١٣٢ قوله عن یعقوب ابی یوسف ١٢

قوله عن النعمان الامام الاعظم ١٢

قوله عن جابر بن عبد اللہ قلت فی مصنف ابن ابی شیبۃ حدثنا مالک بن اسمعیل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کل من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ وہذا سند صحیح وکذا رواہ ابو نعیم عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر ولم یذکر الجعفی کذا فی اطراف المزی کذا فی الجوہر النقی وتمامہ فیہ ص ١٢

قوله عن جابر الجعفی ١٢

قوله ولیث کلاہما ١٢

قوله قال حدثنا یحیی بن سلام ضعفہ الدارقطنی وقال ابن حبان

اقول قال فی التقریب صدوق یخطئ ورمی بالرفض اھ واذا کان صدوقا فلم یکن یتہم الرفع بعد ما سمع ما سمع وانما العلۃ عندنا واللہ تعالٰی اعلم ان ما سوا سمع الحدیث مرفوعا وموقوفا فکان یرویہ علی الوجہین وکان اسمعیل سمعہ منہ موقوفا والآن [illegible]

سمع الوقف قال لہ ارفعہ فقال لہ الامام خذ و ہر جبلۃ تادیبا لہ علی اسناد راکب بل الشیخ وما کان ذلک لیمنعہ من روایۃ سمعہ من الرفع ١٢ منہ

قوله قال فقلت لمالک ارفعہ قلت ذکر البیہقی فی خلافیاتہ انہ روی عن اسمعیل بن موسی السدی ایضا واسمعیل صدوق وقال النسائی لیس بہ باس وقال ابن عدی احتملہ الناس ورووا عنہ وانما انکروا علیہ الغلو فی التشیع ١٢ الجوہر النقی ص ١٥٣ ج ١ نقلہ رو بر بدیکھا

ص ١٣٤ قوله عن زید بن ثابت ورواہ مسلم فی باب سجود التلاوۃ ١٢

ص ١٣٥ قوله فاوجدوا اثبتوا ١٢

ص ١٤٩ قوله فی حال حرب ہذا ما استقر علیہ امر بہ ہہنا وقد تظافرت النقول عن کتب المذہب کالغنیۃ والملتقط والسراج الوہاج والاشباہ وفتح المعین ورد المحتار وغیرہا انہ قال انما لا القنوت عندنا فی صلاۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ الخ فعلم انہ فی کتاب آخر لہ رحمہ اللہ تعالٰی والذی قالہ ہہنا انما حط فیہ کلامہ علی نفی لو حرب حیث قال انتفی بسکون بجب لعنی سوی ذلک واللہ تعالٰی اعلم ١٢

ص ١٦١ قوله وجب لہ ای ثبت ١٢

قوله فی اشباہ فعلم ان الداخل من غیر المدخل غیر داخل ١٢

قوله من النکاح الصحیح فعلم ان الخارج من غیر المخرج بہ الامور قد یصیر خارجا ١٢

قوله فکان قد ثبتت الاسباب صوابہ ثبتت یرید ان اسباب الدخول واسباب الخروج کلہا قد ثبتت شرعا فہو ومنہا اعنی خلافہا دعہ فلک من خالف فی الخروج قد خرج بخلاف من خالف فی الدخول حیث لا یدخل اصلا ١٢

ص ١٧٣ قوله تشفع آخر یرید ان الترویح لا یکون علی رکعتین قط بل علی شفعین وذلک لا یصح فی احدی عشرۃ رکعۃ الا بجعل الوتر ثلثا اذ لو جعل واحدا انتقی الشفع الاخیر

بعد ترویحتین وصح ولو جعل خمسا فذلک ترویحۃ وشفع واحد لکن ینبغی تجویز ان یکون الاتباع لسبع والترویح واحدۃ ۱۲

ص ۱۸۷ قولہ عن خالد بن ایمن المعافری تابعی ارسل حدیثا فذکرہ ابن عبد البر فی الصحابۃ ثم انکر علی بن ابی حاتم ایرادہ وللانکار علیہم فانہ بین امرہ انہ اصابہ من القسم الرابع وذکر ہذا الحدیث بعینہ ولان البخاری رواہ ای فی تاریخہ من ہذا الطریق طریق عمرو بن شعیب دقال وقال ابو عمر لا یعرف فی الصحابۃ ولم یذکرہ غیرہ ای ابن ابی حاتم وانما یعرف ہذا عن عمرو بن شعیب عن سلیمن بن یسار عن ابن عمر کذا قال وقد ذکرہ البخاری کما تری اھ ۱۲

ص ۲۵۸ قولہ لا صفۃ الفرض اقول جوابہ واضح فان منشاہ لیس نفس وجوب الفرضیۃ بل وجوب القیام فیہما دون النافلۃ وسجدۃ التلاوۃ لا یجب فیہا القیام ۱۲

ص ۲۱۵ قولہ قال جلس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ظاہرہ خطبتہ جالسا فخطبہ دلیل لاصحابنا ان القیام لیس فی الخطبۃ فریضۃ ولا شرط صحۃ ۱۲

ص ۲۸۴ قولہ فلم یکن ذلک ای ترک الصلاۃ علی الجنائز فی المسجد ۱۲

قولہ عندہا الکراہۃ عند ام المؤمنین ۱۲

قولہ حدثت فانہا لم تسلم بالکراہۃ لحادثۃ ۱۲

کتاب الزکوۃ ص ۳۰۱ قولہ وقد حدثنی ہذا شروع فی بیان الروایۃ الاخری ۱۲

قولہ مثل قول ابی یوسف المذکور اولا انہ یحرم علیہم کل صدقۃ مطلقا ۱۲

قولہ فبہذا ناخذ فبہذا القول الاخیر ناخذ اقول ہذا معنی کلام الطحاوی ولذی لا یحتمل لہ الا ہو کیف وانہ قد اورد اولا ما یوہم حل الصدقات لبنی ہاشم ثم ردہ کلا مردلہ ثم قال تواترت الاحادیث بالتحریم فسردہا ثم قال لا نعلم شیئا نسخہا ولا عارضہا ثم شبہ ارکان الطلاق التحریم من جہۃ النظر وقال انہ مذہب الائمۃ الثلثۃ ثم ذکر لا خلاف عن ابی حنیفۃ فافادان لا خلاف عن الصاحبین فی التحریم ثم ذکر روایۃ

الجوانبہ بلفظ التقریب ثم ذکر سنت عن ابی حنیفۃ مثل قول ابی یوسف فہل ذکر قولا لابی یوسف الا التحریم فوجب ان یکون ہذا ذکر الروایۃ الاخری وفیہا قال فبہذا ناخذ فوجب ان یکون ہو المراد بالترجیح ثم اخر ذکر ما ای کرہہا لموالیہم فہل کان یجزہا لہم ویکرہہا لموالیہم ثم ذکر انہ یختار جواز العمالۃ وان رای ابو یوسف لا یجرہا فیا سبحن اللہ ان کان المراد لقول ابی یوسف الماخوذ ہو جواز الصدقات فہل کان ابو یوسف یحلہا لہم ویحرم العمالۃ فتحقق عندی ان الامام الطحاوی انما اخذ بروایۃ التحریم وانہ لا رکون لہ الی الجواز اصلا حتی کرہہا لموالیہم وانا فی عجب عاجب من العلماء حیث نسبوا الیہ الاخذ بالجواز وکانہ زاغ بعض الابصار اولا ثم تتابع الناس یعتمدون علیہ فی النقل من دون مراجعۃ او تدبر واللہ تعالی اعلم ۱۲

ص ۳۲۵ قولہ حتی نسخ اللہ عز وجل کون الحکم ہو ذلک من قبیل ثم نسخ بنزول من الفجر فی غایۃ الخفاء بل الظاہر ان الحکم ہو ہذا من الاول وانما خفی معناہ علی بعض من لم یخالط النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فبینہ اللہ تعالی بانزال من الفجر افادہ الامام القاضی عیاض ونقلہ النووی فی صیام صحیح مسلم ص ۳۴۹ وہو الظاہر واللہ تعالی اعلم - اما حدیث حذیفۃ فانما معناہ عندی علی وجہین احدہما بالغ فی قرب الفجر فعبرہ بکذا وہی مبادرۃ سائغۃ ومنہا قولہ تعالی فبلغن اجلہن والثانی ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آخر السحور الی قبیل الفجر بحیث ظن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ طلوعہ وما کان طلع وقد اکثرنا من نظائر ہذین الوجہین فی رسالتنا حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۲

جلد دوم کتاب الحدود

ص ۸۷ قولہ فان قلت ای عبرت بالزنا ولم تقل تزوج ۱۲

قولہ الواطی صفۃ المتزوج ۱۲

قولہ علی ذلک النکاح ۱۲

کتاب السیر

ص ۱۵۹ قولہ متنضرا سال من اتباعہ فی مرت وکان الحسن فی العبارۃ ان یقدمہا الی قرب

النار فيقول مررت منتزها على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وكان الاحسن منه ان يقول وانا متنزه هذا ان كان لفظ الصحابي كذا ومع ذلك كان الاحسن بالرواة ان سيدوه باحد منهم ولكن المسلمين بحمد الله لا يلتبس عليهم شئ من ذلك فلذا تساهلوا فيه ثم رأيت لفظه في صحيح مسلم ولى صحابة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وارجع متنزها ومررت على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو على بغلة الشهباء والحديث فهذا النفيس لطيف ۱۲

ص ۱۶۴ كتاب ...

قوله لمعاوية بن صالح الراوي عن على بن ابى طلحة عن ابن عباس ۱۲

ص ۲۱۴ كتاب البيوع

قوله الى الذى مدح الانصار هو سويد بن الصامت على ما في الصحاح من العرى ۱۲

قوله ليست بسنهاء صوابه كما في الصحاح وعنها في تاج العروس ... وليست بسنهاء ولا رجبية ولكن عرايا في السنين الجوائح اهـ وقال في القاموس الترجيب ان يبنى تحت النخلة وكان تعتمد عليه والرجبة بالضم اسم ذلك الدكان وهي نخلة رجبية كعمرية وتشدد جيمه بنسب نادر اهـ واستشهد به في تاج العروس بهذا البيت وقال الضيف نخلة بالجودة وانها ليس فيها سنهاء التي اصابتها السنة وقيل هي التي تحمل سنة وتترك اخرى اهـ وقال قبله ترجيبا ان يجعل حول النخلة شوك لئلا يرقى فيها راق فيجنى ثمرها اهـ يريد ان نخيل الانصار لا هي سنهاء اصابتها سنة ولا رجبية ممنوعة عن المجتنين بل هي عطايا في السنين المهلكة ۱۲

ص ۲۸۱ كتاب القضاء والشهادات

قوله ليس بالذى يثبت قال ابو حاتم ليس بالمتقن وقال ابو عمر ليس بالقوى كذا في الميزان ۱۲

ص ۲۸۲

قوله وقد يجوز ان يكون اريد به وحاصله انها واقعة حال لا عموم لها ۱۲

قوله ان عمر صوابه عمه ۱۲

قوله من جاء صوابه عمن بالفاء ۱۲

قوله لقيل الاحقاء صوابه ليقول بزيادة لام الجر ۱۲

ص ۲۸۳

قوله عن عبد الحميد عن عبد الملك هذا زائد بين الطرفين وانما عند مسلم في كتاب الايمان ...

عن ابى عوانة عن عبد الملك ۱۲

قوله عن علقمة بن وائل بن حجر ۱۲

قوله عن ابيه وائل بن حجر ۱۲

ص ۲۸۷

قوله رواه يبتب النبت معنى للطعنة في جسم المطعون وللمراد الدخول ۱۲

ص ۲۹۳

قوله كان هذا رسم كان ۱۲

قوله لاحد الرجلين اى اشارت بلفظة هذا الى احدهما ۱۲

قوله يا تيها جركان ۱۲

قوله ان هذا رسم ان ۱۲

ص ۳۲۴ كتاب الاشربة

قوله حدثنا مخلد هو ابن سليمن بن يحيى ثقة ۱۲

قوله قال ثنا ابو نعيم هو الفضل بن دكين كما اخرج الحديث عنه ابو بكر بن ابى خيثمة في تاريخه فقال حدثنا ابو نعيم الفضل بن دكين الخ ثقة ثبت من رجال الستة ومن كبار شيوخ خ ۱۲

قوله قال ثنا مسعر بن كدام ثقة ثبت فاضل من رجال الستة ۱۲

قوله عن عبد الله بن شداد هو محمد بن عبيد الله بالتصغير ثقة من رجال الستة الا ابن ماجه ۱۲

قوله عن ابى عون الثقفى ثقة فقيه جليل من رجال الستة ...

ص ۳۲۶

قوله قال حدثنا زهير بن معاوية زهير انما سمع من ابى اسحق بعد الاختلاط كما في الميزان والتقريب ۱۲

قوله حدثنا روح بن الفرج هو القطان ابو الزنباع كان من ... قاله في تهذيب التهذيب

قوله قال ثنا عمرو بن خالد هو الحراني ... ۱۲

قوله في بطونها صوابه بطونها ۱۲

قوله عن سعيد بن ذى لعوة في سعيد ضعيف وجهالة كما في نسيم الغدر ۱۲

قوله حدثنا مخلد رواه الدارقطني في سننه وهو ضعيف لسعيد ۱۲

قوله عن ابن علقمة انظر فان الظاهر ان صوابه عن ابن عمر عن ابيه ۱۲

ص ۳۲۷ قوله عن الشيبانی ابی اسحق ۱۲

ص ۳۲۸ قوله حدثنا ابو بكرة بكار بن قتيبة البكراوی ثقة ۱۲

قوله قال حدثنا ابو احمد الزبيری محمد بن عبد الله بن الزبير بن عمرو ان هو الثوری الامام ۱۲

قوله قال ثنا ابو احمد الزبيری ثقة ثبت من رجال الستة الا انه قد يخطئ فی حديث الثوری ۱۲

قوله عن علی بن بذيمة ثقة رمی بالتشيع من رجال الاربعة ۱۲

قوله عن قيس بن حبتر ثقة من رجال ابی داود ۱۲

قوله حدثنا محمد بن خزيمة ثقة نص عليه فی الميزان ۱۲

قوله قال ثنا عثمان بن الهيثم ثقة تغير فصار يتلقن من رجال البخاری والنسائی من كبار العاشر ۱۲

قوله قال حدثنا عوف بن ابی جميلة ثقة من رجال الستة رمی بالقدر والتشيع ۱۲

قوله قال ثنی ابو القموص ثقة من الرابعة من رجال ابی داود ۱۲ قلت نص المحقق علی الاطلاق فی باب الشهيد فی الفتح ان الاخذ ممن تغير اذا لم يعلم اخذه بعد التغير وكان فی الامر ابهام لم ينزل حديثه عن درجة الحسن ۱۲

ص ۳۷۳ قوله ونور صوابه ثور بالمثلثة ۱۲ — كتاب الكراهية

قوله والنسر صوابه النسر بالنون ۱۲

قوله حدثنا ابن ابی داود اسمه ابراهيم ۱۲ قوله يا ابی صوابه بالنداء ۱۲

قوله حدثنا ابن ابی داود اقول الحمد لله وقد رواه قوله وان لا نجلد صوابه والا نجلد ۱۲

قوله حدثنا ابن ابی داود اسمه ابراهيم ۱۲

قوله حدثنا ابن ابی داود اقول الحمد لله وقد رواه الامام احمد فی مسنده فی مسند عبد الله بن عمرو رضی الله تعالی عنهما ج ۲ ص ۲۰۱ فقال حدثنا محمد بن الاكبر ...

ثنا ابو جعفر البراء ثنی صدقة بن طيسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الا عشی المازنی قال اتيت النبی صلی الله تعالی عليه وسلم فانشدته يا مالك الناس وديان العرب انی لقيت ذربة من الذرب غدوت ابغيها الطعام فی رجب فخالفتنی بنزاع وحرب اخلفت العهد ولطت بالذنب وهن شر غالب لمن غلب اھ اقول وتابع البزاز عوف بن كهمس بن الحسن عن صدقة بن طيسلة عند عبد الله بن احمد فی زيادات المسند كما فی الاصابة ج ۲ ص ۷۴ واخرجه احمد من وجه آخر من طريق جنيد بن امين بن ذروة بن نضلة بن طريف عن ابيه امين عن ابيه ذروة عن ابيه نضلة ان رجلا منهم يقال له الاعشی الخ وفيه فی الشعر يا سيد الناس وديان العرب ومن هذا الطريق اخرجه ابن ابی عاصم والبغوی وابن السكن وقالوا يا ملك الناس او يا مالك الناس علی اختلاف نسخ الاصابة فی نضلة بن طريف ج ۳ ص ۱۱۴۳ ۱۲

قوله قال ثنا المقدمی هو محمد بن ابی بكر بن علی ثقة من العاشرة من رجال الشيخين والنسائی ۱۲

قوله قال ثنا ابو جعفر البراء يوسف بن يزيد من رجال الشيخين صدوق ربما اخطأ

قوله والحر بعده صوابه والحی بعده ای وحدثنی بعده بالحديث قبيلته بنی مازن كلهم او كثير منهم ۱۲

قوله قال حدثنی الاعشی المازنی هكذا هو بالزاد فی مسند الامام احمد وفی الاصابة عن زيادات المسند لابن الامام قالوا حدثنی الاعشی اعاد الضمير الی معن والحی كلهم ۱۲

قوله اتغيبا صوابه ابغيها ای اطلب لها ۱۲

ص ۳۷۷ قوله قال سألت سعيد صوابه سعيدا هو ابن ابی وقاص وسيأتی علی الصواب ص ۳۸۱ ۱۲

ص ۳۷۸ قوله فيقول من اعدی الاول المقبول من اعدی انما محذوف ای يقول بالعدوی ثم رد عليه بقوله من اعدی الاول ۱۲

ص ۳۷۹ قوله كن مع كتاب البلاء الذی فی جامع الصغير معزيا للامام الطحاوی كحل بالالام ۱۲

ص ۳۸۳ قوله التخيير بينه وبين احد من الانبياء تنبيه يجب التنبه له اقول وجه لی

الحمد مراد الامام بهذا الكلام النهي عن تفضيل يؤدي والعياذ بالله الى تنقيص غيره
من الانبياء صلى الله تعالى عليه وسلم كما هو احد التاويلات عند العلماء في حديث لا تخيروا
بين الانبياء ولو لا فالامام نفسه صرح في كتابه المستفاد بمشكل الآثار بما
خلاصته بعد ذكر احاديث في فضله صلى الله تعالى عليه وسلم فعلمنا انه صلى الله تعالى عليه وسلم
اعطي منزلة فوق منزلة من قبله من الانبياء اجمعين ثم زاده الله تعالى بان بعثه الى الناس
جميعا خلاف غيره من الانبياء وانزل عليه قل يايها الناس اني رسول الله اليكم
جميعا وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي (ذكره باسانيده ثم
اسند عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فضلت
على الانبياء بست الحديث (قال) ففي هذا ما قد دل على فضله على جميع الانبياء وقوله
صلى الله تعالى عليه وسلم لا تخيروني على موسى وما روي عنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا ينبغي
لاحد ان يقول انا خير من يونس يحتمل انه قال قبل علمه بتفضيل الله تعالى اياه على
جميع خلقه وكذا جوابه صلى الله تعالى عليه وسلم لمن قال له يا خير البرية فقال ذاك ابراهيم
يحتمل ان يكون قبل ان يتخذه الله خليلا فلما جعله خليلا عاد بالخلة من الله تعالى بمنزلة ابراهيم
في الخلة من محبته التي لا محبة فوقها وزاد عليه بما ذكره صلى الله تعالى عليه وسلم فيما لا يذكر
فيه ابراهيم عليه الصلاة والتسليم في التاذين والاقامة واعطائه في الآخرة المقام المحمود
الذي لم يعطه غيره صلى الله تعالى عليه وسلم (ثم اسند في ذلك احاديث ثم قال) فالمقام
المحمود ما اختصه الله تعالى به في الآخرة حتى يغبطه به الاولون والآخرون ففي هذا كله دليل
ان ما قاله صلى الله تعالى عليه وسلم في ابراهيم وموسى ويونس عليهم الصلاة والسلام انما كان ذلك
قبل اعطائه اياه وقوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تخيروا بين انبياء الله محمول على التفضيل
بآرائنا من غير توقيف فاما ما بينه لنا فقد اطلقه لنا اهـ مختصرا فقد اتى رحمه الله تعالى
على جميع الاحاديث المذكورة ههنا في هذا الباب وذكر الجواب الصواب عن كل منها فردا

فردا واوضح ما هو معتقد المسلمين قرنا فقرنا فالحمد لله الذي كشف الغمة وفرج
عن هذا العبد الذليل غمه فلقد كان ثقل علي كلامه ههنا وجالت في نفسي هموم
شديدة العنا وكنت اسكن قلبي قائلا يا هذا ان هذا امام جليل حوى من الاحا
ديث ما لم يحوه احد بعده بل لم يكن في جامعية الفقه والحديث احد فيمن ادرك عصره
حتى البخاري ومسلما ومن دونهما رحمهم الله تعالى فكيف يعقل ان تخفى عليه الاحاديث
المتواترة القطعية الآتية في التفضيل المطلق لنبينا صلى الله تعالى عليه وسلم
مجيء الشمس في رابعة النهار ام كيف يتصور ان يتوقف مثل هذا الامام فيما اجمعت
عليه الامة من لدن الصحابة الكبار لكن كان قلبي ينازعني ويابى نفوره مما يعطيه
ظاهر هذا الكلام حتى كدت والعياذ بالله ان اخرج الطحاوي من قلبي الى ان تدر
كني رحمة ربي فوقفت على كلام الامام في مشكل الآثار فمحق المشكل وازال الغبار
والحمد لله العزيز الغفار ١٢

ص ٣٩٨ قوله قال لا تعيروا الخ صوابه لا تعبروا ١٢
ص ٣٩٩ قوله ان حديث عبد الله بن عمر المصدر به في اول الباب ١٢
ص ٤٢٩ قوله ابن اخيه صوابه ابن اخته بالمثناة الفوقية مكان التحتية ١٢
ص ٤٣٥ قوله كفليح بن سليمن قال الدارقطني يختلفون فيه ولا باس به ١٢ ميزان الاعتدال

حاشیہ عمدۃ القاری شرح بخاری

علامہ بے عدیل، فقیہ بے مثیل، قاضی القضاۃ بدر الدین عینی کی مشہور و معروف شرح بخاری ہے۔ احناف میں یہ شرح بہت مقبول ہے۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا حاشیہ اسی شرح بخاری موسومہ بہ عمدۃ القاری پر ہے۔ عمدۃ القاری کے مصنف کے حالات شرح معانی الآثار کے سلسلے میں مطالعہ کیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قولہ تدل علی ذلک روایۃ ابی الاسود فی مغازیہ وتقدم آخر کتاب بروایۃ ابن اسحٰق ما ذا اقرأ لکن تقدم ایضا ثمہ ما احسن ان اقرأ ۱۲

قولہ ای ہذہ الخمس فانہم فانہ صریح البطلان فان کنہ ذاتہ وصفاتہ تعالٰی لا یعلمہ الا ہو ولا یرجع الی شیٔ من الخمس ۱۲

قولہ بانہ مما یتعلق بامر الدین والجزاء ونحوہا احسن منہ لفظ القسطلانی فی العلم ص ۱۵۱ ای مما یصح رویتہ عقلا کرؤیۃ الباری تعالٰی ویلیق عرفا مما یتعلق بامر الدین وغیرہ ا ھ ۱۲

وان تقول التخصیص العرفی بما یلیق یلیق بالرؤیۃ العرفیۃ اما الکشفیۃ فہذا خلیل اللہ ابراہیم لما اُری ملکوت السمٰوٰت والارض رأی رجلا یزنی ثم آخر یزنی ثم ثالثا یزنی حتی بلغ سبعا ۱۲

وقال القسطلانی فی الکسوف (ما من شیٔ) من الاشیاء الخ وہذا اشارۃ الی الاجراء علی العموم واللہ تعالٰی اعلم ۱۲

قولہ وان تاولوا غیر ذلک فاذن عندہما اعظم اللہ اجرک واتم نورک فان ہذا ہو تعلیم المبارک ۱۲

قولہ وقال ابن المنذر انفرد ابراہیم النخعی اقول بہ ہذا عد روہ مالک عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱۲

قولہ منہا حدیث عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ ۱۲

قولہ منہا حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ رواہ ابن ماجۃ وحسنہ السیوطی ۱۲

قولہ عن حدیث الکتاب انہ مستند الی علیہا اقول کیف وقد تم التقاضی لصحیح ابی سوانۃ عنہا بلفظ ما بال فانا منذ نزل بہ قرآن فہذا الا توبہ ولد تبغیث ۱۲

قولہ قلت ھذا الکلام سوءما یساوی سماعہ اقول قد ضعفہ ایضا الدارقطنی والبیہقی کما فی المرقاۃ نقلا من الشیخ صفحہ ۲۹۶ ثم ضرب ان لفظ وضع فی المرقاۃ و نما نقل ذلک الکلام فی حدیث ابی ہریرۃ جمع فی مابعدہ ۱۲

قولہ انما قعد لیشتغل بامور المسلمین اقول ہذا سبب للنسیان والسباطۃ لا ضعفہ قیاما ۱۲

قولہ قال المازری فی تکلم اقول ہذا رد اقیم الاقوال علیا صلح وجہا ۱۲

قولہ یلیہ السباطۃ علیہ مرتفعا لعلہ لاجل لکون الطرف الذی یلیہ من السباطۃ علیہا مرتفعا وذلک کما فی المرقاۃ قال الابہری قیل کان ما یقابلہ من السباطۃ عالیا ومن خلفہ لو جلس مستقبل السباطۃ سقط الی خلفہ ولو جلس مستدبرا لہا بدا عورتہ للناس اھ

قولہ عن علی بن اسد فی المحاربین قلت وفی الزکاۃ عن مسدد وفی الغسل عن عبد الاعلی وعن موسی بن اسمعیل عن ... بن ابراہیم ۱۲

قولہ واخرجہ ابوداؤد فی الطہارۃ قلت ... فی الحدود ۱۲

قولہ وعن محمد ... قدامۃ رأیت فی الحدود وعن محمد بن ... ۱۲

قولہ واخرجہ النسائی فی المحاربۃ اقول اخرجہ الترمذی فی الطہارۃ ... السرقۃ ... فی الحدود ... عن عمران ابن اعلی الجعفی ۱۲

قولہ وقال بعضہم الواقدی ہو ابن حجر العسقلانی ۱۲

قولہ وہو احد مشائخ ائمۃ للامام الشافعی رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

قولہ ولم یذکر الابوال اقول قد صح من روایات ہمام وشعبۃ وسعید بن ابی عروبۃ کلہم عن قتادۃ اخرج جمیعہا البخاری فی الغسل والزکوۃ والمغازی علی الولاء وصح ایضا من طریق ابی قلابۃ عن انس عند البخاری فی المحاربین وفی الوضوء وفی الجہاد و فی التفسیر وفی الدیات ومن طرق حمید وعبد العزیز بن صہیب عن انس عند مسلم فی الحدود وفی ...

صفحہ ۱۸۷ ‏ صفحہ ۱۸۸ ‏ صفحہ ۱۸۹ ‏ صفحہ ۱۹۰

قولہ والحدیث رواہ ابوہریرۃ اقول وابن عمر رواہ ابوداود فی الحدود ... رواہ ابن ماجۃ فی الحدود والنسائی فی المحاربۃ وابن عباس رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق کما فی الدر المنتقی صفحہ ۲۷۵ وجریر بن عبد اللہ البجلی کما فی ابن جریر صفحہ ۱۲

قولہ رواہ ابوہریرۃ اخرجہ عبد الرزاق لکن قال فیہ رجال من بنی فزارۃ کما فی الدر المنتقی صفحہ ۲۷۵ ۱۲

قولہ قال آخرون انہ من سنۃ الدین وہو الاقوی اقول ہذا یعارض الاولین ومتون المذہب علی الاول وقد تقدم ذلک اخر صفحہ ۹۵۳ الی باب السواک من احکام الوضوء عند الاکثرین ۱۲

قولہ فقال سألت عائشۃ فذکرت ہذا الحدیث اقول المراد غیر ما ورد انہ قالت لقد تبا الخیار رضی اللہ تعالی عنہا ما رأیت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولا رای منی ۱۲

قولہ فان الآدمی لا ینجس بالموت کرامۃ ای مسلم الکافر فینجس نجس العین بالاجماع ۱۲

قولہ احدھا ان یکون احد لفظی الحوالۃ ... اقول لا زیادۃ فان الاول یدل علی حکایۃ الماضی والثانی علی وقوعہ مکررا ۱۲

قولہ علی انہا اسم کانت سواء خبر ہذا الاحتمال ہو الاحسن لعدم الاضمار لتبادر الیہ الذہن عند اہل النظر واللہ تعالی اعلم ۱۲

قولہ واما الشافعیۃ فانہم کرہوا العمر مطلقا سیاتی ج ۵ صفحہ ۵ ان ہذا قول بعض الشافعیۃ وان الامام الشافعی معنا ۱۲

قولہ اخرج البخاری ایضا فی اللباس سیاتی صفحہ ۱۸۵ موضع اخر خرج فیہا ۱۲

قولہ عن محمد بن عرعرۃ عن عون بہ اقول سقط بینہما عمر بن ابی زائدۃ اخرجہ فی باب القبۃ الحمراء من ادم ۱۲

قولہ فان العقر بالکف لا یتصور اقول العقر کما فی الکف عقر لعود تقول جرحہ بیدہ وقتلہ بیدہ ۱۲

قولہ فضا انس فیہ شیئی بیسترۃ فی ابن ماجۃ فی العیدین ستنہ بہ ۱۲

صفحہ ۱۸۴ ‏ صفحہ ۱۵۱ ‏ صفحہ ۱۰۱ جلد دوم ‏ صفحہ ۱۷۴ ‏ صفحہ ۱۸۴ ‏ صفحہ ۱۷۷ ‏ صفحہ ۱۸۷

عن عبد الله هو ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لقوم يتخلفون عن
الجمعة لقد هممت ان آمر رجلا يصلي بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم اهـ فلا
انه قد مر ص ١٨٣ من مسند عبد الله بن وهب وفيه ينبئهن رجال من حول المسجد ويأتي للبخاري
ص ٤٩٩ ثم اخذ شعلا من نار فتسلم ان يبين ان يذهب ليشعل من نار ان بيوت من حول المسجد
فيعفر على من فيها وبين الرجوع مايفوت الجماعة نعم ليفوت فضل الادراك وليس بواجب بل
يترك لاقل من هذا وهو السكينة في المشي بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاقضوا
فظهر ان الاستدلال ساقط من اصله ولله الحمد ١٢

قوله ولكن المراد به نفاق المعصية لا النفاق الاكبر اقول قد تبعه على ذلك القسطلاني في ارشاد
الساري والزرقاني في شرح الموطا والصواب عندي خلافه فان النفاق حقيقة في النفاق العقدي
فلا يصرف الى العملي الا بدليل وليس فيما ذكروا دليل يشهد به بل الدليل قائم على خلافه واما احتجاجه
بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلون في بيوتهم **فاقول** فيه كان فيهم بيوت من حول المسجد اهلها
وما خوطب بعضهم كعبد الله رضي الله تعالى عنه مؤمن خالص ابوه ابن ابي فكان يصلون رأس المنافقين فلعل
منافقيهم كان قد يرى بالصلاة في البيت عند اهل من منهم ان يشكوه الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
وقلب منافق رجس من هذا وحيلة الخبيثة اوهن من ذلك على ان تميز الله تعالى المنافقين
من المؤمنين قد تاخر زمانا فاحله صلى الله تعالى عليه وسلم العليم بعد بنفاقهم ولم يحكم على قلوبهم قبل اعلام
العليم الخبير فاجرت الاحكام على سنن حسن الظن نظرا الى ظاهر الاسلام اوان بعضهم كان
اعتذر قبل ذلك بانه يصلي في البيت واخبروا صلى الله تعالى عليه وسلم بذلك فهو موافقته على
سبيل الاعتذار الكاذب فذكره النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بناء على ذلك او هو ماش على
وجه التقدير اي وان صلوا في بيوتهم فيعرفون ان الصلاة في البيت لا تغني عن الشهود
فاقول الاعراض عنها انما يفيد تركها لا ترك اهتمامها وقد تركها وانما علمه صلى الله تعالى عليه وسلم
بانه لا صلوة لهم **فاقول** لا مانع من العقوبة على ترك الشهود وكان الله سبحانه وتعالى جازيهم

يوم القيمة على ترك الصلاة لقوله تعالى عنهم لم نك من المصلين وقد ذمهم الله تعالى بقوله لا
يأتون الصلوة الا وهم كسالى وهو سبحانه تعالى اعلم بهم وبانهم لا صلاة لهم لكسلهم او تشاغلهم
ثم في الاخبار بانهم منفعة بالغة وهي تعديم الحكم وانذار المؤمنين ان يفعلوا مثل مافعلوا وبا جملة فليس
فيما ذكروا مايقتضي بانهم مؤمنون وفي نفس حديث ما يشهد بانهم لا يدخل الايمان في قلوبهم وذلك
قوله صلى الله تعالى عليه وسلم والذي نفسي بيده لو يعلم احدهم انه يجد عرقا سمينا الحديث فهل يظن برجل
من احاد المسلمين ان وجدان عرق سمين احب اليه من شهود الصلاة في مسجد سيد المرسلين صلى الله
تعالى عليه وسلم خلف سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم فكيف بعد الذين شهد الله لهم بانه
حبب اليهم الايمان وزينه في قلوبهم وكره اليهم الكفر والفسوق والعصيان انما يأتي هذا من
الذين اذا قيل لهم تعالوا يستغفر لكم رسول الله لووا رءوسهم ورأيتهم يصدون وهم مستكبرون
كذلك الشقي الاكبر وكصاحب الجمل الاحمر واضرابهما رحمه الله الامام النووي حيث قال لا يظن
بالمؤمنين من الصحابة انهم يؤثرون العظم السمين على حضور الجماعة مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
وفي مسجده اهـ وهذا عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه شاهد بانه لقد رايتنا وما يتخلف عن
الصلاة الا منافق قد علم نفاقه او مريض ان كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي الصلاة
فتبين ان الحديث وارد في المنافقين الكافرين بعد ان ورده فيهم لا يخص الحكم بهم كما
نبه عليه القاري معه في المرقاة والله تعالى اعلم ١٢

قوله منها شرطا اي من النية ١٢

قوله عند الائمة الثلاثة اي القصد الذي هو النية ١٢

قوله ولا يعتد بما فعله ومعنى الحديث كانه يريد والله تعالى اعلم انه لا يعتد به في امتثال
امر المتابعة بل يكون آثما مخالفا لا انه لا يعتد به في جواز الصلاة او صحة القدوة فانه
خلاف المنصوص عليه في كتب المذهب والله تعالى اعلم ١٢

قولہ وسمعت منہ وکانت زوجۃ ابن عمر اما الادراک فنعم واما السماع فلا راجع الاصابۃ ۱۲

قولہ والعلمیۃ وھم من ذریۃ ادم بلاخلاف الا وفق قول ارشاد الساری انھم من بنی ادم علی الصحیح ۱۲

قولہ وقیل ھم من ادم ولکن من غیر حواء و ھذا ابطل الاقاویل ۱۲

قولہ کالارز طولہم مائۃ وعشرون ذراعا شجرۃ بالشام ۱۲

قولہ ان نفس العقد مدرج ولیس من قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اقول فی مسند الامام احمد حدثنا یعقوب (قلت ھو ابن ابراھیم بن سعد) ثنا ابی عن ابن اسحق قال ذکر ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن زینب بنت ابی سلمۃ عن ام حبیبۃ بنت ابی سفیان عن زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہم قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وھو عاقد باصبعہ السبابۃ بابہام وھو یقول ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل موضع الدرھم اھ وھذا نص فی ان العاقد ھو النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فما سمی العقد کان عقد عشرۃ لانہ ھو الذی یوازی قدر الدرھم فانہ عرض مقعر الکف علا انہ فی عامۃ روایات الصحیحین ومسند احمد وجامع الترمذی وسنن ابن ماجۃ ومصنف ابی بکر بن ابی شیبۃ وغیرھا عقد او حلق معطوفا علی دخل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم او خرج واستیقظ وبعد کل البعد جعلھا مدرجۃ ونسبۃ العقد فی بعض الروایات الی بعض الرواۃ لا ینافی نسبتہ الیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فالراوی ربما یبدی الفعل فعلا کما یرویہ قولا واللہ تعالی اعلم ۱۲

قولہ والجواب عن الثانی ما قالہ عیاض المراد ان التقریب بالتمثیل ھذا جواب اٰخر للقاضی وقدم قبلہ ابداء تعدد الواقعۃ فکانت واقعۃ حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ المذکور فیہ عقد تسعین قبل واقعۃ حدیث ام المؤمنین المذکور فیہ عقد عشرۃ کما فی شرح مسلم للامام النووی واقرہ علیہ ۱۲

قولہ انا امتہ الحدیث لبیان صورۃ خاصۃ معینۃ اقول لیس ھکذا بل المراد نفی ما علیہ الیہود والنصاری والاوائل من التوغل فی الفنون الحسابیۃ کما ھو مشاھد وما عجزت امتہ من التحدید قطعا ومعرفۃ العرب بعقد الانامل معلوم معروف ھم لا یعجزون بھذا عن کونہم امۃ امیۃ ۱۲

قولہ فکانہ کسبی مع ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام ای نفاستہ تجبر الکافر ۱۲

قولہ الحق والمعلنون بالکبائر واذن بالجواب لان ذلک من بعض الذنوب الخسۃ تشغل البال فلا یتیا فی العرض ۱۲

قولہ وجاء فی الحدیث ای ثبت بھذا الحدیث ۱۲

قولہ قلت الانجیل لیس فیہ حکم فلا حاجۃ الی قولہ الا بالانجیل اقول ھذا عجیب مع قولہ تعالی عن عبدہ عیسی علیہ الصلاۃ والسلام ﴿ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم﴾ وقولہ تعالی ﴿ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون﴾ نعم ھذا انما ھو فی الزبور فسبق ذہنہ منہ الی الانجیل ۱۲

قولہ ابو عمر سالم بن معقل نعم للاستشہاد ۱۲

الجلد الثامن

قولہ واما ابو حنیفۃ لیس ھھنا کلامہ ابن عمر ۱۲

قولہ واخرجہ ابن ماجۃ عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن یزید بن ھارون عن حماد بن سلمۃ عن خالد المذکور فیہ قصۃ ۱۲

الجلد التاسع

قولہ عن ابی ھریرۃ مضی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما یعلم الروح عن ابو ھریرۃ ھذا مصغرا فان ابن نیار الصحابی وابن ابی موسی الاشعری التابعی رضی اللہ تعالی عنہم کلاھما ابو بردہ مکبرا ومن یروی عنہ ھذا و بای سند رواہ ولو حلفت حلفت بارا انہ لا یزعم ھذا احد الا قد قفی علی نفسہ بالجہل العظیم فکیف یقضی جہلہ علی علم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقد علم العلماء بالسر انہ لا یتم لاحد منہم العلم الا بعد العلم بالروح وفیہم کلہم علماء بالروح مع انہم عبید الباب النبوی ولم یحوزوا ہذا العلم الا شیئا من العلوم والنعم الا بامدادہ وافاضتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما نص علیہ الائمۃ الکرام فایاک ان تنزل ۱۲

قولہ واختلفوا اصل تموت بموت الابدان والانفس اجماع اھل السنۃ والجماعۃ ان الروح

الا انہ لا تفنی ولا تموت کما بینا فی حیاۃ الموت فقول القائل انہا تموت ان حمل علی الروح الحیوانیۃ واوفقال لما ہو ولیس الغرض فی احتلفوا وعندہما یاتی وفی اہل السنۃ فان زعما یأتی ما ہو کفر صریح لا یقول بہ مسلم فضلا عن سنی ۱۲

قولہ وقال لعفیم ینبعث الارواح یوم القیامۃ ہو حق وخلافہ باطل بالنصوص القاہرۃ فلا یصغی الیہ ۱۲

قولہ ولا تبعث الابدان لانہا من الارض ہذا کفر صریح ومعاذ اللہ ان یکون قال بہ من یؤمن بالقرآن العظیم ۱۲

قولہ وحکی عن ابن علیۃ ایضا وہو من المعتزلۃ وقد قال عبد البر لا یخالف فی ذلک الا اہل البدع والضلال ۱۲

قولہ اخرجہ النسائی فی عشرۃ النساء عن محمد بن المثنی الشیخ ربما یسند الی النسائی ما فی سننہ الکبری دون المجتبی من ذلک قولہ الذی اول ۲/۲ ان النسائی اخرجہ فی کتاب الطب مع ان المجتبی من کتاب الخیل باب الشؤم فی الخیل لکن لیس فیہ لا عدوی ولا طیرۃ ۱۲

قولہ وقالت انما کان اہل الجاہلیۃ اقول ما قالتہ من قبل نفسہا بل رأتہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما ذکرتہ فی الحق المجتبی فی حکم المبتغی ۱۲

قولہ محل ہذا الحدیث فی الباب الذی قبلہ ولا یناسب ذکرہ ہنا والذی یبدو لی انہ رحمہ اللہ تعالی کان یکتب الابواب ویبیض لہا ثم یلحق بہا الاحادیث فوقع ہذا الحدیث فی البیاض المتقدم علی قولہ باب اعفاء اللحی وانما اراد وضعہ فی البیاض الذی بعدہ واللہ اعلم ۱۲

قولہ قلت علی الخدین لیس بشیء فان ما نبت علی الخدود لیس من اللحیۃ حتی جاز حلقہ ۱۲

قولہ فی باب حق الضیف فی الصوم ج ۵ ص ۳۲۲ ولیس فیہ تفصیل یتعلق بامر الضیافۃ ۱۲

قولہ لا یستلزم جواز التکنی للرجل قبل ان یولد لہ کیف وفیہ ایہام خلاف الواقع ان لہ ولد او قد لا یکون تزوج الی الآن فضلا عن الولد ولا توہم فی الصبی ہذا ما ظہر لی ولقائل ان یقول الم یکن الایہام فی الصبی حالا فیکون مآلا اذا بلغ فاقول اشتہارہ بہا من صباہ یدفعہ

الحلل العاشر ص ۱۹۶

قلنا عندہ من یعلم والا فالابہام لغیرہ باق لا شک وہذا اقرب الالحاق لما الاولیٰ فلا ۱۲

قولہ والحدیث من افرادہ قلت رواہ مسلم وابو داود والترمذی کلہم فی الآداب ۱۲

قولہ بلفظ اخبث الاسماء وبلفظ اغیظ الاسماء اقول لم ار لمسلم شیئا منہما ولا ما عندہ فی لفظین بل جمع الاخبث والاغیظ فی لفظ واحد ولم یضف شیئا منہما الی الاسماء بل الی رجل فان لفظہ اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ واخبثہ الخ وقد تبعہ القسطلانی ۱۲

قولہ وہذا ابلغ من قاضی القضاۃ اجبنا عنہ فی رسالتنا فی شہنشاہ ۱۲

قولہ واخرجہ ابن ماجۃ فیہ عن یعقوب بن حمید قلت وقد اخرجہ الترمذی عن ابن عباس عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲

الحلل الحادی عشر ص ۳۲۳

قولہ وقال الکرمانی قالوا ہذا الاسناد منقطع اقول ہذا باطل والذی ابداہ احتمالا ان زینب سمعت حبیبۃ وامہا جمیعا رضی اللہ تعالی عنہن ہو الحق الصواب ففی احدی روایات مسلم حدثنا حرملۃ بن یحیی انا ابن وہب اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمۃ اخبرتہ ان ام حبیبۃ بنت ابی سفیان اخبرتہا فقد صرحت زینب بسماعہا من ام حبیبۃ بل قد نص فی نفس الجامع الصحیح من علامات النبوۃ حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزہری قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمۃ حدثتہ ان ام حبیبۃ بنت ابی سفیان حدثتہا ۱۲

قولہ وصوابہ کما فی صحیح مسلم وفی الترمذی وسنن ابن ماجۃ ۱۲

قولہ زینب عن حبیبۃ عن ام حبیبۃ صح ۱۲

قولہ فی روایۃ سفیان یعنی جعل طرف السبابۃ فی وسط الابہام اقول قد صح من سفیان انہ عقد بیدہ عشرۃ رواہ مسلم والترمذی وابن ماجۃ فقول داودی بیان لہذا فلا اعتراض ۱۲

قولہ قلت لم تقتل الخلیفۃ العرب اقول لم یقل ان العرب قتلوہ بل یاجوج وماجوج فان منہم ملوکا لان الترک جبل منہم کما اخبر سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ وآخرون فالضمیر فی انہا للعرب

حاشیہ کنز العمال

کنز العمال پانچویں صدی ہجری میں کتب ستہ (صحاحِ ستّہ) کی یکجا تالیف و تدوین کی طرف فقہائے کرام نے توجہ فرمائی اور سب سے پہلے علامہ رزین العبدری السرقسطی (م ۵۲۵ھ) نے صحاحِ ستّہ کی تمام احادیث کو جمع کیا (بجائے سنن ابنِ ماجہ کے انہوں نے موطا امام مالک کی احادیث کو شامل کیا) اور اس کا نام تجرید الصحاح رکھا اور ابواب کے لحاظ سے ترتیب دیا۔ پھر علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے صحاحِ ستہ اور مشہور مسانید کو یکجا کر کے اس کا نام جمع الجوامع رکھا "کنز العمال" اس جمع الجوامع کی بہ ابواب فقہ، ایک گرانقدر تالیف ہے جس کے نامور مولف علامہ محمد متقیؒ علاؤ الدین علی بن حسام الدین جونپوری الہندی (م ۹۷۵ھ) ہیں۔ برِصغیر کے حنفی مسلمان آپ کی اس تالیف پر نازاں ہیں۔ یہ ایک بہت ہی عظیم کام تھا جو آپ کے قلم سے انجام کو پہنچا۔

"کنز العمال" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور محدثین مابعد میں سے بعض حضرات نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔ کنز العمال چار بہت ہی ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی۔ ان تمام مختصرات کنز العمال میں علّامہ ابن الربیع شیبانی الیمنی کی مختصر موسوم بہ "تیسیر الوصول الی جامع الاصول" بہت مقبول و مشہور ہے۔ فتاوی اور دسویں صدی ہجری کے مابعد میں تالیف ہونے والی کتب میں جہاں "تیسیر" کا حوالہ دیا جاتا ہے اس سے مراد یہی "تیسیر الوصول" ہے۔

حضرت علامہ علی متقی (علی بن حسام الدین) ۸۹۶ھ میں دکن (ہند) کے مشہور شہر برہان پور میں پیدا ہوئے۔ تحصیلِ علم کے بعد ۹۵۳ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور یہاں علومِ ظاہری و باطنی کی نشر و اشاعت میں ہمہ تن معروف ہو گئے اور اپنی بقیہ عمر مکہ معظمہ ہی میں گزار دی۔ ۹۷۵ھ میں مکہ معظمہ ہی میں وفات پائی۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس گرانمایہ کتاب پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ حاشیہ کسی جداگانہ نام سے موسوم نہیں بلکہ حاشیہ کنز العمال ہی سے اس کو موسوم کیا ہے۔

ص ۳۴۹

وفی قلنهم بیاجوج وماجوج ۱۲

قوله قلت قد ذکرنا فیما فیه الکفایة فی باب تغیر الزمان لم یذکر ان هذا عند تغیر الزمان لان القحطانی لیس من قریش ۱۲

قوله هذا الحدیث عن المشرو عنه خبر صحیح کذا نقله فی الفتح ۱۲ ص

قوله قلت لم یخل الا فی الوسط خلیفة منهم ابدی فی الفتح المغرب وهو الصحیح فذکر قید یونس ۱۲ ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ص ۳ قولہ رض رضی اللہ تعالی عن الامام المولف جمع فی الرمز بین رض و ض فاعلم انہ اذا ذکر احدہما مع غیرہ فان المولف غالبا یرتب الاسماء علی ترتیب الوفیات فبہذا ربما تعین انہ سعید بن منصور الامام المتقدم او الضیاء المحدث المتاخر اما عند الانفراد فلا یؤمن من خطأ النساخ سقطا وتحمالا فلیتنبہ ۱۲

ص ۴ قولہ البزاز الظاہر انہ بزائین کما ہو مکتوب وقد ذکر فی القاموس وتاج العروس البزازین من المحدثین المحجمۃ فمہملۃ اربعۃ وعشرین لیس فیہم احد یحیی بن ہلال ولا ادری لم الجعلہا رمز المسند الامام احمد بن عمرو ابی بکر والبزاز صاحب المسند الکبیر الشہیر ولعلہ لانہ اذا اتی بشیء منہ بقول البزاز واللہ تعالی اعلم ۱۲

ص ۶ قولہ اعنیت اخفیت ۱۲

قولہ فیقفی اللہ بحلہ فیقیض ۱۲

ص ۴۳ قولہ (ن عن جابر) فی المنہج ت ۱۲

ص ۵۲ قولہ کر عن البحتری ای والبحتری متروک ۱۲

ص ۵۷ قولہ واتباعہم النار من ہؤلاء واللہ الصوفیۃ الکرام وخذلۃ المتصوفۃ اللیام ۱۲

ص ۶۷ قولہ ذات شرف ای خطر یستشرف الناس کما سیاتی ۱۲

ص ۷۹ قولہ فیقول انت اعلم تفریع علی المنفی ای ان قلت کان کافرا یقول انت اعلم ای وانت اعلم بعبدی منی انا اعلم انہ مؤمن وانت تقول کان کافرا ۱۲

ص ۸۶ قولہ ویختلفون صوابہ وما یختلفون ۱۲

ص ۸۸ قولہ عن عکرمۃ قال لما قدم ہذا الحدیث موضوع باطل اراد واضعہ بہ ابطال القدر ۱۲

ص ۹۴ قولہ ابی زید فی مسند الدارمی ابی یزید ۱۲

ص ۹۹ قولہ قال عمر ۱۲

ص ۹۵ قولہ والاصبہانی زاد فی منتخبہ قط ۱۲

ص ۹۸ قولہ (ابن النجار) یاتی فی الحوض عزوہ للحاکم ۱۲

ص ۱۰۷ قولہ معفورا لکم زاد فی الترغیب ص ۱۲۵ قد بدلت سیاتکم حسنات وعزاہ لاحمد وابی یعلی والبزاز والطبرانی ۱۲

قولہ والضیاء ع طس ص عنہ کما یاتی ص ۱۱۱ ابن شاہین بالزیادۃ التی فی الحدیث بعث ۱۲

قولہ عن سہیل بن الحنظلۃ سب عن ابن مغفل کما یاتی ص ۱۱۱ العسکری فی الصحابۃ والبونوسی عن حنظلۃ العبشمیا ص ۱۱۱

ص ۱۱۳ قولہ الصادی الاول صوابہ البارئ کما فی الجامع الصغیر لان الہادی سیاتی ۱۲

قولہ الباطن السابع صوابہ الفاطر کما فی اصلہ سنن ابن ماجۃ ۱۲

قولہ الابد العالم ہو الواقع فی نسخۃ اصلہ ابن ماجۃ لکن فی التیسیر الابدی بیاء النسبۃ وہو الاظہر واللہ تعالی اعلم ۱۲

ص ۱۲۳ قولہ حب عن ابی ہریرۃ ویاتی عن طس ۱۲

~~قولہ عد عن انس والاصبہانی فی الترغیب کما فی القول البدیع والطبرانی الضیاء لحم~~

قولہ تعرض علی تتمۃ کما الضیا الطبرانی البدیع کما فی القول والاصبہانی فی الترغیب ۱۵۱

ص ۱۲۵ قولہ یعرض علی لا وجہ لترک البیاض فان قولہ قولوا اللہم تتمۃ ہذا الحدیث کما فی منتخبہ ۱

قولہ عق ابی ہریرۃ فیہ القدم الغنی السدی الصغیر المتہم بالکذب ۱۲

قولہ عن ابی ہریرۃ ہذا السند جید ۱۲

قوله ض وابن عاصم

ص١٢٦ قوله ويرد على لعل صوابه عليه ١٢

ص١٣٠ قوله طب وابن قانع ١٢

قوله عن الحكيم بن عمير مر ص١٣٠ الحكم ١٢

قوله عن الحكم بن عمير مر ص١٣٠ الحكيم ١٢

ص٢٢٨ قوله لا تعمل بها ١٢

ص٢٢٩ قوله انا القينا رجل اقول هذا رجل آخر غير صبيغ بدليل ما ياتي في صبيغ ١٢

ص٢١٣ قوله زاذان هو الصحيح ١٢

ص٣٠٢ قوله من حديثه والديلمي والحاكم كما يأتي آنفا ١٢

ص٣٠٣ قوله ولا الحسبة الا بالاستخراج اي محبة الناس له الا بان يخرج لهم عن شيء من دينه ويتبع هواهم ١٢

ص١١٧ قوله خد هو النسخة الصحيحة ١٢

ص١٨٣ قوله رجل هو الاقرع بن حابس ١٢

قوله قال الرجل ١٢

قوله زين وذمي شين فخرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال انما ذلكم الله الحديث هكذا هو في حفظي وما في الكتاب يوهم ان قائل هذا هو النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو بعيد والله تعالى اعلم ١٢

ص٢١٤ قوله ك عن ابن مسعود وقال صحيح على شرطهما ومن طريقه البيهقي وصحح الاسناد واستنكر المتن ١٢

قوله ه عن ابي هريرة والبيهقي والخ ابي الدنيا ١٢

قوله حم بسند صحيح ١٢

قوله هب بسند لا بأس به ١٢

جلد الثاني

ص٢٣٤ قوله ان ياخذ الدراهم اي في الاقتضاء ١٢

ص٢٣٥ قوله حم م ه عن ابي سعيد وسياتي بعين السياق عنه برواية حب لا يخالف الا في بعض الفاظ ١٢

ص٢٣٦ قوله من كانت لاخيه ليست الاحاديث من اول الباب الى هنا في الجامع الصغير فاذن هي في ذيله ١٢

قوله حم خ والترمذي ١٢

ص٢٣٩ قوله عن عائشة ويأتي في ص٢٣٩ ١٢

ص٢٤٠ قوله العجب الرب لعل الهمزة زيادة الناسخ ١٢

ص٢٤١ قوله حب عن ابي سعيد تقدم عن حم م ص٢٣٥ ١٢

قوله قتل تسعة وتسعين الكلام الذي بعده يدل على ان هنا سبعة بتقديم السين ١٢

قوله فقتله فصار وتسعة وتسعين ١٢

قوله قد قتل مائة هذا يدل على انه سقط من الكتاب ذكر ذهابه الى راهب آخر قبل هذا ١٢

ص٢٤٣ قوله حم دت صوابه ه ١٢

ص٢٤٤ قوله عليه على للغد ١٢

ص٢٤٥ قوله انا الا برحمة الله ومن رحمته به ان جعله معصوما صلى الله تعالى عليه وسلم

ص٢٤٦ قوله على الخلائق المسلمين منهم خاصة ١٢

ص٢٥٠ قوله نسخة موضوعة غير ان الحديث صحيح مشهور كاد ان يتواتر او قد ١٢

ص٢٧٧ قوله حم عن زيد بن خالد وابن ابي شيبة كما في نصب الراية من باب التمتع كتاب الحج ١٢

ص٢٨٢ قوله عن راشد بن حبيب الذي في منتخبه المصري حبيش وكذا في النبراس قال واسناده صحيح ١٢

ص٢٨٦ قوله صدره الى قوله قلت واحد كما رأيت في المسند ١٢

ص٣٣٢ قوله لا تسموها اي بالمدينة الطيبة ١٢

ص۲۳ قولہ ان یعیرہ والذی فی شرح معانی الآثار فمن شاء ان ینیرہ فلینیرہ ١٢

قولہ من شریح صوابہ بسریع ١٢

ص٧٣ قولہ ت ہ عن ابی ہریرۃ یمس عندہ الاقبلۃ ١٢

ص٧٥ قولہ سواک سواک ہکذا فی الجامع الصغیر ١٢

ص٧٦ قولہ اذا قام احدکم للیلی کذا ہو فی اصلہ الجامع الصغیر ١٢

قولہ ص عن مکحول مرسلا الذی فی الجامع الصغیر ابو نعیم فی کتاب السواک عن ابن عمرو

قال المناوی وفیہ ابن لہیعۃ فلعل فیہ اختلاف النسخ ١٢

قولہ ابن جریر وابن ابی خیثمۃ لسند حسن واحمد ١٢

ص٧٧ قولہ طس ف انظر لعل فیہ خطأً فانہ لا نوخز النسائی عن الطبرانی ١٢

قولہ حل عن جابر قد تقدم من الجامع الصغیر وفیہ العز وللضیا ء صدر ص٧٦ ١٢

ص٧٨ قولہ ت عن حذیفۃ الذی فی التیسیر فی ١٢

قولہ عن ابی روع الکلاعی فی التیسیر ابی روح بالحاء واسمہ شبیب ١٢

قولہ الشیبانی صوابہ بالمہملۃ ١٢

قولہ م عن ابن عمر لم ارہذا الحدیث فی نسخۃ الجامع الصغیر التی شرح علیہا فی التیسیر ١٢

قولہ م عن ابن عمر لم ارہ لمسلم ولا غیرہ من الستۃ الا ابن ماجۃ ١٢

ثم راجعت منتخبہ المطبوع بمصر فوجدتہ قال ہ عن ابن عمر ہو الصواب ١٢

ص٧٩ قولہ ہ عن ابن عمرو والنسائی ١٢

قولہ م لعل صوابہ حم فلیس الحدیث لمسلم ١٢

قولہ دن محلہ فی سننہ الکبری والا ففی المجتبیٰ بحفظ الاول

قولہ الحاکم فی الکنی وسیاتی عنہ بقصتہ ص ١١٥

ص٨٠ قولہ ت ہ واحمد کما فی المسانید ١٢

جلد الحاکم

عن عمر صوابہ عمہ وہو عبداللہ بن زید بن عاصم ١٢

ص١٠٢ قولہ ص واحمد فی مسندہ ١٢

ص١٠٣ قولہ د ت ن ہ اقول لم ارہ عند ن ولما د ت فلم یذکرا منہ الا المرفوع دون قول ابن

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ١٢

قولہ عب وابن جریر کما فی الدر المنثور ١٢

قولہ عب و عبد بن حمید کما فی الدر المنثور ١٢

ص١٠٥ قولہ عن سفیان الذی بعد احادیث عن شقیق بن سلمۃ ١٢

قولہ عن ابی وائل ہو شقیق بن سلمۃ ١٢

ص١٠٨ قولہ او الطیب بمعنی بل ١٢

ص١٠٩ قولہ (خش) ہو عند البخاری نحوہ عنہ ١٢

ص١٢٠ قولہ ولا یتوضا ومر معناہ مرفوعا ص٨١

ص١٢٢ قولہ فلیتوضا ای لیغسل یدہ لما یاتی آنفا ١٢

ص١٢٣ قولہ فیکون بعدہ الامر ای فیکون الآخر ناسخا ١٢

قولہ فساءنی خشیۃ ان یکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجد علیہ ١٢

قولہ حتی خشی ١٢

ص١٤٢ قولہ مسند ثعلب الذی رأیتہ فی دہلب ولیس فی رواۃ الستۃ من اسمہ ثعلب لاصحابی

ولا غیرہ ١٢

قولہ مسند ابی ثعلبۃ ہو الخشنی ١٢

قولہ (ش) قلت ورواہ احمد والشیخان وابو داود والترمذی ١٢

ص١٨١ قولہ عن ابن عباس قلت ورواہ ابن ماجۃ عنہ بلفظ لا تدیموا ١٢

قولہ (خ عن ابی ہریرۃ الذی فی التیسیر تخ قال رمز المصنف لحسنہ وقال فی شرحہ الکبیر لصحتہ ١٢

نعم ہو عنہ فی خ تلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد ۱۲

کذا فی المنتخب وہو الصواب ۱۲

قولہ (م عن ابن عمر) الذی فی التیسیر عد ۱۲

کذا فی المنتخب وہو الصواب ۱۲

قولہ (عن جبل) سقط من ہہنا لا اقول وقد رواہ مسلم فی صحیحہ و ہو موجود فی منتخبہ وقد

رواہ ابن ماجۃ ۱۲

ص ۱۸۲ قولہ ق ص الذی فی منتخبہ حق ض وہو الصحیح اولا وجہ لتاخیر ص عن ق کثر من رمو

ق لیس من رموز الذیل وقد تقدم لابن ماجۃ ۱۲

سقط من ہہنا حدیث کل مع صاحب البلاء تواضعا لربک وایمانا

الطحاوی عن ابی ذر وہو موجود فی الجامع الصغیر وفی منتخب الکتاب ۱۲

ص ۱۸۶ قولہ (د عن ابن عباس) اقول انما رواہ عن ابن عباس عن عبد الرحمن بن عوف

رواہ فی اوائل کتاب الجنائز ۱۲

قولہ (حم عن عائشہ) بسند حسن کما فی ارشاد الساری ۱۲

قولہ ورجز رجسا ۱۲

قولہ (حم یأتی بتخاریج آخر فی ۳۸۳ ۱۲

قولہ عن ابی ہریرہ مر دلہ ۱۲

ص ۱۸۷ قولہ عن اسامۃ بن زید مکرر مع ما مر صدر الباب ۱۲

ص ۱۸۸ قولہ حم طب والطحاوی فی شرح معانی الآثار ۱۲

ص ۱۹۱ قولہ وکان بدریا وقع فی المنتخب بدویا بالواو والصواب ما ہہنا ۱۲

ص ۱۹۳ قولہ (ابن جریر) اقول رحم اللہ الامام کثیرا ما جرینا علیہ فی کتبہ کجوامعہ والخصائص

الکبری وغیرہا الجاد النجعۃ وکان مقصودہ رحمہ اللہ تعالی ان یبین لامثالنا القاصرین

قولہ لا تصل الیہ ایدینا والحدیث موجود فی صحیح البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بعین اللفظ

بزیادۃ ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر بعد قولہ ولا عدوی ۱۲

والجواب ان الخرزو تتبع اللفظ فلا جل اشتمال خ علی الزیادۃ لم یعزہ ہہنا وسیاتی عزوہ

الیہ بلفظہ فی العدوی ص ۱۹۷ ۱۲

ص ۱۹۶ قولہ (ک حق عن عائشہ) والامام الطحاوی وابن جریر ۱۲

ص ۱۹۷ قولہ (حم ن عن ابن مسعود) لعل صوابہ ت للترمذی انظر ما کتبناہ علی ہامش منتخبہ

جرم ص ۲۵ ۱۲

ص ۱۹۹ قولہ وطارت سوۃ الذی رأیتہ فی غیر ہذا الکتاب طارت منا شقۃ فی السماء وشقہ فی الارض ۱۲

ہو شرح معانی الآثار للامام الطحاوی فی مسند امام احمد

ص ۲۰۶ قولہ (م عن انس) الذی فی المنتخب عد وہو الصواب ۱۲

ص ۲۳۲ قولہ والائمۃ وروی الدارمی نحوہ ۱۲

قولہ فی المواعظ وفی حدیث انہ امسکہ عندہ سنۃ ثم قال لست منہم ۱۲

ص ۲۳۸ قولہ (کر) وابن عبد البر کما سیاتی ۱۲

قولہ (کر) ورواہ الدارمی عنہ وعن صحابیین آخرین ۱۲

ص ۲۳۹ قولہ ابن عبد البر) وابن عباس کما مر ۱۲

ص ۲۴۰ قولہ حم ع والدارمی ۱۲

ص ۲۴۱ قولہ ابو الحسن ای علی کرم اللہ تعالی وجہہ ۱۲

ص ۲۴۲ قولہ (کر) والدارمی ۱۲

ص ۲۴۳ قولہ الجوہری والدارمی الا قولہ الا ان لکل شیئ الخ ۱۲

ص ۲۵۵ قولہ مما تینک فیہ سقط نظیر ما بعدہ ۱۲

ص ۲۲۱ قولہ تجبی تجبی ۱۲

قولہ ان نجبک نحییک ۱۲

ص۳۲۳ قولہ ق فی الدلائل وابونعیم کما فی الخصائص الکبری ص۱۳۱ ۱۲

ص۵ قولہ اقرب کاخ لاب وام واخ لاب ۱۲

قولہ بقیاتلہم صوابہ ان شاء اللہ تعالی لیعاقلہم ویعادہم یدل علیہ ما یاتی ص۵ فی ذیل السکوت ۱۲

ص۷ قولہ حق والحاکم کما فی الدر المنثور ص۱۲۷

ص۱۰ قولہ ان الرجل المعنی ان الرجل یرثہ اخوہ لابیہ وامہ لا القوۃ لابیہ ۱۲

قولہ جعل لہ المال لانہ جمع القرابتین من جہتہ الاب والام فکان کالاخ لاب وام یحجب الاخ لاب ہذا ما ظہر لی فی توجیہہ ثم رأیت التصریح بہ فی روایۃ للدارمی قال فانزلہ بمنزلۃ الاخ من الاب والام ۱۲

ص۱۱ قولہ عب ‌م والدارمی ۱۲

قولہ مالک عب ص م والدارمی ۱۲

قولہ ص والدارمی ۱۲

ص۱۵ قولہ قال او عمر ۱۲

ص۱۷ قولہ عن الشعبی قال اختلف نعی نبی المسألۃ للخلفاء الاربعۃ رضی اللہ تعالی عنہم اربعۃ اقوال والخامس قول ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

قولہ وقال زید وہو قول الفاروق رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

قولہ وقال ابن عباس وہو قول الصدیق والمتمتعا رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲

ص۱۸ قولہ بشتی شتی ولیراجع ۱۲

ص۱۹ قولہ الرجل امہ لغیرہ مابعث ۱۲

ص۲۰ قولہ ض زاد فی الدر المنثور ابن جریر وقال بدل الشاشی الساجی ۱۲

المجلد السادس

قولہ الکلالۃ فی ابن جریر والدر المنثور بتثلیث لفظ الکلالۃ ۱۲

ص۴۸ قولہ لعبدی الاولی بلوی اہل مصر ۱۲

قولہ والثانیۃ واقعۃ کربلا ۱۲

قولہ والثالثۃ ~~تستحل~~ تستحل فیہا واقعۃ الحرۃ ۱۲

قولہ والرابعۃ صماء عمیا فتنۃ تتارا والدجال ۱۲

ص۵۲ قولہ لہا کیف الذہبی والعسقلانی ۱۲

قولہ وسندہ حسن قلت الحدیث فی صحیح مسلم باتم من ہذا ۱۲

ص۵۳ قولہ فی الاشتمال قلت سبحن اللہ بل ہو فی الصحیحین ۱۲.

ص۶۳ قولہ ش ونعیم والدارمی ص۳۶ ۱۲

ص۷۱ قولہ لصاصا جرادین لصوصًا جرادین ای یغیرون الناس شیابہم ویتہبونہا والجرد اخذ الشیٔ عن الشیٔ جرفا وعسفا ۱۲

ص۷۲ قولہ من امتہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲

قولہ الاثلاث لم یقل اثنان لانہ لو لم یبق الا اثنان لاستحال ان یکون احدہما علی خلاف اہل السنۃ لان سوادنا ہو الاعظم الی یوم القیامۃ ۱۲

ص۷۶ قولہ یخرجون آخرہم لفظ ن لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرہم مع المسیح الدجال والظاہر سقوطہ من ہنا ۱۲

ص۱۰۰ قولہ فضل ایمان جبریل علی ایمانی تواضع منہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وانما ذلک قوۃ قلبہ وسعۃ ظرفہ وعظم استعدادہ للتجلیات العظیمۃ الجلیلۃ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقد تاسّی بہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صاحبہ الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالی عنہ اذ رأی قوما حدثاء الاسلام یقرؤن القران ویبکون فقال ہکذا کنا ثم قست القلوب فقد عبر بالقسوۃ عن القوۃ ۱۲

ص۱۰۱ قولہ ک عن ابی ہریرۃ یاتی آخر ص۱۱۰ بزیادۃ مخرج آخر ۱۲

ص ۱۰۲ قولہ عن عمر ہکذا فی الدر المنثور ص ۱۵

قولہ عن عمر الذی فی التیسیر عن ابن عمر ۱۲

قولہ وعن المستورد الذی فی التیسیر وعن المسور وہو الصواب ۱۲

قولہ عن ابن عمر الذی فی التیسیر عن عمر ۱۲

قولہ عن ابن عمر ہکذا فی الدر المنثور ۱۲

ص ۱۰۵ قولہ فاضکنی فاضحکنی ۱۲

ص ۱۱۶ قولہ عن ابی الفضل صوابہ ابی الطفیل ۱۲

قولہ وجبیر بن مطعم صوابہ بن ۱۲

ص ۱۵۶ قولہ اخوک خطاب لاحد الریحانتین رضی اللہ تعالی عنہما ۱۲

قولہ ماہو المستقی اولا من الریحانتین رضی اللہ تعالی عنہما ۱۲

قولہ ماسعو من ہہنا جواب لسوال الزہراء رضی اللہ تعالی عنہما ۱۲

قولہ وایاک خطابا للزہراء رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

قولہ وایاک وہما الحسنان رضی اللہ تعالی عنہما ۱۲

قولہ وہذا الراقد علی کرم اللہ وجہہ ۱۲

ص ۱۵۷ قولہ یاتی الوحید الشہید ہذا اللفظ فی حفظی بابی واللہ تعالی اعلم ۱۲

قولہ فانہ مسوس صوابہ مخشوشن ای شدید ۱۲

ص ۱۹۳ قولہ وان خیر ہذہ الامۃ محل صوابہ حَبْر بحاء مہملۃ ثم موحدۃ بل ہو ہو حبرنا ۱۲

ص ۱۹۴ قولہ ابو سعید ابو قتادہ انس صدیقہ ابو رافع ام سلمہ ابو الیسر زیاد بن القرد

عمرو بن العاص عمار بن یاسر ابن عباس حذیفہ ابوہریرہ جابر بن سمرۃ جابر بن عبد اللہ

ابو امامۃ کعب بن مالک ابن مسعود ابن عمر زید بن اوفی عمرو بن میمون ۲۱ انفرا فہو متواتر ۱۲

ص ۱۸۹ قولہ سوا یعنی ابا بکر صوابہ یعنی ابی بکر ۱۲

قولہ عن عبد اللہ بن عقیل صوابہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل کما فی الاکتفاء ۱۲

ص ۱۹۹ قولہ تخ طب ک وعزاہ فی الصواعق لہ فی الاوسط منفرد ۱۲

ص ۲۰۳ قولہ اتر حو سلب فی الصواعق صاحب ۱۲

ص ۲۰۷ قولہ عد عن ابن عباس وعزاہ فی ص ۱۴۲ لہ ولابن عساکر ۱۲

ص ۲۳۷ قولہ مثل فی عموم الرحمۃ فیکونون کالخلیل رحماء بکل شئ ۱۲

ص ۲۹۷ قولہ فان کل شیء لعل صوابہ فان کل نبی ۱۲

ص ۳۰۳ قولہ وسندہ حسن ورواہ عنہ طب کما تقدم ص ۱۱۸

قولہ حدثنا الحسن بن علی ورواہ ابو نعیم والبیہقی عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ

عن ہشام بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ منقطعہ غیر ان فیہ زیادہ خمسۃ تصاویر لساداتنا لوط

واسحق ویعقوب واسمعیل ویوسف علیہم الصلاۃ والسلام واختلاف فی لون موسی علیہ الصلاۃ

والسلام وفی حلیۃ داود علیہ الصلاۃ والسلام وقد ذکرہ بطولہ فی الخصائص ص ۱۳۱ ۱۲

ص ۳۰۸ قولہ قال القاضی معافر بن زکریا ۱۲

ص ۳۲۸ قولہ فی العبش صوابہ فی اربع ۱۲

ص ۳۳۹ قولہ من المنافقین جالس لا یصلی ۱۲

قولہ وانت جالس لا تدخل فی الصلاۃ ۱۲

ص ۳۸۹ قولہ فان اللہ قتلہ ای حبب الیہ تعالی وطاعتہ والقیام بامرہ فتنۃ اذ لو لا ذلک لہان

علیہ خلع قمیص کان اللہ تعالی البسہ وکان الناس یریدون نزعہ وما زنح خصلۃ

تقتصر علیہ ولا تعدوہ بل انا الینا فی ہذا معہ اقتل کما قتل رضی اللہ تعالی عنہما ہذا

معنی ہذا الکلام القرشی ۱۲

ص ۳۱۵ قولہ حتی طلحۃ رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

المجلد السابع ص ۲ قولہ عن ابی العبرۃ صوابہ ابی نضرۃ بالنون والمعجمۃ ۱۲

قولہ جبیر او جبیر صوابہ جابر او جویبر والحدیث فی الادب مفرد صـ ۹۲ ۱۲

صـ ۵ قولہ بدعولی لعن صوابہ بدعولی ۱۲

صـ ۵۴ قولہ قال قال علی بن ابی طالب الذی فی منتخبہ فقال لی علی الخ ۱۲

قولہ بہا الامور صوابہ کما فی منتخبہ بالامور ۱۲

صـ ۵۹ قولہ الی قبر عبداللہ بن عمرو رحم اللہ العالم الکامل العارف الجامع سیدی علیا المتقی وحمی: ہذا لیس بابن عمرو بن العاص الباقی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسیاط بیانہ او الد جابر رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲

صـ ۶۰ قولہ عبداللہ بن ابی ماکان سائغ ادخال اللعین فی باب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم وغفر لی الشیخ المسلمین ۱۲

صـ ۷۱ قولہ فاسلموا ای لو نفاقا فخادعنہ لہ والذین آمنوا ۱۲

صـ ۱۰۳ قولہ وجاہ صوابہ حاء بالمہملۃ ۱۲

قولہ الدیلمی سیاتی من طب وابن مندۃ صـ ۲۱۸ ۱۲

صـ ۱۴۱ قولہ وقال ہذا ای زاہد ابیہ ۱۲

صـ ۲۰۳ قولہ (ن عن اوس وابن مردویہ فی التفسیر ۱۲

صـ ۲۰۴ قولہ حم ہ وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ ۱۲

قولہ ک وصححہ ۱۲

قولہ فی البعث وابن عساکر ۱۲

قولہ عن ابن عباس وابن مردویہ بسند رواہ ۱۲

صـ ۲۰۶ قولہ کیف انتم صوابہ انعم بالعین بعد النون ۱۲

قولہ اربعین صوابہ اربعون کذلک فی الحدیث

صـ ۲۰۷ قولہ لوادی قوم کنتم امواتا ۱۲

قولہ خفراء خاحیاکم ۱۲

قولہ ثم تمریہ بحیتکم ثم ۱۲

قولہ ثم تمریہ ثم یحییکم ۱۲

صـ ۲۱۵ قولہ (ہ عن انس وباقی عن ع صـ ۲۱۹ ۱۲

صـ ۲۱۷ قولہ ومضر انما اقول قالوا یا رسول اللہ لیس بیۃ من مضر قال انما الخ ۱۲

صـ ۲۱۸ قولہ حتی جاء صوابہ حاء بالمہملۃ کما فی مجمع البحار من حولی وحکم ۱۲

قولہ وابن مندۃ والدیلمی کما تقدم صـ ۱۰۳ ۱۲

قولہ جاء جباء ۱۲

قولہ ابن عساکر والحکم علی ما یظہر من الصواعق صـ ۱۴۰ ۱۲

قولہ عب یاتی موصولا عن جابر بروایۃ ک فی الحدیث ۲۳۹ و ۲۳۱ و ۲۳

صـ ۲۱۹ قولہ عن انس مر بالبسط واخصر عن ابن ماجۃ صـ ۲۱۵

صـ ۲۲۰ قولہ جاء وحکم صوابہ حاء وحکم ۱۲

صـ ۲۲۲ قولہ وعرضہ الذی فی الدر المنثور ارضنا بالالف وہو الصواب ان شاء اللہ تعالی ۱۲

صـ ۲۲۳ قولہ یا ابنۃ یعنی الانصار وقال ہذا لامراۃ حمزۃ رضی اللہ تعالی عنہما کما یاتی اول صـ ۲۴۵ ۱۲

صـ ۲۵۹ قولہ قیل لعبداللہ بن عمرو ۱۲

قولہ یومئذ معاویۃ کان ہذا التحدیث من عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما فی امرۃ معویۃ رضی اللہ تعالی عنہ فلما حدث ان امیر المؤمنین یصلی بالناس سألہ احد الحضار ہل یکون ذلک فی امرۃ معویۃ قال لا ۱۲

صـ ۲۶۶ قولہ او سمع کلامی وہو الخضر علیہ الصلاۃ والسلام ۱۲

صـ ۲۶۸ قولہ من تحت للغارۃ بالغین وصوابہ بالنون کما یاتی ۱۲

قولہ ذکر م ورواہ بنحوہ ابن جریر فی سورۃ الانبیاء

وقد روى الحديث مسلم عنه في صحيحه والترمذي وابن ماجة والامام احمد مع نقص وزيادة ۱۲

ص ۳۳۲ قوله نغتها صوابه كما في كف الرعاع ص ۱۵ فغنتها فقال ۱۲

قوله عن ايوب صوابه عن ابي ايوب كما في كف الرعاع ص ۱۵۳ ۱۲

ص ۳۳۳ قوله الزمارة (خط عن علي) اسقط الناسخ هذا وجعل الحديثين واحدا ۱۲

قوله بمثلها قط نقله عن هذا الكتاب في شرح سفر السعادة فعزاه للدارقطني والديلمي فلعله جعل قط رمزا ويوافقه الزفي كف الرعاع نقل الحديث الى حد سما ولم يذكر لفظة قط لكن لم يعزه الا للديلمي الشيء آخر انه جعل الحديث عن ابن عباس ۱۲

قوله الديلمي سقط ذكر الصحابي وهو انس رضي الله تعالى عنه كما في المقاصد الحسنة قال اخرجه الديلمي من حديث سلمة بن علي ثنا عمر مولى غفرة عن انس به مرفوعا ولا يصح كما قاله العنوي ۱۲

ص ۳۳۴ قوله ض صوابه ض كما تقدم في الصفحة الماضية ۱۲

قوله وابن حلة صوابه عن حازم بن جبلة كما في الميزان ۱۲

قوله ويكثر يكسر ۱۲

ص ۳۳۵ قوله اذوم الشباب فعل صوابه لشباب اذ لا محل للتوقيف وسياق الكلام يدل ان الداعي هو النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲

ثم وجدته كما ضبطه في منتخبه المغري ۱۲

ص ۱۷ قوله والا التنفاع الذي في طرف اللسان له والاقتناع ۱۲

ص ۴۳ قوله فسلموا لعل صوابه فسموا اي قولوا بسم الله ولا يبعد ان يكون ما تقدم ايضا فليستم وفسموا يؤيده لحديث لجيد ۱۲

ص ۶۹ قوله شريطا سندي بان ۱۲

قوله ولقد بچهٔ گوسفند ۱۲

المجلد الثامن

قوله في الطريق اي الزموا الطريق ۱۲

ص ۹۰ قوله (ت عن جابر) ليس عنده فيما رأيت الا ذكر صوت واحد واختصر ذكر صوت النغمة ۱۲

ص ۲۴۴ قوله ه عن انس وياتي آخر الصفحة الآتية عن ابن عدي وابن عساكر عنه ۱۲

ص ۲۵۱ قوله (ن عن ابي هريرة) الذي في التيسير ت وهو صواب لا شك فانه في الجامع ولم اره للنسائي ۱۲

ص ۲۵۲ قوله عبد بن حميد وابن ابي شيبة كما في الدر المنثور ۱۲

ص ۲۵۶ قوله او بنصف دينار الذي في د ص ۳۵ فليتصدق بنصف دينار اهـ ۱۲

قوله (د عن ابن عباس) نعم هو عند ن ص ۴۹ نعم هو عند ت ص ۴۷ ولا ص ۸۸

قوله (د ت ن) لم اره لابي داود ص ۳۵ ولا النسائي ص ۴۸ نعم هو عند ت ص ۴۷

ص ۲۵۷ قوله عنه ذلك لعل اللفظة عن كما تدل عليه الاحاديث السابقة وما ذكر المؤلف في آخر هذا الحديث ۱۲

ص ۲۷۱ قوله حم ق لم اره بهذا اللفظ لهما ۱۲

ص ۲۹۱ قوله وابن جرير قطق وابن ابي حاتم ۱۲

ص ۳۰۵ قوله بخمسين دينارا كذا هو في منتخبه ص ۲۱۶ والذي في سنن الدارمي ص ۱۳۲ فامره ان يتصدق بخمس دينار وهكذا ذكره في المرقاة خمس دينار وفي مرسل آخر عند ابي داود يقع ههنا العبد حبا خمسي دينار بالتثلثة في النسخ الثلثة فالذي وقع ههنا عبد حدا ۱۲

[illegible]

قوله وحسن الدارمي ۱۲

ص ۳۱۱ قوله الا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲

ص ۳۱۳ قوله فحابنا اي سبلغه ۱۲

قوله ذلك ولنشيت اي ما افتيت به زينب رضي الله تعالى عنها ۱۲

اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

کتاب کا تعارف:۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تراجم احوال پر ایک بہت ہی جامع اور ضخیم کتاب چار جلدوں میں ہے۔ اس کی تالیف سے قبل تیسری صدی ہجری میں امام ابوعبداللہ محمد بن سعد الزہری نے خاص صحابہؓ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب مرتب کی تھی جو طبقاتِ ابنِ سعد کے نام سے مشہور ہے۔ ابن سعدؒ کے بعد پانچویں صدی ہجری میں حافظ امام ابوعمر یوسف بن عبد البرّ اندلسی نے اس موضوع پر ایک بہت ہی ضخیم کتاب "الاستیعاب" کے نام سے مرتب کی۔ ساتویں صدی ہجری میں علامہ ابنِ اثیر نے "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" تالیف کی۔ نویں صدی ہجری میں اصابہ فی معرفت الصحابہ مرتب ہوئی۔ جس میں ان تینوں مذکورہ کتب کے بنیادی نکات یا مواد کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

مصنف کا تعارف:۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ کے مولف علامہ شہیر حافظ احمد بن علی حجر عسقلانی شافعی ہیں۔ علامہ حجر عسقلانی ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی المصری (٧٧٣ھ) مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ زبردست محدث فقیہہ اور کثیر التصانیف صاحبِ قلم تھے۔ چونکہ آپ نے ٨٥٢ھ میں انتقال کیا اس لیے آپ کا شمار نویں صدی ہجری کے حفاظ و محدثین اور فاضلوں میں کیا گیا ہے۔ آپ کی شہرت کا خاص موجب آپ کی بعض گرانمایہ کتب ہیں۔ ان تمام تصانیف میں فتح الباری شرح بخاری، ہدی الساری (شرح بخاری) تہذیب التہذیب، اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور الدرر الکامنہ فی الاعیان المأۃ الثامنہ، نخبۃ الفکر ہے۔ ویسے آپ کی گرانمایہ تصانیف کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔

امام احمد رضاؒ نے آپ کی اسی مشہور تالیف "اصابہ فی معرفۃ الصحابہ" پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ص۲ قولہ علی ثلاثۃ اقسام فالاول صحۃ الروایۃ والثانی ضعفہا والثالث الوجہ الاخر سوی الروایۃ تکونہ امیر وکانوا لا یؤمرون الا الصحابیا وکونہ مکیا او طائفیا او انہ اسلم فی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲

ص۶ قولہ وبذا التفسیر حیث نسب الی الحافظ مع وجودہ عند المحدثین ۱۲

ص۵ قولہ احد بحجۃ الوداع بل کلہم اسلموا قبلہا وشہدوہا کما یاتی ص۳ ۱۲

ص۹ قولہ سعد الاسود بن ابی البختری اقول لکن ذکر فی الکامل ج۳ ص۹۹ عن الاشتر انہ قتل یوم الجمل آخذا الخطام الجمل ۱۲

ص۸ قولہ تعنی بن الذی فی ا سند فی ضمن مسند عبد اللہ بن عمرو العاص ج۲ ص۲۰۱ عن صدقہ بن ابی لیلۃ حدثنی معنی بن ثعلبۃ المازنی والحی بعد قال حدثنی الاعشی المازنی الحدیث ۱۲

ص۱۰ قولہ صحبتہ واعوذ باللہ ان یکون صحابیا فقد ذکر فی الکامل ج۳ ص۱۰۱ انہم لما وضعوا ہودج ام المومنین صلی اللہ تعالٰی علی بعلہا الکریم وعلیہا وبارک وسلم جاء المذکور فاطلع فی الہودج فقالت الیک لعنک اللہ فقال واللہ ما اری الا حمیراء فقالت لہ ہتک اللہ سترک وقطع یدک وابدی عورتک فقتل بالبصرۃ وسلب وقطعت یدہ ورمی عریانا فی خربۃ من خرابات الازد اھ ۱۲

ص۱۲ قولہ اعتقب دراجع الزرقانی ج۳ ص۳۲ ۱۲

ص۱۲ قولہ وتبنی رسول اللہ تاتی الادبیات مع زیادات فی سار یہ ۱۲

ص ۱۹۳ قوله احمد بن جعفر احمد بن جحش کذا ذکر فی کنز العمال ج ۲ ص ۱۹۸ وان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدقہ علی شعرہ ولم یذکرہ فی المنتخب الا تومن من الغلط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

ص ۲۸۴ قوله یستقرهم یستنفرہم بالفاء ۱۲

ص ۲۹۲ قوله یضحک تضحک ۱۲

ص ۳۰۶ قوله وهرم صوابه هدم بالدال ۱۲

قوله مسعدة ویاتی فی الیسار هدم بن مسعود ۱۲

ص ۳۲۶ قوله وصیفها وضیفها ۱۲

ص ۳۳۴ قوله یقال ان لابیه اقول لبکر الاسد کما ذکر فی کنز العمال ج ۲ ص ۱۷۹ وان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعرہ وعلمہ سورۃ الاخلاص ۱۲

ص ۳۸۸ قوله فرجع مرجع ۱۲

ص ۴۰۲ قوله فی ترجمته هذا اخطأ فاحش منهم نشا من اشتراک الاسمین ۱۲

قوله عن علی بن یزید الحدیث فی تفسیری ابن جریر والبغوی بالطریق المذکور ۱۲

ص ۴۰۳ قوله ولا عمر ولا عثمن ۱۲

قوله فالظاهر ای الواضح الجلی البین الذی لا یکن غیرہ ۱۲

ص ۴۱۱ قوله حرثم دهم ۱۲

ص ۴۱۵ قوله من استفهامیة ۱۲

ص ۴۳۳ قوله الحدیث مذکور فی خلق سیاکل من الجامع الکبیر کنز العمال ۱۲

ص ۴۴۰ قوله منافقوهم کانه اراد واللہ تعالیٰ اعلم الخوارج الذین کان یقال لهم القراء ۱۲

ص ۴۶۲ قوله وبین جبیر ذکر الحافظ فی التقریب جبیر بن نفیر بن مالک الحضرمی وقال ثقة جلیل من الثانیة مخضرم ولابیہ صحبة فکانہ سہو او هذا الا فی عهد عمر اه ۱۲

قوله فی حبیر الکندی انما تقدم حبیر الکندی وعلم تقدم ذکر الفرق وما یلیہ اصلا ۱۲

ص ۴۸۴ قوله افضل الناس ای للفقراء والمساکین لکثرۃ جودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لفقیرہ والجدہ ۱۲

ص ۴۸۹ قوله موصولة عند الدارقطنی فی غرائب مالک والبیهقی فی الدلائل والخطیب فی رواۃ مالک وابی نعیم فی الدلائل ۱۲

قوله واخری اخرجها معاذ بن المثنی فی زوائد مسند مسدد کما فی اللآلی ص ۱۰۷ ۱۲

قوله منصور بن دینار الذی فی اللآلی ص ۱۰۷ منصور بن دینار ۱۲

ص ۵۰۶ قوله هذا حدیث غریب قلت واورده ابن الجوزی فی الموضوعات ۱۲

ص ۵۵۴ قوله وشهد معه الجمل والذی فی الکامل فنقل عن ابی جعفر الطبری جوابا اعتزل عن الزبیر آخر ص ۱۰۳ ج ۳ ۱۲

ص ۵۵۷ قوله فی صفة المسجد الذی رأیت فی مسند احمد مقدم المسجد ۱۲

قوله ونقل عن بعض اهل العلم ذکرہ السهیلی فی الروض کما نقل الزرقانی ج ۷ ص ۲۵۳ وقد رایته ایضا فی خصائص الکبری للامام السیوطی فراجعها ۱۲

ص ۵۶۴ قوله قلت سیاتی قلت لم یأت فی ذلک الروایة یعول علیه ۱۲

ص ۶۱۹ قوله خذیلها جذیلها ۱۲

ص ۶۵۱ قوله ماکان وما یکون الذی فی الصحیح باب ما فی کتاب الفتن اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بما هو کائن الی ان تقوم الساعة الحدیث ولیس فیہ لفظ ماکان ۱۲

ص ۶۵۶ قوله ذکر من قال ویاتی تمہ الحافظ ان فی ذکرہ فی الصحابة وقفة عندی ۱۲

قوله الا واحد اقول هذا الاستثناء غیر معروف فی الصحاح ولا محفوظ وهو مخالف لنص القرآن العزیز لقد رضی اللہ عن المؤمنین فلا یعول بہ فتثبت ۱۲

ص ۶۶۸ قوله وکان مع ذلک اقول رد العلماء بانه رضی اللہ تعالیٰ عنه کان یبائی لکثرۃ فلو ثبت علیه ذلک لعیروہ بہ ۱۲

ص ۶۷۱ قوله وغیرها کابی نعیم وله لفظ طیب جلیل مذکور فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۱۱۷

ص ۶۰۵ قوله ترف عين تَرِقّ عين لقبة كما في جامع الصغير ۱۲

ص ۶۰۹ قوله ويقال انه مات مسموعا اقول هذا الذي مرضه الحافظ بها جزم به في التقريب فقال مات شهيدا بالسم اھ وقال ابن حجر في تقريب الصواعق بموته مسموما شهيدا جزم غير واحد من المتقدمين كقتادة وابي بكر بن حفص والمتأخرين كالزين العراقي في مقدمة شرح التقريب ۱۲

ص ۶۲۷ قوله سنظر اكان اوجع بها غلظا من الناسخ والذي في مواهب اللدنية فنظر صلى الله تعالى عليه وسلم الى شيء لم ينظر الى شيء اوجع لقلبه منه ۱۲

قوله من حديث ابي هريرة وهذا الحديث رواه الحاكم والبيهقي والبزار والطبراني قال في الفتح اسناده فيه ضعف الخ ۱۲

ص ۷۴۳ قوله الى رافع انه عده ذاك امارا لتضعيفه عن مرة ۱۲

ص ۷۴۸ قوله في نسق سند واحد ۱۲

ص ۷۲۹ قوله الى رافع ذاك الضعيف ۱۲

ص ۸۵۷ قوله خالد بن الوليد الانصاري + قلت الذي في الكامل ج ۲ ص ۱۳۰ قتل فيها مع علي من المهاجرين خالد بن الوليد وله صحبة اھ ۱۲

ص ۸۷۱ قوله الباجي الناجي لانه من بني ناجية ۱۲

ص ۔۔ قوله يوم الجمل مع ام المؤمنين كما يظهر من الكامل ۱۲

ص ۸۰۵ قوله ب ادسع على خلف فيه كما ياتي في الترجمة بعده ۱۲

ص ۸۶۶ قوله ابو الهيثم في اجابته ايضا خلف شديد كما ياتي في الكنى ۱۲

ص ۸۸۹ قوله في القلب لعل ههنا سقطا واصله النفث في القلب والقلب مستحاق الخ ۱۲

ص ۸۹۱ قوله والي الحسن هو الآتي ذكره ص ۹۲۶ ۱۲

ص ۹۲۶ قوله ابن جهضم هو ابو الحسن علي بن عبد الله بن جهضم الصوفي رحمة الله تعالى عليه ذكره الذهبي على عادته في الميزان فقال روى عن ابي الحسن علي بن ابراهيم مسلمة القطان

واحمد بن عثمان الادمي والخلدي وطبقتهم توفي سنة ۴۱۴ ۱۲

ص ۹۳۲ قوله وقال المرزباني اخرج البيهقي وابو سعد في شرف المصطفى قال المرزباني الخ ۱۲

قوله موات مُوات ۱۲

قوله ثم اعتزال اختزال ۱۲

قوله فركبت فوكبت ناجية فيش بنفسها حجر تخب به على الاكمات ۱۲

قوله في الدلائل وابن منده ايضا كما يدل عليه ما ياتي ص ۹۸۶ ۱۲

قوله الذال المعجمة من اول اسم منها ۱۲

ص ۹۴۹ قوله عن ابيه خوات بن سالم ۱۲

قوله عن جده سالم بن خوات ۱۲

ص ۹۵۹ قوله اورده البخاري اي في غير صحيحه لان خالد بن ايمن وعمر بن شعيب ليس احد منهما من رجال صحيحه والظاهر ان المراد اورده في تاريخه ۱۲

ص ۹۶۲ قوله فما ادري اراد في حديث المزيد ۱۲

ص ۹۶۷ قوله وسياتي زيد بن كعب رحمه الله فلم يزد في زيد على قوله زيد بن كعب في دريد بن كعب اھ ۱۲

ص ۹۸۸ قوله عدوه على عدوه قلت ومن العرب من يعين صديقه على عدوه وان كان على غير دينه ۱۲

ص ۱۰۳۹ قوله واسلم في زمن ابي بكر قلت فعلى هذا كان ينبغي تحويله الى القسم الثالث ۱۲

ص ۱۰۴۰ قوله وابو عمر والنسائي في الكنى تقدم في الربيع بن زياد ۱۲

ص ۱۰۶۰ قوله في عشرة من قومه الحديث قال الواقدي كان رفاعة وفد على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في ناس من قومه قبل خروجه الى خيبر فاسلموا وعقد له على قومه زرقاني ج ۲ ص ۲۸۵ ذكر فتح وادي القرى ۱۲

ص ۱۰۸۱ قوله جهم بن قثم وسياتي في مطر بن هلال ۱۲

جلد ثالثہ ۳۰

ص ۲۱ قوله الملائكة مشهور والصواب انه صلى الله تعالى عليه وسلم مرسل اليهم فكان ينبغي ذكره وذكر من عرف اسمه من الملئكة ۱۲

ص ۵۹ قوله يحيى يجيى ۱۲

ص ۸۰ قوله لفظ زيد اقول الذي في نسخ ثلث للمسند الطبع القديم والطبع الجديد ص ۱۸۱ وطبع مصر على هامش الزرقاني ص ۲۵۱ ان جدهم زيدا الخ ۱۲

ص ۷۹ قوله محمد بن حسين م ر ج ا ص ۱۸۹ محمد بن حسن ۱۲

قوله حسين بن علي بن ابي طالب ۱۲

ص ۹۰ قوله ورواه عبد الرحيم الذي في اللآلي ص ۱۰۵ من سياق الخطيب عبد الرحمن بن ابرهيم ۱۲

قوله وله طريق اخرى فصلنا طرقه في جزاء الله عدوه ۱۲

ص ۹۲ قوله استخافه استلحقه ۱۲

ص ۱۰۵ قوله اخرجه يونس قلت والترمذي في شمائله ۱۲

ص ۱۲۳ قوله ابو الحصين بن لقمان الظاهر انه تصحف من لقيم فانه كما ياتي في لقمان لقمان بن لقيم ۱۲

قوله رجلا سركم الذي في الزرقاني من ابن شاهين البغوي لكم عاشرا اعقد لكم لواء فدخل طلحة بن عبيد الله فعقد لهم لواء اجعل شعارهم يا عشرة فهو الى يوم كذلك نخ ج ۳ ص ۱ وقد مر في الكتاب في بشر بن الحارث ص ۳۰۶ ۱۲

ص ۱۶۲ قوله وغيرهم منهم معوية كما في النسائي ۱۲

ص ۱۶۷ قوله عمارا غارا كما في الكامل ۱۲

ص ۱۹۸ قوله بحجة لحجة ۱۲

ص ۲۱۰ قوله او الغامدي ياتي في مالك اقول ذاك الذي ياتي في مالك عنزه فان الآتي استشهد في الاحزاب فدفنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا انما مات في زمن معوية فكان على الحافظ افراده ۱۲

ص ۴۲۵ قوله ما للدين نافيه ۱۲

ص ۴۳۲ قوله له ادراك اي بالزمان ولذا قال في التقريب مخضرم ولذا عده في القسم الثالث ۱۲

ص ۴۴۳ قوله في حدود السبعين الذي في تقريبه في حدود الثمانين ۱۲

ص ۴۴۳ قوله من طريق زيد بن الشخير صوابه يزيد كما في المسند ج ۳ ص ۴۸۳ وهو يزيد بن عبد الله بن الشخير نسب لجده ۱۲

ص ۴۷۸ قوله ان هولاء لعل ههنا سقطا والذي في الزرقاني ج ۳ ص ۲۷۹ برواية ابن ابي خيثمة والزبير بن بكار عمن سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يمازح ابا سفين في بيت ام حبيبة وابو سفين يقول له تركتك فتركتك العرب ولم تنتطح جماء ولا قرناء وهو صلى الله تعالى عليه وسلم يضحك ويقول انت تقول هذا يا ابا حنظلة ا ه ۱۲

قوله تركتك عن الجدال والحراب ۱۲

قوله ان انتطحت نافيه ۱۲

ص ۵۱۰ قوله وروى ابن منده والخطيب كما في الميزان ۱۲

ص ۵۴۹ قوله سلمة مسلمة الفهري ۱۲

ص ۵۹۷ قوله طليقين طليعين ۱۲

ص ۵۹۸ قوله ويقال انه استشهد قلت وقع في الكامل ذكره في خلافة علي ص ۲۸۷ ج ۳ ۷

ص ۶۱۵ قوله العاقب العراني صوابه النجراني ۱۲

ص ۶۷۹ قوله عبد الله بن احمد اقول احمد له بل رواه احمد نفسه في المسند حدثنا محمد بن ابي بكر المقدمي ثنا ابو معشر البراء ثني صدقة بن طيسلة ۱۲

قوله ذراته الاستيعاب ما في المتن هو الصواب ۱۲

ص ۶۸۰ قوله ياتي في ابن صوابه ياتي في عمرو ص ۱۴۴ ۱۲

ص ۷۱۱ قوله باقي الف هذا هو الصحيح نظرا الى شان عبد الله وعظمه ۱۲

ص۱۳۷ قوله ذکره فی ترجمة الحباب الفزاری ج۱ ص۳۱۶ انه کان قد ادرک النبی صلی الله تعالی علیه وسلم وروی حدیثا فیه ذکر اتیان الحباب النبی صلی الله تعالی علیه وسلم واسلامه رواه البغوی وابراهیم الحربی ۱۲

تنبیه عبد الله بن حاجب بن عامر بن المنتفق العقیلی العامری ابو الاسود العامری روی ابوبکر بن ابی شیبة عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا الحدیث فان کان عبد الله بن حاجب هذا ابو احمد کور فی ترجمة الحباب سقط ما قال الحافظ فی التقریب فی هذا انه مجهول والا فلاجل روایة ابن شیبة کان یجب ان یذکر عبد الله بن حاجب العامری فی القسم الرابع تنبیها علی انه لیس صحابیا ولم یذکر فی شیء من الاقسام الثلثة الباقیة فلیحرر والله تعالی اعلم ۱۲

ص۷۱۵ قوله من الرضاعة تقدم وسیاتی القسم الثالث مستقلا ۱۲

ص۷۲۱ قوله وابن ابی عاصم والطحاوی فی معانی الآثار فی باب المشی بین القبور بالنعال ص۲۹۴ ولفظه بسنده الی مجمع بن یعقوب الانصاری عن محمد بن اسمعیل قال قیل لعبد الله بن ابی حبیبة ما تذکر من رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال رایت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم صلی فی نعلیه ۱۲

ص۷۲۶ قوله والعصر تواصیا بالحق وتواصیا بالصبر ۱۲

ص۷۷۰ قوله فقلت استغفر وفی شمائل الترمذی انه قال غفر الله لک یا رسول الله قال ولک ۱۲

قوله الخاتم فالتقمته فوجدته ینم علی مسکا ۱۲

ص۷۸۴ قوله وهو غیر عبد الله جزم به الحافظ فی التقریب فی علقمة ۱۲

ص۸۰۱ قوله هاک ای خذ ۱۲

ص۸۲۳ قوله قلت تمم من فذکر فیه سقط نفی الحدیث لعمر قال عمر قلت تم من فمد رجل فسکت

یخافه ان یجلبنی فی آخرهم ۱۲

ص۸۵۶ قوله ابو داؤد ولقوله جزم الحافظ فی التقریب فی علقمة ۱۲

قوله ولا ینبته لعل صوابه منفضیه ۱۲

قوله هو عبد الله بن سنان واختاره الحافظ فی التقریب ومرض کون ابیه عبد الله بن عمرو ۱۲

ص۸۶۲ قوله عبد الله بن عوف الذی یاتی ص۱۰۲۳ ابن ابی عوف ۱۲

ص۸۸۲ قوله فی ترجمة الحرث بل فی ترجمة بشر بن الحارث ۱۲

ص۸۹۰ قوله وابو الطفیل بل قال فی المرقاة روی عنه ابوبکر وعمر وعثمن وعلی ۱۲

ص۸۹۲ قوله واخرج الترمذی قلت بل هو فی الصحیحین کما فی المشکوة فسبحن من لا ینسی ۱۲

ص۹۲۵ قوله الاختلاف فی اسم ابیه اقول عبد الله الزرقی هو رفاعة بن رافع الزرقی یدل علیه ما فی مسند احمد ج۳ اول ص۴۲۳ ۱۲

ص۹۲۸ قوله ابو علقمة الراجح کما رجحه الحافظ فی التقریب وجنح الیه ههنا فی عبد الله بن عمرو ان والد علقمة عبد الله بن سنان واما ابن عمرو فوالد بکر ۱۲

قوله تقدم تقدم ص۸۵۶ ان فی والد علقمة خلافا فقیل عبد الله بن عمرو وقیل عبد الله بن سنان ۱۲

ص۹۳۶ قوله ابو عبد الله الحسی الذی فی المنتخب القرشی ثم المناری فلیحرر ۱۲

قوله عن عبد الله الکدیر الذی فی المنتخب عن عبد الله الکدیر بن ابی طلاسة بن عبد الجبار بن الحارث بن مالک الحرسی ثم المناری عن ابیه عن جده ابی طلاسة عن عبد الجبار بن الحارث بن مالک قال وفدت الخ ۱۲

قوله ان ابن عبد الجبار لفظ ابن من زیادة الناسخ فان الترجمة لعبد الجبار وقد ذکر فی منتخب کنز العمال ج۵ ص۲۱۵ علی الصواب ۱۲

قوله ان یعینتی الذی فی المنتخب لیعینتی ۱۲

ص۹۴۳ قوله والترمذی فی جامعه ۱۲

قولہ عن مالک بن یخامر ہکذا ہو فی نسختنا الترمذی مالک بن یخامر قال فی التقریب مخضرم ویقال لہ صحبۃ اما ہذا الکتاب فقد تکرر فیہ ہذا اللفظ فی ہذین الورقتین فکتب فی کل موضع مالک بن عامر واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

ص ۹۷۴ قولہ واما روایۃ شریک الصواب بشر بن بکر کما تقدم وکذا ہو فی الترمذی ۱۲

ص ۹۷۵ قولہ فیہ ای فلیس عن خالد عن ابن عباس وانما ہو عنہ عن ابن عائش ۱۲

قولہ قلت لاحمد بن جابر بن حنبل ۱۲

قولہ عن خالد عن ابن عائش ۱۲

قولہ عن ابی قلابۃ عن خالد عن ابن عباس ۱۲

قولہ اخرجہ الترمذی اقول الذی فی نسخۃ الترمذی عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابن عباس وقال فی اخرہ وقد ذکروا بین ابی قلابۃ وابن عباس رجلا فساق روایۃ قتادۃ عن ابی قلابۃ عن خالد عن ابن عباس ۱۲

قولہ واحمد اقول قال ابن الجوزی فی العلل قد رواہ احمد فی مسندہ باسناد حسن فساق باسنادہ الی عبد اللہ بن احمد الامام قال حدثنی ابی قال نا عبد الرزاق نا معمر عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکرہ وبالجملۃ فہو موصول عند الترمذی واحمد کلیہما واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

قولہ عن ثوبان قلت اخرجہ البزار کما فی الخصائص ۱۲

قولہ واما روایۃ ابی سلام ہو الراوی الاخر عن ابن عائش الزائد بینہ وبین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالکا ومعاذ بن جبل کما تقدم من روایۃ ابن خزیمۃ والترمذی ۱۲

ص ۹۷۶ قولہ ہذا الطریق لکن زعم الدارقطنی کما تقدم فی العلل ان المحفوظ ان خالد بن اللجلاج رواہ عن عبد الرحمن لم یسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما رواہ عن مالک بن یخامر عن معاذ اھ ۱۲

قولہ عن عبد الرحمن بن عائش عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

قولہ عن معاذ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

قولہ الیمامی ہو الصحیح ۱۲

قولہ ابی کثیر ہو الصواب ۱۲

ص ۱۰۲۴ قولہ وقد اشرت الی ذلک اقول قد ذکر فی العبادلۃ ص ۱۱ ونقل عن ابن الکلبی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر اسمہ فسماہ عبد اللہ وسیذکرہ بعد اسطر الفیا فلا ادری ما معنی ہذا الاستبعاد ہنا الا ان یرید بہ تائید مقال ابن الکلبی من جہۃ العقل لکونہ ضعیفا فی باب النقل ۱۲

ص ۱۰۲۸ قولہ فی عبد اللہ بن کعب لم یسبق ثمہ الا انہ یاتی فی عبد عمرو فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر اسمہ ۱۲

ص ۱۰۳۰ قولہ ہو العاقب تقدم ص ۳۱۵ فی ذکر السید ۱۲

قولہ الترمذی من حدیثہ باسم عبد المطلب ۱۲

ص ۱۰۳۶ قولہ النبوی واشار الی ترجمۃ المطلب کما یاتی فیہ ۱۲

قولہ وصوب الطبرانی قلت لکن الحافظ نفسہ اشار فی التقریب الی تضعیفہ فقال عبد المطلب بن ربیعۃ بن الحارث بن عبد المطلب صحابی سکن الشام ویقال اسمہ المطلب ثم رأیتہ ذکرہ فی المیم واشار الی تضعیف الاول فقال المطلب ابن الحارث بن عبد المطلب صحابی قیل اسمہ عبد المطلب تقدم اھ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

ص ۱۰۴۳ قولہ عبد الحرث قلت لم یتقدم ثمہ ۱۲

ص ۱۰۶۹ قولہ استشہد باحد قلت مر فی اخیہ زید شہودہ بدرا ۱۲

ص ۱۱۱۵ قولہ وشہد صفین وکذا الجمل کما یظہر من الکامل ج ۳ ص ۹۹ ۱۲

ص ۱۱۲۳ قولہ لسند الضعیف بل ساقط رواہ عبد الرزاق عن یحیی بن العلاء الرازی بالوضع عن بشر بن نمیر متروک متہم وسیاتی فی عمرو بن قرۃ فان ہذا الحدیث تتمۃ حدیث عمرو وعنہ عبد الرزاق ۱۲

ص ۶۷۷ قوله وفي الصحيحين اقول رواه البخاري في تقصير الصلاة تعليقا من طريق سالم وفي العمرة وفي الجهاد باب سرعة السير وصلا من طريق اسلم وليس فيه في المواضع الثلثة ذكر رجوع ابن عمر من الحج ولم اقف عليه في صحيح مسلم اصلا والحافظ ادرى والله تعالى اعلم ۱۲

ص ۶۹۴ قوله وهو واه ولكن ما ذكر فيه كله صحيح ثابت بوجوه آخر ۱۲

ص ۷۲۵ قوله تنكحها صوابه يلحتكها كما نقل الزرقاني عن السيرة الكبرى ۱۲

ص ۷۴۹ قوله عن سعيد صوابه معبد ۱۲

قوله واخرجه النسائي من طريق المذكور ۱۲

قوله عن سعيد صوابه معبد ۱۲

ص ۷۹۰ قوله ما عَزَت ما عِزَت ۱۲

ص ۷۹۳ قوله تقيم تقمّ ۱۲

ص ۹۰۱ قوله لئن سقيتها اي لا تسقيها الماء بعد افطارها ايضا وان سقيت لاوقعن بك ۱۲

قوله كذلك بلا باء ۱۲

ص ۹۰۲ قوله عن ابن الكلبي عن الكلبي ۱۲

ص ۹۲۴ قوله ذكر الاسناد صوابه الاسوَد بالعين ذلك انها قالت يا رسول الله ان آل فلان فانهم كانوا اسود ولد في الجاهلية فلا بدل من دون العدجم فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا آل فلان رواه مسلم ۱۲

ص ۹۵۵ قوله عوف عون ۱۲

ص ۹۵۶ قوله ابهم احفصر ۱۲

ص ۹۷۷ قوله موتمة اي ذات ايتام ۱۲

ص ۱۲۱۴ قوله السبب الثبت ۱۲

ص ۱۲۳۲ قوله الزبير بن عمار النسابة الثقة ۱۲

ص ۱۲۵۶ قوله باحد فلما باحدهما وثم لا حاجة الى البياض ۱۲

جلد سابع ص ۱۴ قوله تقدم لعله يشير الى علقمة بن الاعور السلمي الى الاعور لكن لم يذكر ثم نسبه وذكر عن يونس بن بكير علقمة بن الاعور بن قطبة وهو مخالف لهذا النسب فالله اعلم ۱۲

ص ۲۱۱ قوله لا يحلوا لفي ابد صوابه استي ۱۲

ص ۲۱۳ قوله منتقة صوابه سبّة كما في سيرة ابن هشام ۱۲

ص ۲۱۴ قوله عبد المطلب وابي ان يقول لا اله الا الله بهذا لمسلم في الحج وللبخاري في الجنائز وفي المغازي ۱۲

ص ۲۱۵ قوله فهو مرسل اقول وصله العقيلي وتمام في فوائده وابن عساكر عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كما في كنز العمال ۱۲

قوله ما يدل على اسلامه انما يدل على ابن ما فعلت ما فعلت الا لان لك حاد لولاه لم افعل هذا القدر ايضا ۱۲

ص ۲۱۸ قوله عن الحسين بن علي لعل صوابه عن علي فان الحسين رضي الله تعالى عنه لم يدرك ابا طالب ح لم يره وانما ولد بعد موته بسنين ۱۲

ص ۵۹۷ قوله ثم ثبت يثبت ۱۲

ص ۵۹۸ قوله وانه يجبر يجبّر ۱۲

ص ۶۰۰ قوله تسامنني تساميني ۱۲

ص ۶۰۵ قوله اولكن اَوَلكن ۱۲

ص ۶۰۸ قوله لم تحفظ عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲

ص ۶۲۶ قوله عن امه لعل صوابه عن ابيه بدليل ما ياتي من انه لا يصح لنافع سماع من ام سلمة ۱۲

ص ۱ قولہ فی ترجمۃ جہم بن قثم وسیأتی فی مطرن ہلال ۱۲

ص ۳۶ قولہ الملائکۃ مشہور والصواب انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو مرسل الیہم فکان ینبغی ذکرہ

قولہ وذکر من اعرف اسمہ من الملئکۃ ۱۲

ص ۵۳ قولہ من فیہ فئۃ ۱۲

ص ۷ قولہ لفظ زید اقول الذی فی نسخ الثلث للمستن الطبع القدیم والطبع الجدید ص ۱۸۱

وطبع مصر علی ہامش الزرقانی ص ۳۵۱ ان جہیم زیدا الخ ۱۲

ص ۷۹ قولہ محمد بن حسین مرج ا ص ۱۸۸ محمد بن حسن ۱۲

قولہ حسین بن علی بن ابی طالب ۱۲

ص ۸۰ قولہ ورواہ عبد الرحیم الذی فی اللآلی ص ۱۰۰ من سیاق الخطیب عبد الرحمن بن الرحیم ۱۲

قولہ ولہ طریق اخری فصلنا طرقہ فی جزاء اللہ عدوہ ۱۲

ص ۸۲ قولہ ثم استخلفہ استلحقہ ۱۲

ص ۱۰۵ قولہ یونس بن بکیر قلت والترمذی فی شمائلہ ۱۲

ص ۱۲۳ قولہ والوالحصین بن لقمان الظاہر انہ تصحف من لقیم فانہ کما یأتی فی لقمان لقمان بن لقیم ۱۲

قولہ رجلا سرکم الذی فی الزرقانی من ابن شاہین البغوی لکم عاشر اعقلکم لواء

فدخل طلحۃ بن عبید اللہ فعقد لہم لواء وجعل شعارہم یا عشرۃ فہو الی الیوم کذلک الخ ج ۴

ص ۷ وقد مر فی الکتاب فی بشر بن الحارث ص ۳۰۶ ۱۲

ص ۱۶۶ قولہ وغیرہم منہم معویۃ کما فی النسائی ۱۲

ص ۱۶۷ قولہ عمارا غاسرا کما فی الکامل ۱۲

ص ۲۱۰ قولہ او الغامدی اقول ذاک الذی یأتی فی مالک غیرہ فان الآتی استشہد فی الاحزاب فقد فہم

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہذا انما مات فی زمن معویۃ فکان علی الحافظ افرادہ ۱۲

ص ۲۲۴ قولہ

ص ۲۲۴ قولہ ادرک ای بالزمان ولذا قال فی التقریب مخضرم ولذا عدہ فی القسم الثالث ۱۲

ص ۲۲۵ قولہ فی حدود السبعین الذی فی التقریب فی حدود الثمانین ۱۲

ص ۲۴۳ قولہ من طریق زبید صوابہ یزید کما فی المسند ج ۳ ص ۲۸۳ وہو یزید بن عبد الرحمن النخیر

لنسب لجدہ ۱۲

ص ۲۴۸ قولہ ان ہولاء فعل ہہنا سقط والذی فی الزرقانی ج ۳ ص ۲۷۹ بروایۃ ابن ابی خیثمۃ

والزبیر بن بکار عمن سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمازح اباسفین فی بیت ام حبیبۃ

وابوسفین فی بیت یقول لہ ترکتک فترکتک العرب ولم تنتطح بعدہا جماء ولا قرناء

وہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضحک ویقول انت تقول ہذا یا اباحنظلۃ اھ ۱۲

قولہ ترکتک عن الجدال والحرب ۱۲

قولہ ان نافیۃ ۱۲

ص ۵۱۰ قولہ وروی ابن مندۃ والخطیب کما فی المیزان ۱۲

ص ۵۳۹ قولہ عن جنب سلمۃ مسلمۃ الفہری ۱۲

ص ۵۹۷ قولہ طلیقین طلیقین ۱۲

ص ۵۹۸ قولہ انہ استشہد قلت ووقع فی الکامل ذکرہ فی خلافۃ علی ج ۳ ص ۱۲

ص ۶۱۵ قولہ العاقب الحرانی صوابہ النجرانی ۱۲

ص ۶۲۹ قولہ عبد اللہ بن احمد اقول الحمد للہ بل رواہ احمد نفسہ فی المسند حدثنا محمد بن ابی بکر

المقدمی ثنا ابومعشر البراء ثنی صدقۃ بن طیسلۃ الخ ۱۲

قولہ درایتہ الاستیعاب ما فی المتن ہو الصواب ۱۲

ص ۶۸۰ قولہ فی ابن عمرو صوابہ یأتی فی عمرو ص ۱۲۴۴ ۱۲

ص ۷۱۱ قولہ بالفی الف ہذا ہو الصحیح نظرا الی شان عبد اللہ وعظمتہ ۱۲

ص ۷۱۳ قولہ فی ترجمۃ الحباب الفزاری ج ا ص ۶۱۹ انہ کان قد ادرک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

واسلامہ رواہ البغوی وابن ہم الحربی ۱۲

تنبیہ عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن المنتفق العقیلی العامری ابو الاسود العامری روی ابوبکر بن ابی شیبۃ عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث فاکان عبد اللہ بن حاجب ہذا ہو المذکور فی ترجمۃ الحباب سقط ما قال الحافظ فی التقریب فی ہذا انہ مجہول والافلا جل روایۃ ابن ابی شیبۃ کان یجب ان یذکر عبد اللہ بن حاجب العامری فی القسم الرابع تنبیہا علی انہ لیس صحابیا ولم یذکر فی شیء من الاقسام الثلثۃ الباقیۃ فلیحرر واللہ تعالٰی اعلم ۱۲

ص ۷۱۵ قولہ تقدم فی ترجمۃ وسیاتی فی القسم الثالث مستقلا ۱۲

ص ۷۲۱ قولہ وابن ابی عاصم والطحاوی فی معانی الآثار فی باب المشی بین القبور بالنعال ص ۲۹۴ ولفظہ السنن ای مجمع بن یعقوب الانصاری عن محمد بن اسمعیل قال قیل لعبد اللہ بن ابی حبیبۃ ما تذکر من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی فی نعلیہ اھ ۱۲

ص ۷۲۷ قولہ والعصر تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۱۲

ص ۷۲۷ قولہ فقلت استغفر یا رسول اللہ وفی شمائل الترمذی انہ قال غفر اللہ لک یا رسول اللہ قال ولک ۱۲

قولہ الخاتم فالتقمتہ فوجدتہ ینم علی مسکا ۱۲

ص ۷۴۷ قولہ وہو غیر عبد اللہ جزم بہ الحافظ فی التقریب فی علقمۃ ۱۲

ص ۸۴۳ قولہ من فذکر رجالا فیہ سقط ففی الحدیث بعد قال عمر قلت ثم من فعد رجالا فسکت یخافہ ان یجعلنی فی آخرہم ۱۲

ص ۸۵۶ قولہ ابو داود ولقولہ جزم الحافظ فی التقریب فی علقمۃ ۱۲

قولہ ما تیتبۃ لعل صوابہ بنضیلہ ۱۲

قولہ ہو عبد اللہ بن سنان واختارہ الحافظ فی التقریب ومرض کون ابیہ عبد اللہ بن عمرو ۱۲

ص ۸۶۲ قولہ عبد اللہ بن عوف الذی یاتی ص ۱۰۲۳ ابن ابی عوف ۱۲

ص ۸۸۲ قولہ فی ترجمۃ الحرث بل فی ترجمۃ لبشر بن الحارث ۱۲

قولہ وابو الطفیل بل قال فی المرقاۃ روی عنہ ابوبکر وعمر وعثمن وعلی ۱۲

ص ۸۹۲ قولہ الترمذی قلت بل ہو فی الصحیحین کما فی المشکوۃ فسبحن من لا ینسی ۱۲

ص ۹۲۵ قولہ عبد اللہ الداری ہو ابن تقدم اقول عبد اللہ الزرقی ہو رفاعۃ بن رافع الزرقی یدل علیہ ما فی مسند احمد ج ۳ اول ص ۴۲۳ ۱۲

ص ۹۲۸ قولہ ابو علقمۃ تقدم الراجح کما رجحہ الحافظ فی التقریب وجنح الیہ ہہنا فی عبد اللہ بن عمرو ان والد علقمۃ عبد اللہ بن سنان واما ابن عمرو فوالد بکر ۱۲

قولہ تقدم تقدم ص ۸۵۶ ان فی والد علقمۃ خلافا قیل عبد اللہ بن عمرو وقیل عبد اللہ بن سنان ۱۲

ص ۹۳۲ قولہ ابو عبید الحدسی الذی فی المنتخب الحرشی ثم المناری فلیحرر ۱۲

قولہ عن عبد اللہ الکدیر الذی فی المنتخب عن عبد اللہ بن الکدیر بن ابی طلاسۃ بن عبد الجبار بن الحارث بن مالک الحرسی ثم الحشاری عن ابیہ عن جدہ ابی طلاسۃ عن عبد الجبار بن الحارث بن مالک قال وفدت الخ ۱۲

قولہ ابن عبد الجبار لفظ ابن من زیادۃ النساخ فان الترجمۃ لعبد الجبار وقد ذکر منتخب کنز العمال ج ۵ ص ۲۱۵ علی الصواب

قولہ ان یعینی الذی فی المنتخب لیغیثنی ۱۲

ص ۹۷۳ قولہ والترمذی فی جامعہ ۱۲

قولہ عن مالک بن یخامر ہکذا ہو فی نسختہا الترمذی مالک بن یخامر قال فی التقریب مخضرم ولیقال لہ صحبۃ اما ہذا الکتاب فقد ذکر فیہ ہذا اللفظ فی ہذین الورقتین وکتب

فی کل موضع مالک بن عامر والله تعالیٰ اعلم ۱۲

ص ۹۷۳ قوله واما رواية شريك الصواب شمر بن بكر كما تقدم وكذا هو فى الترمذى ۱۲

ص ۹۷۵ قوله فيه اى فليس عن خالد عن ابن عباس وانما هو عنه عن ابن عائش ۱۲

قوله قلت لاحمد بن حنبل ۱۲

قوله عن خالد عن ابن عائش ۱۲

قوله عن ابى قلابة عن خالد عن ابن عباس ۱۲

قوله اخرجه الترمذى اقول الذى فى نسخة الترمذى عن ايوب عن ابى قلابة عن ابن عباس وقال فى آخره وقد ذكروا بين ابى قلابة وابن عباس خالدا فساق رواية قتادة عن ابى قلابة عن خالد عن ابن عباس ۱۲

قوله عن ثوبان قلت اخرجه البزار كما فى الخصائص ۱۲

قوله واما رواية ابى سلام هو الراوى الآخر عن ابن عائش الزائد بينه وبين النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مالكا ومعاذ بن جبل كما تقدم من رواية ابن خزيمة والترمذى ۱۲

ص ۹۷۶ قوله قال هذا الطريق لكن زعم الدارقطنى كما فى العلل ان المحفوظ ان خالد بن اللجلاج رواه عن عبد الرحمن بن عائش وعبد الرحمن لم يسمعه من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انما رواه عن مالك بن يخامر عن معاذ اھ ۱۲

قوله عبد الرحمن بن عائش عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

قوله عن معاذ عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ۱۲

قوله اليمانى هو الصحيح ۱۲

قوله ابى كثير هو الصواب ۱۲

ص ۱۰۲۳ قوله وقد اشرت الى ذلك فى العبادلة اقول قد ذكر فى العبادلة ص ۔۔۔ ونقل عن ابن الكلبى ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم غير اسمه فسماه عبد الله وسيذكره بعد اسطر ايضا

فلا ادرى ما معنى هذا الاستبعاد هنا الا ان يريد به تليينه مقال ابن الكلبى من جهة النقل لكونه ضعيفا فى باب النقل ۱۲

ص ۱۰۲۸ قوله فى عبد الله بن كعب لم يسبق ثمه الا انه ياتى فى عبد عمرو فان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم غير اسمه ۱۲

ص ۱۰۳۰ قوله الترمذى باسم عبد المطلب ۱۲

ص ۱۰۳۱ قوله حكى البغوى واشار الى تقوية الطالب كما ياتى فيه ۱۲

قوله الطبرانى قلت لكن الحافظ نفسه اشار فى التقريب الى تضعيفه فقال عبد المطلب م دس بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب صحابى سكن الشام ويقال اسمه المطلب ثم رأيته ذكره فى الميم واشار الى تضعيف الاول فقال المطلب ابن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب صحابى قيل انه عبد المطلب تقدم اھ والله تعالیٰ اعلم ۱۲

ص ۱۰۴۳ قوله عبد الحرث قلت لم يتقدم ثمه ۱۲

ص ۱۰۶۹ قوله استشهد باحد قلت مر فى اخيه زيد شهوده بدرا ۱۲

ص ۱۱۱۵ قوله وشهد صفين وكذا الجمل كما يظهر من الكامل ج ۳ ص ۹۹ ۱۲

ص ۱۱۳۴ قوله عن عبد الرزاق بسند ضعيف بل ساقط رواه عبد الرزاق عن يحيى بن العلاء الرازى بالوضع عن بشر بن نمير متروك متهم وسياتى فى عمرو بن قرة فان هذا الحديث تتمة حديث عمرو عند عبد الرزاق ۱۲

ص ۱۲۱۴ قوله السيب الشيث ۱۲

ص ۱۲۳۳ قوله الزبير بن الغسانية الثقة ۱۲

ص ۱۲۵۶ قوله باحد فلما صوابه باحدهما وح لا حاجة الى البياض ۱۲

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

مصنف کا تعارف :- علامہ وفقیہ ابوبکر بن مسعود بن احمد کاشانی، علاؤ الدین اور ملک العلماء کے لقب سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ آپ علامہ علاؤ الدین محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے تحفۃ الفقہاء کا درس آپ ہی سے لیا تھا۔ "بدائع الصنائع" اسی تحفۃ الفقہاء کی شرح ہے۔ جب آپ نے بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (شرح تحفۃ الفقہاء) اپنے استاد کی خدمت میں پیش کی تو علامہ علاؤ الدین محمد سمرقندی نے اپنی فاضلہ اور عالمہ دختر "فاطمہ" کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا۔ حالانکہ بعض شاہزادے اور سلاطین ان کے خواستگار تھے لیکن آپ نے اپنی فاضلہ دختر کے لیئے ایک فاضل نوجوان کو ان شاہزادوں اور سلاطین پر ترجیح دی اور علم کے وقار کو مجروح ہونے نہیں دیا۔ صاحب تحفۃ الفقہاء کی دختر فاضلہ فاطمہ کا علمی مرتبہ یہ تھا کہ فتوی پہ والد محترم کے دستخط کے ساتھ ساتھ ان کے دستخط بھی ہوتے تھے۔

علامہ کاشانی اکثر فتووں میں خطا کر جاتے تھے تو آپ کی فاضلہ بیوی اُن کی نشاندہی اور توجیہ کرتی تھیں تو آپ اپنے قول سے رجوع کر لیتے تھے۔ علامہ کاشانی نے ۵۸۷ھ میں قرآن پاک تلاوت کرتے ہوئے انتقال فرمایا۔ آپ کے انتقال سے قبل آپ کی فاضلہ بیوی کا انتقال ہو چکا تھا اور شہر حلب میں دفن کیا گیا تھا۔ علامہ کاشانی کو بھی حسب وصیت ان کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حلب میں ان دونوں کی قبریں زیارت گاہِ عوام وخاص ہیں اور یہ دونوں پاک روحیں مستجاب الدعوات ہیں۔

صنائع وبدائع فقہ حنفیہ میں بڑی مقبول ومعروف کتاب ہے۔ آپ نے اپنی شرح کے ذریعہ تحفۃ الفقہاء کے بہت سے مشکل مقامات کو سریع الفہم بنا دیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کا حاشیہ اسی شرح تحفۃ الفقہاء موسومہ بہ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع پر ہے۔

حواشی بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ص ۲ قوله الماء وعالية على اجزاء التمر - ماذا لى التعلية بالاجزاء وقد قدم صور المسئلة ان العبرة للون والطعم فان لم يخالف فيهما فالاحتياط ويرد عليه هنا ۱۲

ص ۴ قوله من احد محرمه بنوعها - فربا بو به محمد ورا ۱۲

ص ۴۳ قوله لانعدام العذر فتبين انها - اقول كيف ينعدم العذر وهو انقطاع فانقص الا نزول بكامل مستوعب وقتا تاما كما نصوا عليه قاطبة ثم هو الكلام اذا لم يوجد بعده في الوقت الثاني لانه به يتم الانقطاع ويحكم بزوال العذر من اول الانقطاع فتبين انها صلت بوضوء العذر حين لا عذر وتمام من النخبة ان توضأ انيا لم تسيلان وصلى على الانقطاع وتم الانقطاع باستيعاب الوقت الثاني اعاد اه وفي الفتح ية من المضمرات وكذا اذا اى انقطع في خلال صلاة وتم الانقطاع اه فهذا كله واضح فقد قال في البحر عن السراج الوهاج لنا اى للاستحاضة انقطاعا في كامر وانقص بحال الكامل ان ينقطع وقتا كاملا فيها يوجب الزوال (اى زوال العذر) ويفيد انقطاعا لا الدم الثاني (اى الحادث في الوقت الثالث) بالاول (اى الكائن قبل هذا الوقت الكامل) وانما نقص ان ينقطع وانه فهذا الاخير له ويكون ما بعده كدم متصل اه فهي صورة الكتاب اذا انقطع في بعض الوقت الاول ثم عاد في الوقت الثاني كان كله دما متصلا لم ينعدم العذر فتبين ان الطهارة هذا ما ظهر للفقير ملتبسا ۱۲ ثم اقول لك ان تقول نصوا انه ان توضأ على الانقطاع ودام الى خروج الوقت لم ينتقض به لان وضوءه هذا لم يقع محادلا ان المنافي لا مقارنة ولا طارئا عليه ولعل ان لو توضأ على الانقطاع ولم يخفف وهو منقطع ولم خروج الوقت لا انتقاض ينتقض بسببه بالخروج بل يبقى كالاصحاء البحر وغيره

قولہ عند الفرد رة علی ما یذکر — اما عند عدمہا فالحکم ما مر عنہ انہ نجس لا لتطہیر ابدا ۱۲

قولہ قولا واحدا ولہ فی الثوب قولان — لاشتراطہ العصب ۱۲

قولہ یقول الاصل — فیہ ان عنہ ابی یوسف تحصیل الاستعمال بمجرد الازالۃ من دون التوقف علی الانفصال ۱۲

قولہ ولا لیصیر الماء مستعملا — من قولہ لیصیر الی فقد الاستعمال کلہ داخل تحت النفی ای سیرورة الماء مستعملا مطلقا لوجود رفع الحدث وان لم ینو وا قامۃ القربۃ الفا ان نوی ہذا منتف فلا لیصیر مستعملا مطلقا وان وجد النیۃ لسببان وانما کان ہذا للاشتغال لان فرض المسح الخ ۱۲

قولہ لان المجتمع سوالماء الطاہر — ہذا یدل علی ان ماء الحوض الکبیر خرج منہ واجتمع فی موضع اعمق تحتہ قولہ قل مادہ ای مساحتہ ونہ کقول الدر عن التاتارخانیۃ ص۲۲ مراجعۃ بما ۱۲ ولذلک قولہ ثم عاودہ الماء حتی امتلأ الحوض یدل علی ان الحوض الاول کبیر واسفلہ صغیر وقل مادة ای خرج فیفضہ حتی تلقی فی الاسفل ۱۲

قولہ ولم یخرج منہ شیء ای لم ینقص فی جوانبہ اذ بہ لیصیر جاریا فیطہر ۱۲

قولہ کلما دخل الماء فیہ صار نجسا — ومثلہ قول الخانیۃ الماء الطاہر اذا کان فی موضع ہو مستقر فی مستقر العت فیہ نجاستہ ثم اجتمع ذلک الماء فی مکان ہو اسفل فی مستقر فی مستقر یکون طاہرا الخ ۱۲

قولہ لو وقعت فی نحر عظیم — کیف یؤدی الی ذلک الشرع جعل الکثیر الجاری لا یقبل النجاستہ ما لم تتغیر احد اوصافہ فہاہنا الماء القلیل شیء واحد فقیہ نجا درالنجاستہ فما ورد انظر الحلیۃ ص۱۶۳ ۱۲

قولہ بالاجماع — ای اجماع اصحابنا رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲

قولہ احتلم الصبی بعد الغناء ہل یعید ہا ۱۲

قولہ اذا لم تصح فرضا ولا نفلا ۱۲

قولہ نوی کل امامۃ صاحبہ جاز او اقتدا وہ لا ۱۲

قولہ رفع الیدین ان لم یغیب اوجب فساد الصلاۃ ۱۲

قولہ وعلیہا ای من مفسدات الصلاۃ الکلام — عطف علی قولہ ص۲۵ فما حدث العمر ۱۲

قولہ لا تفسد صلاتہ بمرة واحدة — اقول ہذا اذا لم یرد التسلیم کما یاتی بعد اسطر انہ اذا کان انتہی علی غیر امامہ ینبغی ان ینوی التلاوة دون التسلیم ۱۲

قولہ ولا للمصلی ان یرد سلامہ — انشاء والشمہ ولو ذکر بعد الصلاۃ ۱۲

قولہ علی قول ابی حنیفۃ یکرہ — اقول قد قدم آنفا کراہۃ التلاوة والتسبیح والتہلیل حال الخطبۃ — فہذا النص منہ علی کراہتہا فی الاوقات الثلثۃ انفا علی قول الامام خلافا لما صححہ فی مبسوط فخر الاسلام والنہایۃ والغایۃ وقد نبہ علی مثل ما ہنا فی معراج الدرایۃ ۱۲

قولہ اخواننا بغوا علینا اشار الی ترک الغسل — رحمک اللہ ورحمنا بک الا قالہ فی اہل صفین وقال فی اہل نہر وان نشر حیلے علی وجہ الارض ۱۲

قولہ الصلاۃ شرعت لتعظیم المیت — صلاة الجنازة شرعت لتعظیم المیت ۱۲

قولہ فقال ان شاء اللہ ہو ولم یذکر — الذی فی حفظی یجوز ان شاء وہو الصحیح ۱۲

قولہ وعند عامۃ العلماء لا یحنث وجہ قولہم — انعقلت النیۃ وصرا اللہ بہ لا یحنث وعند عامۃ العلماء یحنث ۱۲

قولہ ولنساء ان صیغۃ افعل للحال حقیقۃ — ای لا یعلق کذا ولا افعل کذا ۱۲

قولہ انہ اذا لم یذکر المحلوف بہ — کان قال احلف باللہ او بحرمتہ ۱۲

قولہ لانہ ما اراد بہ الطلاق لا فی حالۃ — مرادہ انہ بدون اللام متعلق بقولہ لا یدین بنزع الخافض ای لا یدین فی انہ لم یرد بہ الطلاق فیحکم بوقوعہ فی المذاکرة وفی الغضب وان ادعی انہ لم یردہ ۱۲

م۱ قوله محلا لحمل الطلاق طلاق اذا نوى ۱۲

قوله فلم يكن ذلك دليلا على انتفاء النكاح - اقول الظاهر ان هذا يقتضى ان الكناية تدل على انتفاء النكاح باختصاصه بحالة الانتفاء وهو منقوض باخرجى كثيرة كقومى واخرجى واذهبى وغير ذلك بل الوجه فى تعليله ما افاده السيد الازهرى ان الغالب بعد الطلاق حدوث الرغبة والحاجة البيان ۱۲

م۲ قوله قال لها انت طالق ثلاثا - الاشارة بالاصابع انت طالق بكذا ۱۲

م۳ قوله انما وجبت لاستبراء الرحم - صوابه صانا اناقية ۱۲

م۴ قوله لتعقد امكان الوطء ولم يوجد - لعل صوابه لتعمد امكان الوطء ۱۲

م۵ قوله اما ان جاءت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول - فان جاءت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولاقل من ستة اشهر منذ تزوجها الثانى ۱۲

قوله منه وان جاءت به لاكثر من - اقول بقى الوجه الثالث وهو ما اذا امكن اثباته من كل منهما وكذلك هو متروك فيما نقل فى الهندية عن هذا الكتاب ۱۲ والعجب ان البحر نقل عن هذا الكتاب ص ۱۵۲ انه للثانى والنكاح جائز لانه وقد اقدما على الزوج دليل انقضاء عدتها فى الاول اھ مع انه لا ذكر لهذا الشق فى الكتاب اصلا كما ترى (وكانه اشتبه عليه الوجه الثانى بالثالث فان معنى ما فى البحر مذكور فى الوجه الثانى فى الكتاب) وكذا الاخو كرية فى الخانية كما فى البحر ههنا وقد ذكره فى البحر قبل هذا بثمانية اوراق واحتاج فيه الى البحث فبحث ان الولد للاول وقد وافق بحثه هذا نص الامام الحاكم الشهيد فى الكافى كما فى النهر ص ۱۵۶ والله تعالى اعلم ۱۲ اقول لكن بقى شئ وهو ان حكم الكافى غير مقيد بما اذا علم الثانى انه فى العدة واذا اطلقناه فى هذه الصورة للاول كان الحاصل انه للاول مهما امكن فان لم يمكن مجهول النسب وهذا هو حكم البدائع فيما اذا تزوجها عالما بانها وهو يبرد الفرق بينه وبين ما اذا تزوجها غير عالم بالعدة مبنى على توجيه

ان يقال فى الصورة الثالثة المتروكة ان الزوج الثانى ان كان تزوجها فى عدة فى الموت او الطلاق الصحيح لانقضاء العدة فالولد للثانى وهنا يجئ الدليل المذكور فى البحر وان كان قبل ذلك فالولد للاول لانه ... نكاح فاسد فلا يستند اليه مع امكان ولا يسند الى الفراش الصحيح ولا خفاء فيما فى الكافى فانه قال تزوجت المرأة فى عدتها من طلاق بائن او وذلك انما هو فى التزوج قبل مضى المدة الصالحة لانقضاء العدة فان بعدها يحمل اقدامها على التزوج اقرارا بانقضائها حتى لو انكرت لم تصدق لا فى حق الزوج الاول ولا فى حق الثانى كما تقدم فى الكتاب آخر ص ۱۹۹ فهذا هو التحقيق الحقيق بالقبول وبه تلتئم كلمات الفحول والحمد لله رب العلمين ۱۲ فالحاصل ان المطلقة او المتوفى عنها زوجها ان تزوجت بآخر وهو يعلم انها فى العدة (ولا يتيسر هنا الى صلوح المدة لا نقضاء العدة وعدمه لانها عدم الانقضاء معلوم لكن للنفت وهى تحصيل فى نسخة من تعيش فتزوجت على راس سنة بعد خمس تطليقتين والثانى يعلم انها لم تحص الثالثة) فالولد للاول مطلقا مهما امكن والا فللثانى ان امكن والا فمجهول النسب اما النكاح ففاسد على كل حال وان لم يعلم الثانى انها فى العدة فان لم يمكن الحاقه باحدهما فمجهول النسب والنكاح صحيح هذا الكلام على ما فى البدائع وغيرها وفاسد على تحقيق العلامة الشامى وان امكن لاحدهما خاصة فهو له فان كان للاول ظهر فساد هذا النكاح وان كان للثانى ظهرت صحته وان امكن لكل منهما فان نكحت بعد مدة صالحة لانقضاء العدة فالولد للثانى والنكاح صحيح والا فللاول والنكاح فاسد فاغتنم هذا التحرير والحمد لله اللطيف الخبير ۱۲

قوله سنتين منذ طلقها الاول - فيحمل اقدامها على التزوج على انقضاء عدتها من الاول ۱۲

قوله تزوج امرأة وهى حامل - نظر فيه الشامى ورجحه ۱۲

قوله فان علم ذلك وقع النكاح الثانى فاسدا - فى الهندية عن الكتاب وقع وهو الصواب ۱۲

فينبغي لوجوده عند القبض واجازة العدم الاجتماع ١٢

قوله وكذا اذا قبضه المرتهن او العدل - يجب قبض المرتهن ان تراضيا على ان يكون في قبض الراهن لم يفد والكره مع ما يأتي ص۲۱۲ من ان شرط صحة الرهن دوام قبض المرتهن بادام مرهونا ١٢

قوله . لابد في دوام القبض ما دام مرهونا ١٢

قوله الاجارة تنعقد للانتفاع - صوابه الاجارة تنعقد للانتفاع ١٢

قوله هو الرهن ولا يعود رهنا - لان الاجارة عقد لازم فلا يبقى الرهن ضرورة ١٢

قوله بالحجر على الحر او نفي على الغائب - فان الامام رضي الله تعالى عنه يقول ان وقع حجر القاضي لم ينفذ كما سيأتي ص۱۷۶ فليس الاختلاف ههنا في نفس ان الحجر فلا سبب تحول الاصح الاتفاق على ان للقاضي ان يقضي باي القولين شاء وحتى يترجح القول بالحجر لقضاء القاضي ويصير مجمعا عليه بل نفس جواز القضاء به مختلف فيه فلا يرتفع الخلاف بالخلاف فيتحرر ما افاده في كتاب الحجر من الهداية ويسقط ما نظر فيه الامام الزيلعي وان صححه الشلبي والشامي ١٢

قوله باذن الامام ويعطيه الطريق في دار الاسلام - اراد به امام الكفرة اي ملكهم ١٢

قوله وهذا ارجح القولين - ظاهره ان الارجح عنده يطيب له قبل اداء الضمان لحصوله في ضمانه واصرح منه قوله الآتي في دليل ابي يوسف ان مجرد الضمان يكفي الطيب فكيف اذا اجتمع الضمان والملك ١٢

حاشیہ موضوعات کبیر یا تذکرۃ الموضوعات

مصنف کا تعارف: موضوعاتِ کبیر یا تذکرۃ الموضوعات کے مصنف گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فقیہہ ملّا علی قاری ہیں۔ آپ کا نام نامی علی بن سلطان محمد ہروی ہے۔ چونکہ آپ ہرات سے مکہ معظمہ ہجرت کر کے آ گئے تھے اس لیے آپ نزیلِ مکہ کہلاتے تھے اور آپ قاری کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ وحید العصر، فرید الدہر، محقق و مدقق، محدث و فقیہہ اور جامع علومِ نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ فقہ و حدیث میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ عربی انشا میں آپ کا ایک خاص انداز تھا۔ ایک ہی انداز پر مسجّع و مقفّیٰ عبارت کے صفحات لکھتے چلے جاتے تھے۔ ان خصوصیات کے باعث اپنے امثال و اقران میں ممتاز تھے۔ حضرت علامہ عبد اللہ سندھی اور علامہ قطب الدین مکی سے استفادہ کیا اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ اپنے وقت کے مجدّد شمار کیئے گئے۔

علمی کمالات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ بہت ہی کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی گرانقدر تصانیف و شروح کا شمار یکصد سے زیادہ ہے۔ ان میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، نور القاری شرح بخاری، جمالین، حاشیہ تفسیر جلالین، اثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ، المصنوع فی معرفۃ الموضوع، موضوعات کبیر یعنی تذکرۃ الموضوعات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے ۱۰۱۴ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

حضرت امام احمد رضا کا حاشیہ آپ کی مشہور کتاب "موضوعاتِ کبیر" پر ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ص ۱۱ قولہ اتفق العلماء نوزع فی دعوی ہذا الاتفاق باجماع العلماء علی جواز ذلک اذا اعتمد علی کتاب صحیح وان لم تکن لہ روایۃ وانظر تفصیلہ فی تدریب الراوی ۱۲

ص ۱۳ قولہ قال لہ ای اشار ۱۲

ص ۱۵ قولہ انہ یجلس معہ علی عرشہ اقول ہذا تفسیر الامام المجتہد تلمیذ لسان القرآن عبداللہ بن عباس اعنی الامام مجاہد وقد صوبہ الدارقطنی وغیرہ من الکرام وانظر تفصیلہ فی رسالتی تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ۱۲

ص ۲۰ قولہ ذکرہ الکرطبی صوابہ الخطابی کما فی المقاصد الحسنۃ والتیسیر ۱۲

ص ۳۱ قولہ من قول سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کما فی المقاصد ۱۲

ص ۵۳ قولہ وقال السیوطی اسندہ الدارمی لعل صوابہ الدیلمی ۱۲

قولہ فقد عزاہ ابنہ فی المقاصد الحسنۃ ۱۲

ص ۶۳ قولہ حدیث ضعیف لا موضوع ومتی ادعی ابن الجوزی وضعہ انما قال لا یصح ولم یوردہ فی کتاب الموضوعات بل الصفات ۱۲

ص ۶۹ قولہ اذ المعنی انہ لا یاتی اقول ای لو وقع ہذا کان المعنی کذا الا ان المعنی ہذا او یجوز ان تنشاء نبوۃ جدید غیر ناسخۃ فانہ کفر قطعا عند کل مسلم وفی صحیح البخاری عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہما لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ابراہیم ولابن عبداللہ عن انس رضی اللہ تعالی عنہ کان ابراہیم قد ملأ المہد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء صلی اللہ

تعالی علیہ وعلیہم وسلم وقد سمعت اقول القاری وعاش وصار نبیا لزم ان لا یکون نبینا خاتم النبیین اطلق المقال والزم انتفاء ختم النبوۃ بحدوث نبوۃ مطلقا وہو حق ودین کل مسلم فوجب ان معنی قولہ المعنی ما اسمعنا فتثبت وایاک ان تزل ۱۲

ص ۸۱ قولہ کما ذکرہ السخاوی ای اوردہ السخاوی طرقہ وتکلم علی الجمیع لا ان السخاوی قال انہا لا تخلو الخ ۱۲

ص ۸۵ قولہ انہ لا یثبت فانہ ح ینافی الحسن علی قول شمول الثبوت لہ اما علی قول اختصاصہ بالصحۃ فنفیہ کنفیہا ثم بعد بیان العنایۃ ایضا لا ینفی الضعف المحتمل لان الثبوت لا یشملہ اصلا ۱۲

ص ۱۰۷ من ہہنا الی آخر الکتاب کلام ابن القیم الضال لا زیادات عن القاری متمیز ۱۲

ص ۱۰۸ قولہ لم تقیم الباء صوابہ لم تقیم بالعین ای لم تطمس ۱۲

ص ۱۱۰ قولہ فصل ونحن ننبہ علی امور کلیۃ ہذا کلہ من الفصل السابق الی آخر الکتاب کلام ابن القیم الا زیادات من القاری متمیزۃ ۱۲

ص ۱۱۲ قولہ وان کل من لیس قلت بل قد ثبت فی حدیث صحیح الاسناد رجالہ کلہم معروفون ثقات کما بینہ السیوطی فی التعقبات ص ۳۶

ص ۱۱۹ قولہ قال یعنی ابن القیم ۱۲

قولہ قال ابن القیم ۱۲

قولہ ای وما لم یؤید من ہنا کلام القاری ۱۲

ص ۱۲۱ قولہ وہو واضح الحدیث اقول سیدی ابو الحسن علی بن جعفر قدس سرہ من کبار مشایخ الصوفیۃ الکرام وتحمل الناس علیہم معلوم وعلو کلامہم عن فہم ہولاء غیر خاف فلا یلیق الی کلام احد فی اولیاء اللہ تعالی نثبت ثبتنا اللہ تعالی وایاک بالقول الثابت

هوا في الحياة الدنيا وفي الآخرة آمين ١٢

ص ١٢٩ قوله فكيف يقال اقول يقال على قول من يقول ان الثابت لا يشمل الا الصحيح وقد نص عليه امام الشان ابن الحجر واختلف فيه معروف مشتهر ١٢

ص ٢٥ قوله وعن ابن عطية مرسلا ووصله قوم من رواة الموطا فجعلوه عن ابن عطية عن ابي هريرة ١٢

ص ٩٩ قوله فيه خالد بن هياج صوابه فيه خالد بن هياج عن ابيه ابو هياج متروك الخ ١٢

ص ١٠١ قوله وفيه اسمعيل التيمي متهم بالكذب ١٢

قوله ابو هرون العبدي متروك ١٢

قوله ابن المجبر كذاب وضاع ١٢

ص ٧ قوله على ملة الاسلام متعلق بتراءى اي اطلع على الاسلام من به البشر ١٢

ص ٦ قوله اخرجه اصحاب السنن وابو يعلى في مسنده ١٢

ص ٤ قوله كلهم يجتمع عليه الناس اقول ليس فيه ولا في الحديث ما يؤذن بكونهم على الولاء وما كان اجتماع على اثني عشر متوالين قط واي استقامة كانت للدين في زمن يزيد الخبيث وفي زمن عبد الملك الذي سلط على الامة الحجاج والمروانية التي كانوا يقولون بترك ما بنا لك فالاحسن ما ياتي ان المراد وجود اثني عشر في جميع مدة الاسلام وسياتي عد عشرة منهم اقول لكن بملاحظة الاجتماع لا يعد فيهم الا الامام العدلان الامام المجتبى وابن الزبير وكذا المهتدي بالله لكان الاندلسي واكان المستهدي نظير عمر بن عبد العزيز اما الظاهر بالله فكان في زمن تشتت كثير وان كان عيبا اعدلا فلم يبق الا الخلفاء الاربعة والامير معوية وعمر بن عبد العزيز والامام المهدي رضي الله تعالى عنهم وبقيت خمسة في علم الله تعالى ١٢

قوله على ولده يزيد معاذ الله متى كان الاجتماع عليه وقد خالفه مثل الحسين وابن

ماثبت من السنة

تاريخ الخلفاء

الزبير ومن معهما رضي الله تعالى عنهم وخلعه اهل المدينة لوجوه الناس ١٢

ص ٨ قوله ودين الحق منهم رجلان الظاهر انهما الامام الحسن المجتبى والامام المهدي المنتظر ١٢

قوله وعمر بن عبد العزيز بويع له في صفر سنة ٩٩ وتوفي لعشر بقين من رجب سنة ١٠١ وله اربعون سنة الا ستة اشهر فكانت خلافته سنتين وستة اشهر نحو من خلافة الصديق رضي الله تعالى عنهما ١٢

ص ٩ قوله سوى ثمانية قدمنا ان هذا انما هو اذ نظر الى كون الخليفة عاملا بالحق فقط اما اذا ضم معه اجتماع الامة عليه فلم يكن للامام الحسن ولا لابن الزبير والمهتدي والظاهر فلم يبق الا سبعة سابعهم المهدي وخمسة في علم الله ورسوله جل وعلا وصلى الله تعالى عليه وسلم ١٢

قوله المهتدي من بني العباسيين بويع له لليلة بقيت من رجب سنة ٢٥٥ واستشهد في رجب سنة ٢٥٦ خلافته سنة الا خمسة عشر يوما ١٢

قوله الظاهر لما اوتيه بويع له سلخ رمضان سنة ٦٢٢ وتوفي ١٣ رجب سنة ٦٢٣ فكانت خلافته تسعة اشهر وثلثة عشر يوما ١٢

ص ١١ قوله حدثنا عبد الله بن عبد الصمد الذي في اللآلي ص ٢٦٥ عبيد الله مصغرا ١٢

قوله لم يترك الامر فيهم وله شاهد قوي من حديث ابن مسعود رواه الحاكم مذكور في اللآلي ص ٢٦٧ و ٢٦٨ فقد ورد من حديث ابن عباس امر نوعا موقوفا ومن حديث ام سلمة بوجهين ومن حديث ابن مسعود فهو حديث حسن ولذا اعتمده الشيخ فيما مر آخر ص ٣ ١٢

ص قوله واخرجه الطبراني ذكره في اللآلي ص ٢٦٥ مستشهدا ولم يخرجه ١٢

ص قوله والحديث ضعيف ورواه الخطيب من حديث ابن عباس موقوفا عليه كما في اللآلي ص ٢١٦

قوله الى امة هو يزيد عن خالته وهي عن ام المؤمنين ١٢

ص۱۲۲ قوله ابوبكر الصديق في النسب سبحن الله لم لا تقول في حب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومعرفة ربه عزوجل ۱۲

قوله في الكذب الحريري قد عرف الذهبي بالتحامل على اهل الله ۱۲

ص۱۲۵ قوله فان لكل نصيح نصيحا دعه اخذ من قال يار با يارى بود از يار يا و انديشه كن ۱۲

ص۱۲۵ قوله اخرج ابن ابي شيبة قلت بل اخرجه الترمذي ص۲۷ وقال هذا حديث حسن قد اخرجه غير واحد عن سعيد بن جمهان ولا نعرفه الا من حديثه اهـ ۱۲

قوله من اشد الملوك الى هنا انتهى الحديث عند الترمذي والظاهر ان قوله واول الملوك قول المصنف ۱۲

ص۱۲۶ قوله عن ابن عمرو لم يرفعه اقول ليستحيل الا يصح عن ابن عمر ترك امير المؤمنين عليا وذكر الخبيث الطريد يزيد وقال كلهم صالح ولو صح عن ابن عمر ان يصح مرفوعا لان فيه الاخبار عن عدة غيبيات من قوله والسفاح الخ ۱۲

ص۱۲۹ قوله قلت فتمت له عشرة اوائل ما رشيها ولا تسعا فان افرز كتابة القرآن على الدنانير فليفرز كتابة ذكر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على الطومار فتكن احدى عشرة وان فعلنا هكذا واخرجنا التسمي لعبد الملك لانه ليس من صنيعه تمت عشرة فليتامل ۱۲

ص۱۶۹ قوله وابن شهاب الزهري مات هشام في ربيع الآخر سنة ۱۲۵ كانت خلافته سنة ۱۰۵ فاقام فيها عشرين سنة وقتل الامام زيد الشهيد رضي الله تعالى عنه وعن ابائه الكرام سنة ۱۲۲ والعجب ان الشيخ لم يذكر هذا في وقائعه ۱۲

ص۱۷۱ قوله تملك سبع سنين وقد ظهر كذبها فلم يملك الرجل الا عاما وما كذبا بل كذب النجوم اذ لو اراد الكذب لقالا مثل ما قال حماد ۱۲

ص۱۸۹ قوله في الاحكام هنا سقط يعرف مما تقدم ص۱۸۵ ۱۲

ص۲۲۴ قوله غدا اي افعلوا ذلك يعني التكبير غدا حين ينقطع التلبية ۱۲

ص۲۳۶ قوله ابن ابي داود ذلك الجهمي المعتزلي الهالك البغيض الداعية الطاغية اما ذكره في ذكر الواثق ۱۲

ص۲۳۷ قوله فتتبعوه ربما اقول اخطأ الشهاب خطأ ذميما فحاشا الحسين ان يكون ربما ۱۲

قوله واربعين ماجت النجوم وقد وقع مثل ذلك في بلادنا في المحرم الحرام سنة ۱۳۰۳ وكنت في رامپور ۱۲

ص۲۳۹ قوله هو ووزيره اي اياه ۱۲

قوله لصنوف العلم سقط من ههنا ما حاصله انها بعد قتل المتوكل صارت الى بغا التركي فوجدها منكسرة الخ ۱۲

ص۲۴۰ قوله فغضب بغا اسم التركي ۱۲

ص۲۴۳ قوله وابن ابي داود جهمي بغيض هلك سنة ۲۴۰ قبل ما روي ۱۲ [illegible]

ص۲۴۵ قوله المعتز بالله وهو اخو المعتصم والمستعين وقد كان ابوه المتوكل عقد ولي العهد بعد اخيه المنتصر فلما كان المعتصم خلعه وحبسه ثم ساق الله اليه الملك ۱۲

ص۲۴۹ قوله واسمه بهبوذ في تاريخ مكة ص۶۲ بهبول باللام ولعل الصحيح ما هنا ۱۲

ص۲۵۳ قوله فجيئ بهم اي في وهم الناس وانما جي بثلثة من قطاع الطريق كما بينه في تاريخ مكة ۱۲

ص۲۸۹ قوله بالخدمة اي بالسجود كما في الكامل ۱۲

ص۲۹۳ قوله بالطوفان تكون الحوت سرجا ماشيا ۱۲

قوله فاتفق ان الحجاج وسياتي ص۳۱۰ اخبارهم مثل ذلك وظهور كذبهم فيما هنالك والحمد لله خير مالك ۱۲

ص۳۰۱ قوله وعظم سلطان وكل ذلك ببركة سيدنا الغوث الاعظم رضي الله تعالى عنه ۱۲

قوله خمس وخمسين فكانت خلافته ۲۵ سنة ۱۲

ص۳۱۰ قوله فی جمیع البلاد لطوفان الریح لان المیزان برج ہوائی وکانوا حکموا قبل ذلک

سنہ ۹۰ بطوفان الماء لاجتماعین فی المیزان وہو برج مائی و ستجتمع السبعة الا

المشتری فی آخر شہر المحرم الآتی سنہ ۱۳۰۹ فی السنبلة وہی برج ترابی

~~فنسأل الله تعالیٰ لنا~~ ویکون ذلک الاجتماع علی تقویم الہند فی برج الاسد وہو ناری

فنسأل الله تعالیٰ لنا ولاخواننا المسلمین من کل خیر وحفظہ ووقایتہ من کل ضیر لا الٰہ

الا الله ولا حکم الا لله والحمد لله ۱۲

ص۳۱۱ قوله کان اول ایام الاسبوع الذی فی الکامل ثم دخلت سنہ ۵۸۳ اتفق اول ۔۔۔

السنة یوم السبت وہو یوم النیروز السلطانی ورابع عشر اذار سنہ ۱۴۹۸ اسکندریہ

وکان القمر والشمس فی الحمل واتفق اول سنة العرب واول سنة الفرس

التی جددہا اخیرا واول سنة الروم والشمس والقمر فی اول البروج وہذا بعید

وقوع مثلہ اہ وانا قدمنا سبت رابع صفر اذا سنہ ۱۴۹۸ اسکندریہ فوجدتہ

یوم السبت کما ذکر فی الکامل ۱۲

استخرجت تقویم الشمس فی نصف نہار ذلک الیوم فی بلدتنا بریلی فجاء

ط ا کط نہ یح ای لم یبق لتحویل الحمل الا دقیقتان او اثنتان واربعون ثانیة

وہی تتم ساعة وخمس دقائق فما کان طولہ انقص من طول بریلی بست

عشرة درجة وشیٔ کان التحویل فی نصف نہار وفیما بعد ذلک قبیل فلا شک

انہ اول فی وردین من التاریخ الجلالی اما کونہ یوم النوروز السلطانی فظاہر ۱۲

قوله الاسبوع ای یوم الاحد ۱۲

قوله واول السنة الشمسیة انظر ما کتبناہ علی الکامل ج ۱۱ ص ۱۹۹

ص۳۴۴ قوله للوزیر لا اتم الله لہ مرادا ۱۲

ص۳۴۸ قوله ثم تولیہ الخلافة ولکن کل ہذا کان اسما ورسما لا حقیقة لہ وانما الحکم

للسلطان کما افادہ العلامة قاسم فی تعلیقات المسایرة ص۲۸۳

ص۳۴۶ قوله وفشا الاسلام حتی قیل انہ اسلم منہم فی یوم واحد مأتة الف والحمد لله ۱۲

ص۳۴۷ قوله والسلطان الناصر بن المنصور قلاؤون ۱۲

قوله وبایع ابراہیم فکانت بیعة ظلم وغشم فلم تصح خلافتہ ولذا لم یعد العلامة

قاسم بن قطلوبغا فی اواخر تعلیقات المسایرة بل ذکر بعد المستکفی الحاکم بامر الله ۱۲

ص۳۴۹ قوله صورة المبایعة طویلة بالاطناب والاسہاب الی اواخر ص۳۴۶

ص۳۵۳ قوله ارسل غیاث الدین اعظم لم اعرف فی الہند ملکا والنسب فی تلک السنة

انما کان غیاث الدین بن سکندر شاہ من ملوک بنجالة توفی سنہ ۷۷۵ فالله تعالیٰ اعلم

نعم طلب التقلید من خلیفة مصر السلطان محمد تغلق فاتاہ التقلید سنہ ۷۴۴ وکذلک

اتی لابن عمہ السلطان المرحوم فیروز شاہ سنہ ۷۵۷ والله تعالیٰ اعلم ۱۲

ص۳۵۵ قوله ولی الخلافة لعہد من اخیہ وکان ذلک سنہ ۸۴۵ اذ فیہا مات المعتضد ۱۲

ص۳۶۴ قوله ابا ای مروان ۱۲

قوله عبد الملیک ای عبد الملک ۱۲

قوله کما قالہ ش ای الذہبی ۱۲

قوله وان بویع بالخلافة ای بالامارة کما یأتی فی الصفحة المقابلة ۱۲

ص۳۶۹ قوله واسأل الله تعالیٰ وقد استجاب المولی سبحنہ وتعالیٰ دعاء عبدہ فقبضہ الیہ

سنہ ۹۱۱ قبل وقوع فتنة السلطان سلیم الترکی المبطلة للخلافة من الدنیا

الی الآن سنة الواقعة سنہ ۹۲۳ ۱۲

حواشی الفتاوی الزینبیہ

صاحب کتاب کا تعارف:- فتاویٰ زینبیہ کے مصنف شیخ ابوطالب حسین بن محمد بن علی بن حسن زینبی الملقب بہ نورالہدیٰ ہیں۔ فقہائے متقدمین میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ بغداد کے نقیب النقباء تھے۔ فقہ حنفی کے مشہور مفتی اور عالم متبحر تھے اور عباسیہ میں ۴۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ دربار امراء بنوعباس میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ متعدد بار خلافت عباسیہ کی طرف سے سفیر بنا کر دوسرے سلاطین عصر کے پاس بھیجے گئے۔ آپ نے پچاس سال تک مشہد ابی حنیفہ میں درس دیا۔ ۹۲ سال کی عمر میں بماہ صفر ۵۱۲ھ بغداد میں وفات پائی اور امام ابوحنیفہ کے قریب دفن ہوئے۔ آپ نے قاضی القضاۃ علامہ محمد دامغانی اور صاحب قدوری ابی بکر سے اکتساب علم کیا اور ان حضرات کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

آپ کا مجموعہ فتاویٰ موسومہ بہ فتاویٰ زینبیہ قدیم ترین کتب فتاویٰ میں شمار ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فقہ حنفیہ کی کتب فتاویٰ میں اس کو اولیت کا شرف حاصل ہے تو بے جا نہ ہوگا کہ فتاویٰ والوالجیہ آپ کے فتاویٰ زینبیہ کے بعد مرتب ہوا۔ فتاویٰ والوالجیہ کے بعد فتاویٰ خانیہ (فتاویٰ تتارخانیہ) مرتب ہوا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اسی پر حاشیہ لکھا ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

حواشی الفتاوی الزینیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲ قولہ وقال الامام الرازی — ابوبکر من الفتاوی الحنفیۃ ۱۲

قولہ فی احکام القرآن ان مذہب اصحابنا — صوابہ فی احکام القرآن فی سورۃ الفرقان کما فی البحر ۱۲

قولہ فی شرح الایضاح واختلفت الروایات — ہکذا بعینہ فی البحر وہو محمول علی ان الایضاح بیان للشرح فان الامام محمد الکرمانی صنف متنا سماہ التجرید ثم شرحہ وسماہ الایضاح ۱۲

۲ قولہ ونسبہ بعضہم الی الشیخ من امتیاز المختص — صوابہ التسامح والمراد بالبعض العلامۃ ابن امیر الحاج حیث قال فی الحلیۃ ان کثیرا من المتاخرین مشوا علی ہذا التقدیر صححہ عداہ قاضی خان الی عامۃ المشائخ تسامحا اھ ۱۲

۲ قولہ ورضاونا ما ذا عرفت ہذا فاعلم ان الماء المستعمل — من اول الرسالۃ من قولہ اعلم ان العلماء اجمعوا الی ہا ہنا فی البحر من اوسط ص۹۶ الی اواخر ص۹۸ ۱۲

۲ قولہ من ثم الی ہہنا مذکور فی البحر ص۹۹ ۱۲

قولہ وقد قالوا ان الماء المستعمل اذا اختلط بالطہور — من ہنا الی آخر الرسالۃ کلہ مع زیادات کثیرۃ مذکور فی ص۱۰۰ الی ص۱۰۲ ۱۲

قولہ والخمس فی الماء الطہور — اقول یبتنی علی ان المستعمل ما لاقی البدن فقط ولیس کذا بل الکل مستعمل اذا کان الماء یداخلہ قلیلا نص علیہ محمد کما ذکرہ فی البحر واعترض ان ہذہ العبارۃ کشف کل التیسر ودحضت کل تخمین تقدس ۱۲

قوله من لم يجعل هذا الماء المستعمل — وهو قول ابي يوسف لاشتراطه الصب ١٢

قوله على قول من جعله مستعملا — وهو قول محمد ١٢

قوله ويدل عليه ايضا ما في الخلاصة — اقول هذا في الملقى والكلام في الملاقي ١٢

قوله فقد صرح قاضي خان في فتاواه — خانيه هذا في الملقى وهو خلاف المختار عند الجمهور ١٢

قوله لطلب الدلو — اي لم يرد قربة ١٢

قوله لانعدام الضرورة وفي المنتقى بالخنصر — بخلاف ما اذا دخل يده لضرورة الاغتراف اذا لم يجد اليه سبيلا دونه كما فصله في الفتح والبحر ١٢

قوله وقال القاضي ابو زيد الدبوسي — وكلامه لا يرد على ما قررنا لتجويده الا ما نقل آخرا عن محمد من صيرورته مستعملا بالاغتسال ١٢

قوله نفصل من ملاقاة بدنه — لولا لفظة فصل وقال يكون ان افصل من الماء لم يلاق بدنه لكان احسن محمل له ان يراد بالاغتسال فيه الاغتسال بحيث تقع غسالته فيه فيكون من باب الملقى دون الملاقي ويصح ما ذكره وانما ينافي نص محمد المذكور آخره بحمله على الاغتسال بالانغماس فيه ١٢

قوله يقول لصيرورته مستعملا بالاغتسال فيه — هذا في الملقى وهو نص في الباب وينافي ما قرره من حيث عدم الاعتبار بالخلطة ١٢

قوله وفي الخلاصة — هذا في الملقى وانما ينافي ما قرره من حيث عدم الاعتبار بالخلطة ١٢

قوله رجل توضأ في طست ثم صب ذلك الماء — لفظ البحر يقول لا اغتسل في الماء القليل صار الكل مستعملا حكما اهـ ١٢

قوله بعضه الى بعض — اي كان كثيرا لا القليل الاكثر من بعضه الى باقيه ١٢

قوله فانه لا يجوز التوضي فيه وفي الخلاصة — صوابه يجوز وسياتي بيانه ص١٩ ١٢

قوله وقدر ما يلاقي بدن المستعمل لصيرورته مستعملا وذلك القدر من جملة ما يغتسل فيه صح صححناه من البحر ص٢٦ ١٢

قوله بعضه على بعض — اي بما كله بكلام الحلية ١٢

قوله اقول كيف يقال في مسألة البئر جحط وغيرها التي اطبقت عليها المتون وعامة الشروح والفتاوى انها مبنية على رواية ضعيفة وقد قال الشيخ نفسه في بحره في مسألة البئر جحط في بيان قول محمد بالطهارة وجه قول محمد على ما هو الصحيح عنه الخ ثم قال في آخر الكلام فعلم بما قررناه ان المذهب المختار في هذه المسألة ان الرجل طاهر والماء طاهر غير طهور ثم قال الماء المستعمل على الصحيح ثم قال ان المنغمس للاغتسال صار مستعملا اتفاقا وحكم الحدث حكم الجنابة ذكره في البدائع ثم نقل نظيره عن الخانية والخلاصة لكن بعد كل ذلك رجع وزعم آخرا كما زعم هذا ان كله مبني على قول ضعيف عن محمد وتصحيح من مذهبه انه لا يصير مستعملا مطلقا ولم يات عليه بدليل يشفي ويقاوم تصريحات المتون والشروح وفتاوى الائمة الكبار والله تعالى اعلم ١٢

قوله من فتاوى قاضيخان — انما تعرض من المبتغى فلعل نسخته سقطا ١٢

قوله فلا يلحفظ النوع عليها — اقول هذا ايضا من باب الملقى فان ماء الوضوء يدخل في الحفيرة الثانية فلا يفيد شيئا ١٢

قوله شارح المنية العلامة محمد الشهير بابن امير حاج الحلبي — اقول كلام الحلبي في الملقى والكلام ههنا في الملاقي قال في الحلية مر عن انه قيل له جنب وقع في ماء في اجمة القصب فان كان لا يخلص بعضه الى بعض جاز منه لان الماء كثير ولو كان الماء المستعمل الواقع فيه نجاسة لم ينجس بخلافه وهو

ظاہر وانما فیہ الجواز الآخر بالنقل فانظر الی قولہ الماء المستعمل الوارد
فیہ وقال قبلہ بصفحۃ فی الفرق بین التوضی من الحوض وفی الحوض ان التوضی
فیہ لا یستلزم البتۃ وقوع الغسالۃ فیہ بخلاف التوضی فیہ ویجوز وضوء المتو
ضئین من موضع ووقوع غسالۃ الاثم فیہ ہو مقصود الافادہ من التوضی بخلاف
کون وضوء المتوضی منہ بحیث تقع غسالۃ الاثم خارجہ جائزا فان ذلک مجمع علیہ
لا یتفرع علی قول قوم دون آخرین اھ ١٢

قولہ — ای لعلیل الاثر بالسریان ١٢

قولہ او غالب علیہ انتہی — اقول وہذا الخفا لا یبتنی علی الصحیح فان الصحیح
ان الماء المستعمل اذا کان اقل اجزاء استہلک فی المطلق باول وقوعہ
کما عرف لا یکون الا ماء مطلقا مطلقا ١٢

قولہ والمنیۃ فقال شارح المنیۃ الخفا — اقول کلامہ ہنا الخفا فی الملتقی
ویدل علیہ ما ذکرتم آخذین من لفظہ فی تعلیل المسألۃ انہ یجب انتقال
الماء المستعمل الواقع فیہ الخ ١٢

قولہ فقال ثم ہذا الخفا — اقول کلام الحلیۃ ہنا الخفا فی الملتقی لقولہ ہنا اغیا
کنظائرہ ان یکون فیکسر بتحریک الماء لا یتیقن من انتقال الماء المنفصل
منہ فی الحوض من ذلک الواقع فیہ الخ وبالجملۃ فنہایات العلامۃ
البحر رحمہ اللہ تعالی عنہ ہذہ الرسالۃ بما لیس مقصودہ الا ما قدم من
البدائع ویعارضہ بما ظفرت علیہ کلمات الائمۃ من مسألۃ الی جحود (؟)
مسائل ادخال الید فی الماء المذکورۃ علی کثرتہا فی الخانیۃ والخلاصۃ
والفتح والملتقی وغیرہا عامۃ الکتب بل ونفس (؟) البحر ص٩٦ واللہ تعالی اعلم ١٢

حاشیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری

(جلد اوّل تا پارۂ پنجم)

صاحب فتح الباری کا تعارف:۔ بخاری شریف کی دو شروح نے بہت شہرت پائی۔ ایک عمدۃ القاری اور دوسری فتح الباری جو قاضی القضاۃ خاتم الحفاظ علامہ ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ علامہ ابن حجر شعبان ٧٧٣ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے جوانی میں حصولِ علم کے لیئے شام، حلب، حجاز و یمن کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ اور مشائخ علمِ حدیث میں ان کی بصیرت، جلالت اور عظمت کے قائل تھے۔ آپ نے ٨٥٢ھ میں وفات پائی۔ آپ کے وقارِ علمی کا یہ عالم تھا کہ شاہِ وقت آپ کے جنازے میں شریک تھا اور آپ کے جنازے کو اس نے کندھا دیا۔ قراءتِ حدیث میں کمال حاصل تھا اور بڑی سرعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ بخاری کو دس مجلسوں میں ختم کر دیا تھا حافظ ابنِ حجر اتقان وانضباطِ علوم میں اپنے معاصرین میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ علّامہ بدر الدین عینی صاحب عمدۃ القاری آپ کے مشہور معاصرین میں سے ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، بیان احوال الرجال، طبقات الحفاظ، اصابہ فی تمیز الصحابہ، نخبۃ الفکر مصطلح اہلِ اثر، شرح الفیہ، الدرۃ الکامنہ فی اعیان المأۃ الثامنہ، بلوغ المرام فی احادیث الاحکام، امالی احادیث، فتح الباری شرح بخاری، دیوان الشعر، شرح النخبۃ، لسان المیزان وغیرہا۔ آپ آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے مشاہیر علمائے شافعیہ میں سے ہیں۔ متاخرین علماء نے آپ کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے اور آج بھی آپ کی شہرت آپ کی بلند پایہ تصانیف کے باعث قائم ہے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا یہ حاشیہ فتح الباری پر صرف پارۂ اوّل سے پارۂ پنجم تک ہی مجھے دیا گیا جو آپ کے سامنے ہے۔

حصہ اول تا پانچ

حواشی فتح الباری شرح صحیح البخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صفحہ [illegible] قولہ فقد قیل فیہ انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قائمہ القاضی عیاض کما فی عمدۃ القاری ۱۲

قولہ لکن فی المفید من تنبیہم اقول لم لایحمل علی ما یاتی فی سطر الثالث والیہ یشیر قولہ تعرات وقولہ

محلا ان ذہبت ملوحتہ کما ہو معنی الماء الحلو ۱۲

جلد الثانی صفحہ [illegible] قولہ واتخذوہا اوثانا لفظ المرقاۃ عنہ فقد اتخذوہا ج [illegible] ۱۲

قولہ من الاعلام المشترکۃ بین الرجال والنساء بل الغالب کونہا للنساء ۱۲

جلد الرابع قولہ لما سئل عن الجمعۃ انظر الیش یرید الحافظ وانما فی المتعلق ان سئل عن الظہر و

صفحہ [illegible] لعل المعنی انہ سأل عن الظہر ومرادہ استفادۃ حکم الجمعۃ فاجابہ بہ مقرا علی ذلک

کما یاتی عن ابن المنیر ۱۲

قولہ کیف کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یصلی الظہر فسأل عن الظہر ومرادہ ادراک حکم الجمعۃ

ازقبیل کان الکلام فاجاب انس ولم یقل ان ہذا لیس فی الجمعۃ ولو علم انہ یرید ولاستہلال.

علی باطل لما حل السکوت ۱۲

قولہ الحاقہا بالظہر ای فیرد بہا ۱۲

صفحہ [illegible] قولہ وقد تقدم نحوہ فی مرسل مکحول قریبا اقول الذی فیہ حین خرج الامام وہو مثل روایۃ ابن

خزیمۃ عن ابی عامر عن ابن ابی ذئب عن الزہری عن السائب اذا خرج الامام کما تقدم انفا ۱۲

قولہ بین یدی الخطیب للانصات ہذا باطل تردد بوجود فی رسالۃ اذان من اللہ ۱۲

صفحہ [illegible] قولہ عن الضحاک من زیادۃ الراوی یحتمل انہ من بالباء کما نقل عنہ الزرقانی صفحہ [illegible]

فلکن لا اعلم فی الرواۃ الضحاک من زیادۃ والروایات جویبر عن الضحاک المفسر ابن مزاحم معروفا

فالصواب ما فی الکتاب والمراد بالرازی اما جویبر لانہ مروی ہذا التفسیر عن الضحاک عن

ابن عباس فالمعنی زاد فیہ ہذہ الروایۃ عن برد بن سنان عن مکحول اوالراوی لتفسیر جویبر فیکون

ہو الذی زاد کزیادات عدیدۃ فی مسند ابیہ ولعل ہذا ہی الاظہر کیلا یکون وضع الظہر

موضع المظہر واللہ تعالی اعلم ۱۲

قولہ لہذا الاثر ما تقویہ ای یؤیدہ فی ان عثمان لم یزد ۱۲

قولہ فلعل الاسماعیلی استشعر ایراد احد ہؤلاء فقال ما قال اقول لم یرد الاسمعیلی ما ظن الحافظ

بل الامران وحدۃ المؤذن لا تستلزم وحدۃ الاذان فجاز ان یکون المؤذن الواحد یؤذن

مرۃ بعد الزوال اخری عند الخطبۃ وسیاق کلام السائب رضی اللہ تعالی عنہ یدل علی وحدۃ

الاذان فانہ قال ان التاذین الثالث زادہ عثمان ثم عقبہ بقولہ ولم یکن للنبی صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم غیر مؤذن واحد ای لم یکن فی زمنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا اذان واحد وہذا

واضح ولا عیبہ بما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالی ۱۲

قولہ فلا ترد الصبح مثلا اقول کیف ہذا وقد جاء فی الحدیث بلفظ فی الجمعۃ وغیرہا کما فی مسند

الامام احمد رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲

قولہ ما ذکرہ ابن حبیب المالکی ۱۲

الجزء السابع ۱۵۱ قولہ فلا ترد الصبح ثم وجدتہ فی مختصر البویطی عن الشافعی ونقلہ فی النوادر عن ابن حبیب

المالکی کما فی الزرقانی صفحہ [illegible] فکان الاولی ما یذکر عنہ ابن حبیب مکان قولہ ذکرہ ابن حبیب ۱۲

قولہ حدثنا قبیصۃ یاتی فی الوکالۃ صفحہ [illegible] سندا ومتنا من دون فرق ۱۲

الجزء التاسع صفحہ [illegible] قولہ حدثنا قبیصۃ ثنا سفین مر فی الحج صفحہ ۱۵۲ سندا ومتنا من دون فرق ۱۲

قوله فيكون عاش بعد ان عوفي عشر سنين والله تعالى اعلم اقول كانه عليه الصلاة والسلام اراد بالسبع التقليل اراد بالسبعين التكثير فلا دليل فيه على ما ذكره نعم يحتمل ان سوالها رضي الله عنها كان حين مضى على اسلامه سبع سنين فاجاب عليه الصلاة والسلام بهذا واراد بالسبع والسبعين حقيقتهما اتجه هذا والله تعالى اعلم ۱۲

قوله من اي الصعقتين عند صعقة قيام الساعة او صعقة في المحشر كما ياتي عن ابن علقمه ۱۲

قوله فاكون اول من يبعث فدل ان المراد صعقة الساعة سياتي انكار هذا عند ابن القيم وتقره عليه الحافظ ۱۲

قوله فاكون اول من يفيق وان كونه صلى الله تعالى عليه وسلم اول من تنشق عنه الارض صحيح انت تعلم ان انشقاق الارض عند النفخة الثانية وقد صرح في صحيح البخاري في رواية لاتية ص ۲۶۲ ما نقله الشارح بينهما ثم ينفخ فيه اخرى فاكون اول من بعث فاذا موسى اخذ بالعرش الحديث فكيف يكون ما فيه قصة موسى غير ما فيه انشقاق الارض الا ان يجعل ما تان النفختان للصعق ثم الافاقة بعد البعث كما ذهب اليه ابن حزم ان النفخات اربع لكن لم يرتضه الحافظ كما ياتي في الصفحة الاتية ۱۲

قوله من جميع الخلق احياءهم وامواتهم سيرده صريح حديث طويل سنذكره على الهامش ۱۲ منه

قوله ويمكن الجمع بان النفخة الاولى يعقبها الصعق اي الجمع بين روايتي فاكون اول من تنشق عنه الارض واكون اول من يفيق لفاصله انهما نفختان فحسب فمع الاولى الصعق الموت وفي الثانية الا فاقة الشاملة للبعث بعد الموت لكن يبقى ما قاله المزي ان كونه صلى الله تعالى عليه وسلم اول من تنشق عنه الارض صحيح وقد ذكر تحت هذا الحديث الاتفاق عليه في اشعة اللمعات لكن سياتي للشارح حمله على بعض من اي انا اكون من اول من تنشق عنه الارض وهذا حمل بعيد لم نسمعه لغيره والواقع المتقرر انه صلى الله تعالى عليه وسلم اول من تنشق عنه الارض على الاطلاق فلينظر ما هو ثم لم تكن حاجة في الجمع الا ان يجعل الصعق شاملا

الاموات على خلاف ما سنذكر من الحديث بل كان يكفيه ان يقول ان النفخة الاولى يموت بها من كان حيا لم يمت بعد ويصعق من كان حيا قد مات قبل الا من شاء الله ثم بالثانية يفيقون جميعا الموتى من الموت والغشي عليهم من الغشي ۱۲

قوله كون جميع الخلق اي محل لذكره بعد ما قررتم ان الموتى ايضا يصعقون ۱۲

قوله وقد استشكل كون جميع الخلق يصعقون مع ان الموتى لا احساس لهم اقول ذكر في الدر المنثور من الزمر ص ۳۳۵ حديثا طويلا جدا عزاه لاحد عشر مخرجا منهم عبد بن حميد وابو يعلى وابن ابي الدنيا وابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والطبراني وابو الشيخ والبيهقي في البعث والنشور عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفيه في ذكر النفخة الاولى وما يلقى من الاهوال من انشقاق الارض والسماء وانتثار النجوم ما نصه فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والموتى لا يعلمون بشيء من ذلك فقلت يا رسول الله فمن استثنى الله حين يقول ففزع من في السموات ومن في الارض الا من شاء الله قال اولئك الشهداء وانما يصل الفزع الى الاحياء وهم احياء عند ربهم يرزقون وقاهم الله فزع ذلك اليوم الحديث فهذا نص في حل الاشكال وصعقه ما جنح اليه القرطبي ۱۲

قوله ولا يعارضه ما ورد في هذا الحديث اي اذا كان الاموات كلهم في المستثنى فما وجه تخصيص موسى ۱۲

قوله لان الانبياء احياء عند الله غلا يشملهم المستثنى والاموات فصح تخصيص موسى عليه الصلاة والسلام ۱۲

قوله ولا شك ان للانبياء ارفع رتبة من الشهداء اقول عاد بهذا الايراد كما كان لانه على هذا يكون الانبياء جميعا في المستثنى فما تخصيص موسى تامل ۱۲

قوله وورد التصريح بان الشهداء ممن استثنى الله اقول فعلى هذا يكون نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم سيد من استثنى فلا تصيبه الصعقة لكن حديث الباب على خلاف هذا وبالجملة فالمقام مشكل والله المسئول للحل وحسبنا الله ونعم الوكيل ۱۲

قوله يحتمل ان يكون المراد صعقة في حديث الباب ۱۲

قوله وہذا انما ہو عند نفخۃ البعث انتہی والصعقۃ یکون بعد البعث ۱۲

قوله قال ویؤیدہ عیاض ۱۲

قوله فعرف ان اطلاق الاولیۃ فی غیرہا اقول سبحٰن اللہ ہو صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حین قال ہذا لم یکن جازما بادیۃ لنفسہ ولو جزم کیف یصح والتردد فی موسی بل افاق فیمن علم بہ یجی ہذا الحدیث فی شیء من طریقہ الا بوا عن فی ومن کان السمع علیہ بہ لکن اتی علمہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جازما بہ مابعدہ الی ہذہ المطلقۃ اذ الوقت کان فصلہ التردد خاتی بلفظ یحتمل الوجہین فان الدال المطلق ایضا من الاولین والاحادیث تحققہ مع اللہ تعالی علیہ وسلم، وان من تنشق عنہ الارض جازمہ غیر متردد فکیف یحمل الجازم علی المتردد ۱۲

قوله قال لانہ الذین استثنی اللہ قد ماتوا من صعقۃ النفخۃ اشار الی الجواب عنہ فی اشعۃ اللمعات بان الاستثناء حاصل فی کلتا الصعقتین من صعقۃ الساعۃ فی القرآن العظیم ومن صعقۃ الموقف فی ہذا الحدیث وبہ یندفع کل ما اوردہ ابن القیم ـ لکن تردہ روایۃ عبد اللہ بن الفضل المذکور فیہا ہذہ الصعقۃ بعد النفخۃ الاولی وہذا خاتحۃ بعد ثانیۃ فانہا تعین ان المراد صعقۃ الساعۃ ولا محید الا بتوسیع النفخۃ علی ماياتی عن ابن حزم فتکون النفخۃ فی روایۃ ابن الفضل نفخۃ الموقف بعد البعث بقول حدیث ابی سعید فاکون اول من تنشق عنہ الارض فلا طلبہ لا النوہم کما فعل الحافظ المحشی المزی واقرہ الشارح وابن القیم حیث نقلہ عن المزی ایراد ان یبدی ہذا التوہم من عند نفسہ فلم یتم لہ واللہ تعالی اعلم ۱۲

قوله ان ہذہ صعقۃ النفخۃ المذکورۃ فی حدیث الباب ۱۲

قوله فلا یحسن التردد فیہا اقول یؤخذ من التقریر المنیر الماثر فی الصفحۃ السابقۃ ان بنفخۃ الساعۃ یموت کل حی لم یکن مات ویصعق کل حی قد مات من قبل الا من شاء اللہ ثم بنفخۃ البعث یحی الموت ویفیق المغشی علیہم وتبقی ہنا اللہ تعالی علی خصاصا والبعث للکل والافاقۃ لم یکن یصعق فیصح التردد فی الافاقۃ مع الجزم بالبعث فتأمل ۱۲

قوله بانہ مات وتردد فی موسی ہل مات اصلا اقول کلا فان نفخۃ الساعۃ لا تمیت من قد مات علیہ الموت من قبل وانما یحصل کون النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جزم بانہ صعق وتردد فی موسی ۱۲

قوله بانہ مات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲

قوله عن ابی سلمۃ عند ابن مردویہ عن ابی ہریرۃ ۱۲

قوله انا اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ فانفض التراب بدہ حدیث ابو سعید وتعین ان المراد نفختا الساعۃ والبعث فان صحت ہذہ بعد التوہم جدا صح واللہ تعالی اعلم ۱۲

قوله انفض التراب فیلی تجویز السعیۃ فی الخروج من القبر حمل ینقض مع معناہ الحقیقی وتجویز الغیۃ فی الخروج منع القبر والتردد فی ان فعل النقض صدر منہ قبلی ام لم ینقض فلیل الجدوی بل لا یبدو فوز رولان ممن استثنی اللہ فان احیہ الم یستثنی عن ہذا الفعل ۱۲

قوله من کون الشیئین اربعا لیس لواضح لی ہما نفختان فقط قد مار ہذا المحید عنہ فی تصحیح روایۃ ابن للفضل مع القول بان المراد صعقۃ الموقف ۱۲

قوله ویغشی علی من لم یمت ممن استثنی اللہ فی العبارۃ خفاء فکیف یغشی علی من استثناہ واللہ نجاہ من الغشی ولعل الصواب ویغشی علی من لم یمت الا من استثنی اللہ تعالی ۱۲

قوله وقیل التوراۃ لان الزبور وقراءۃ کل نبی تطلق الذی فی ارشاد الساری وقرآن کل نبی وہو الصواب ۱۲

قوله والتنازل یقتضی تخلید الموحد فی النار ری کلاہما مذہب الاعتزال ۱۲

قوله فخرج الذی اکرہ ان نفروکنت ارجوان اردہ لا نفری لا تقدر ان توصل بہم خیرا وہذا بیان الذی یکرہ ۱۲

قوله کان الذی قتل ببدر ممن یدخل فی ہذہ العبارۃ سیاتی للشارح فی النکاح لا قتلہم کان فی احد لا بدر ۱۲

قوله من طریق مجاہد بن موسی بن عبد اللہ الذی فی المواہب تلخیصا من الکتاب مجالہ

ص ۳۴۶ ص ۲۸۵ الجزء الخامس عشر

ص ۱۹ الجزء السادس عشر

ص ۲۷ الجزء السابع عشر

ص ۱۹۵

قال الزرقانی بضم المیم وتخفیف الجیم فالف فلام فدال مہملۃ اھ ۱۲

قولہ من طریق یونس بن میسرۃ ای حیث اخرجہ المذکوران ایضا من طریق یونس ۱۲ زرقانی

حاشیہ تبیین الحقائق للزیلعی

کنز الدقائق کو فقہ حنفیہ میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ فقہ حنفیہ میں علمائے متاخرین نے ان چار متون سے بہت اعتنا کیا ہے۔ وقایہ (مختصر الہدایہ) مولفہ تاج الشریعت علامہ محمود محبوبی، مختار اور اس کی شرح اختیار مولفہ علامہ عبد اللہ موصلی۔ مجمع البحرین مولفہ علامہ ابن ساعاتی کنز الدقائق یا کنز مولفہ علامہ حافظ الدین نسفی۔ لیکن متون اربعہ میں کنز الدقائق کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور اس کی متعدد شروح لکھی گئیں جن میں ممتاز، اہم اور مشہور شروح یہ ہیں:۔ تبیین الحقائق مولفہ علامہ زیلعیؒ، رمز الحقائق مولفہ علامہ بدر الدین عینیؒ، بحر الرائق مولفہ علامہ زین العابدین ابن نجیمؒ مصری، تکملہ بحر الرائق مولفہ علامہ طوریؒ، نہر الفائق مولفہ علامہ عمر ابن نجیمؒ مصری، منحۃ الخالق مولفہ علامہ ابن عابدینؒ اور کشف الحقائق مولفہ علامہ افغانیؒ۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی اس طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور آپ نے تبیین الحقائق، بحر الرائق اور منحۃ الخالق پر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ تبیین الحقائق کے مصنف علامہ عثمان بن علی بن محجن زیلعیؒ ہیں جو فخر الدین کے لقب سے مشہور و معروف تھے۔ فقہ حنفیہ کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ فقہ کی مشہور زمانہ کتاب کنز الدقائق کی ٹھیک مبسوط اور جامع شرح لکھی۔ صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ آپ نے فقہ کی مشہور کتاب جامع کبیر کی بھی ایک مبسوط شرح لکھی تھی لیکن وہ تبیین الحقائق کی طرح مشہور نہیں ہوئی۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہو سکا۔ آپ نے ماہ رمضان المبارک ۷۴۳ھ میں وفات پائی۔ قیاس کہتا ہے کہ آپ کی ولادت قرن ہفتم کے نصف ثانی میں ہوئی۔ آپ شہر زیلع کی نسبت سے زیلعی کہلاتے ہیں۔ زیلع ساحلِ حبشہ پر ایک مشہور شہر تھا۔

معنے تقیید الاجارة والا فلا شک فی تضمن الشہید معنے القسم کما سیأتی صـ۲۷۸ ۱۲

۵م ص۹۵ قولہ فان صحتہا لا یتوقف علی القبض اھ- علیہ فیما فی للشارح رحمہ اللہ تعالی صـ۱۱۳ ان الشیوع انما کان یفسد لکونہ مانعا من القبض لاہ صـ۱۱۳ ان العین اقیمت مقام المنفعة تصحیحا للعقد فی حق الانعقاد والتسلیم ضرورة عدم تصور رہا فی المنفعة- اھ ولعل جواب ان الشرط کونہ مقدور التسلیم والشیوع یمنعہ لا وقوع التسلیم نعم ہو شرط وجوب الاجر اذ لا اجر الا بالتمکن من الانتفاع ولا تمکن الا بالقبض فان آجر دارہ وتفرقا قبل التخلیة فالاجارة صحیحة تامة وانما یجب الاجر من حین التخلیة فلیحرر ثم رأیت بحمد اللہ تعالی فی البدائع انہ جعل التسلیم من شرائط نفاذ الاجارة فقال ومنہا تسلیم المستاجر فی اجارة المنازل ونحوہا اذا کان العقد مطلقا عن شرط التعجیل بناء علی ان الحکم فی الاجارة المطلقة مما یثبت عندنا بنفس العقد لان العقد فی حق الحکم ینعقد علی حسب حدوث المنفعة حتی لو انقضت المدة من غیر تسلیم المستاجر لا یستحق شیئا من الاجر ولو مضی بعد العقد مدة ثم سلم فلا اجر لہ فیما مضی اھ ومثلہ فی الہندیة من المحیط وہو عین ما فہمت وللہ الحمد ۱۲

شلبی

م ص۱۲۳ قولہ لا تخلو من تحریف اھ- لا تحریف فیہا وہی واضحة المعنے ۱۲

ص۱۲۵ قولہ ولکن فیہ اشکال- اقول ہو سہو منہ رحمہ اللہ تعالی کما بینتہ علی ہامش رد المحتار صـ۱۲۶ ۱۲

م ص۱۲۶ قولہ ویبطل بالاعراض فلا بد من الاستشہاد- یفید ان ترک الطلب انما فی الفیا دلیل الاعراض وان وجد الطلب الاول واحد صرح منہ قولہ صـ۱۲۵ ترک الطلبین اذا حدہما مع القدرة علیہ دلیل الاعراض علی ما بیناہ من قبل ۱۲

ص۹۵ قولہ والحمر الاہلیة والبغل)- فی المتن بعدہ والخیل وسقط من نسخة الشرح ۱۲

شلبی

ص۹۷ قولہ وما سوی ذلک من الاشربة المحرمة وہی الخمر والسکر- عبارة الہدایة وما سوی ذلک من الاشربة فلا باس بہ ثمن فیہ بیان لما ہنا جعلہ بیانا لذلک فالمعنے وما سوی الاشربة المحرمة وہی کذا وکذا فلا باس بہ ۱۲

قولہ لا یجب وان سکر منہ فی قولہ- ای اذا شرب منہ ما یغلب علی ظنہ انہ لا یسکر ولم یقصد لہوا ولا طربا فہو حلال عندہ اما ان قصد السکر او اللہو فحرام بالاتفاق لکن لا حد عندہ لان لہ ان یقول شربت ما یحل فالبغی ان اسکر ۱۲

ص۹۸ قولہ لو کان واحد منہا فی بنی آدم- صوابہ فی ابن آدم ۱۲

حاشیہ مدخل

امام عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ (المعروف بہ حاکم) نیشاپوری صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں اور اپنی تصانیف عالیہ میں آپ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ کی مشہور زمانہ تصنیف مستدرک علی الصحیحین ہے جس کو مستدرک حاکم بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں آپ نے ان احادیثِ صحیحہ کو جمع کیا ہے جن کو امام بخاری اور امام مسلم نے چھوڑ دیا تھا۔ آپکی جلالتِ علمی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ امام بیہقی آپ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ کتاب مدخل امام حاکم کا ایک مختصر رسالہ ہے لیکن اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت وقیع ہے۔ اس رسالہ میں امام حاکم نے حدیثِ صحیح کو اپنا موضوع بنایا ہے اور اس کی اقسام بیان کی ہیں۔ پھر جرح پر کھل کر لکھا ہے۔ اور جرح و تعدیل کے دس طبقات کا تذکرہ کیا ہے۔ مجروح محدثین کی اقسام پر بحث کی ہے۔ مدخل اپنے موضوع کے اعتبار سے حدیث شریف کے موضوع پر ایک مایہ ناز کتاب ہے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اس رسالہ پر حواشی لکھے ہیں جن کا نمونہ آپ کے سامنے ہے۔

حواشی المدخل ج ۱ و ۲ و ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ص۲ قولہ کقدح الراکب اراد الامام احمد رحمہ اللہ تعالٰی ای لا تؤخرونی فی الذکر لان الراکب یعلق قدحہ فی آخر رحلہ عند فراغہ من التعبیۃ ویجعلہ خلفہ ۱۲ مجمع البحار

ص۳ قولہ ای علیہ اثم ما فطر بہ لا ان ما فطر بہ - او یکون معناہ ان اللہ تعالٰی یعاملہ علی حسب ظنہ فلیحقق سوء ظنہ فان اللہ تعالٰی عند ظن عبدہ بہ ۱۲

ص۴ قولہ فی ذکرہا دم ثم تذکر المدینۃ والشدۃ بسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم - اقول ومن ہذا القبیل ما سمع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اصحابہ یذکرون الانبیاء والسابقین بعضہا لبعض فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلتم کذا وہو کذا وفی ہذا کذا وہو کذا الا وانا حبیب اللہ ولا فخر الحدیث ۱۲

۴۲ قوله وكان المؤذن واحدا — اى فى زمن هشام اذ لم يكن فى الاذان الاول
المؤذن واحد كما كان من زمن عثمان رضى الله تعالى عنه ثم الناس بعد هشام اجعوا
الاذان الاول ايضا اذان جماعة كما سيصرح به ص۱۰۲ ۱۲

قوله يؤذنون ثلاثة — واحد بعد واحد ۱۲

قوله ذلك فى المسجد بين يدى الخطيب بدعة — اى فى حدود المسجد على بابه امامه
لم يحدث فى هذا الاذان شيئا منه محققى المالكية ايضا بل ابقاه على المحل الذى كان
عليه فى عهد الرسالة والخلافة الراشدة وانما نكر الامام ابن الحاج تبعا لجمهور
المالكية تبعا لما نقله الامام ابن الاشرف عن صاحب المذهب سيدنا مالك رضى
الله تعالى عنه كون الاذان بين يدى الخطيب من الامر القديم ويقولون انه
لم يكن فى الزمن النبوى والخلفاء بين يديه بل على المنارة فلذلك ينسبون احداثه
الى هشام مع ان الحق انه ثابت من زمن الرسالة وان هشاما لم يغيره
قال العلامة الزرقانى المالكى فى شرح المواهب (وعبارة ابن الحاجب من
المالكية لما كان عثمان امر بالاذان قبله على الزوراء ثم نقله هشام الى المسجد)
اى امر بفعله فيه (وجعل الاخر الذى يفعل بعد جلوس الخطيب على المنبر بين يديه)
بمعنى انه ابقاه بالمكان الذى يفعل فيه فلم يغيره بخلاف ما كان يفعل بالزوراء
قوله الى المسجد على المنار اهـ فقول ابن الحاج هنا فى المسجد كقول ابن الحاجب
ثم الى المسجد اى حدوده لانه انما نقل الاذان الاول الى المنار كما ذكره
ابن الحاج ايضا هنا وكما ياتى ۱۲

۴۳ قوله انه لا معنى لها اذ المراد انما هو اسماع الحاضرين — اى مراد اولئك الذين
احدثوا ذلك لا مراد الشرع بدليل ما قدمنا انفا ان من فى المسجد لا معنى
لهداية اذ هو حاضر

۴۴ قوله على موضع زالك بدعة — اقول وهذا الشعوى قول من قال ان العلماء زمن النبى
صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن له ظل لئلا يقع عليه كافر ۱۲

۴۵ قوله منهم ابو عليهم ظاهرة — قلت وهذا معلوم من احوالهم مشاهد فلا حول ولا قوة الا بالله
العلى العظيم ۱۲

۴۶ قوله انما يطلقون لفظة الناس — اقول يجمعه الى التحقيق ما يظن القائلون ان البخارى
فى اشارته الى الامام الاعظم بلفظ بعض الناس مهين لشانه رحمه الله تعالى عليهما

محترم مولانا مولوی محمد صدیق صاحب ہزاروی مدرس دار العلوم جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور نے مارچ ۱۹۸۲ء میں اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ کے وہ نادر حواشی جو انہوں نے طحطاوی شرح الدر المختار پر اور معالم التنزیل یعنی تفسیر امام بغوی پر چڑھائے ہیں۔ ترجمہ و تشریح کے ساتھ مراجع حواشی کے حوالوں کو بھی تلاش کر کے ساتھ ساتھ قلمبند کر دیا ہے اور اس طرح علامہ حضرت شمس بریلوی نے اپنے جائزے میں جو فرمایا ہے کہ "کوئی دیدہ ور اٹھے"۔ تو واقعی اس دیدہ ور نے وہ کام کر دکھایا جس کے لیئے جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

ہمیں امید ہے کہ کوئی اور صاحب قلم بھی اس طرف رخ کرے گا اور اس طرح حواشی اعلیٰ حضرت پر کام ہوتا رہے گا۔

ادارہ